مختصر تاریخ اہل ہند

حصہ دوم

ترجمہ کتاب جناب آنریبل ڈاکٹر ڈبلو ہنٹر صاحب بہادر

جسکو

حسب الحکم جناب معلم العلما و افضل الفضلا آر ٹی ایچ گریفتھ صاحب بہادر ایم اے
ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن ممالک مغربی و شمالی و اودھ - ایچ آر ولیم صاحب
ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول شاہجہانپور نے اردو مین ترجمہ کیا

سنہ ۱۸۸۵ع

گورنمنٹ پریس الہ آباد مین طبع ہوئی

1st Edition 20,000 Copies,
Price per Copy, 7 Annas.

اول دفعہ ۲۰۰۰۰ جلد
قیمت فی جلد ۷ر

فہرست ردیف وار

ردیف ا

ردیف پ

شروع زمانہ کے مسلمان شاہی خاندان

۱۰۰۱—۱۵۲۶ ع

اس باب میں شروع زمانہ کے اون مسلمان فتحمندوں کا بیان ہے جو سلطنت مغلیہ کے قبل شمالی ہند میں گذرے مگر اونکے مفصل حالات قلمبند کرنے سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک فہرست سنہ وار جملہ شاہی خاندانوں کی جنکے عہد کے معاملات سے گویا ہند کی تاریخ مڈل ایجز (یعنی زمانہ وسطیٰ) بنتی ہے اس مقام پر درج کیجاتی ہے۔

مسلمان فتحمندوں اور شاہی خاندانوں کا تاریخی خاکہ

(۱۰۰۱—۱۵۲۶ عیسوی)

ابتدا — انتہا

اول۔ خاندان غزنی (یہ بادشاہ ترکی قوم کے تھے) محمود غزنوی سے سلطان خسرو تک سنہ ۱۰۰۱—۱۱۸۶

دوم۔ خاندان غوری (یہ بادشاہ غالباً قوم افغان تھا) شہاب الدین محمد غوری ۱۱۸۶—۱۲۰۶

سوم۔ غلاموں کا خاندان (یہ بادشاہ اکثر ترکی تھے) قطب الدین ایبک سے معز الدین کیقباد تک ۱۲۰۶—۱۲۹۰

چہارم۔ خاندان خلجی (یہ بادشاہ غالباً ترکی تھے) جلال الدین سے ناصر الدین خسرو تک ۱۲۹۰—۱۳۲۰

پنجم۔ خاندان تغلق [illegible] ۱۳۲۰—[illegible]

غیاث الدین تغلق ۱۳۲۰

محمد تغلق ۱۳۲۵

فیروز تغلق ۱۳۵۱

[illegible]

۱۳۹۸ء میں تیمور جسے تیمر لنگ بھی کہتے ہیں مغلوں کی فوج لیکر ہندوستان

ہند کو آیا اور اوسکے باعث خاندان تغلق کے آخر بادشاہ کے زمانہ سے

خاندان سادات کی تخت نشینی تک یعنی پندرہ سال تک ۱۳۹۹–۱۴۱۴ء

دہلی کی سلطنت بے سری رہی۔

ششم خاندان سادات (اس خاندان کے عہد حکومت میں سلطنت دہلی کی طاقت میں کمی ہوگئی) ابتدا ۱۴۱۴ – انتہا ۱۴۵۰ء

ہفتم خاندان لودھی (یہ بادشاہ قوم افغان سے تھے انکا عہد حکومت ضعیف تھا) ۱۴۵۰–۱۵۲۶

اور خود مختار ریاستیں پیدا ہوگئی تھیں —

ہشتم خاندان تیموریہ (مغل) .... ۱۵۲۶–[illegible]

۱ بابر ۱۵۲۶–۱۵۳۰

۲ ہمایون ۱۵۳۰–۱۵۵۶

شیر شاہ افغان صوبہ دار بنگالہ نے ہمایون کو ۱۵۴۰ء میں

نکال دیا اور شیر شاہ کی اولاد ۱۵۵۵ء تک حکمران رہی۔

۳ اکبر شاہ اعظم ۱۵۵۶–۱۶۰۵

۴ جہانگیر ۱۶۰۵–۱۶۲۷

۵ شاہجہان ۱۶۲۸–۱۶۵۸

شاہجہان کو عالمگیر نے تخت سے اوتار دیا تھا۔

۶ اورنگ زیب یا عالمگیر اول ۱۶۵۸–۱۷۰۷

۷ بہادر شاہ یا شاہ عالم اول ۱۷۰۷–۱۷۱۲

وقت یا یوں کہیے ہندوؤں نے بھی شجاعت کی ایسی داد دی کہ حملہ آور دنگ رہ گئے ایک
قلعہ میں راجپوت محصور ہو گئے اور کوئی صورت جانبری کی نہ تھی اس حالت میں انھوں نے محصور
رہنا قبول کیا مگر اطاعت پر راضی نہ ہوئے اوسکے اندر ایک چتا بناکے عورتیں اور بچے
جل گئے تب مردوں نے اشنان کر ایک دوسرے سے گلے مل قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور
محاصرین سے لڑکے ایک ایک کرکے مارے گئے یہہ بھی روایت کرتے ہیں کہ سنہ ۷۵۰ع
میں راجپوتوں نے مسلمانوں کے صوبہ دار کو نکال دیا تھا پھر حال سندھ پر ہندوؤں کا دوبارہ
تسلط سنہ ۸۲۸ع تک ہونے پایا

مسلمانوں کی فتحیابی سے قبل جو ہند کی کیفیت تھی اوسکا بیان

جبتک کہ اہل اسلام کی ظفریابی کا جھنڈا ہندوکش کے مغرب کیجانب ممالک
ایشیا اور افریقہ اور یورپ کے جنوب میں اسپین اور فرانس تک پہونچ گیا
اسلامی لشکر کے قدم پنجاب میں نہ جمے سندھ پر جو تاخت ہوئی اوسکی صرف یہی کیفیت تھی
ہند کی قدیم مثل سندھ کے راجپوتوں کے جنکا ذکر ہوا دلیر تھے بلکہ ایسا قرین قیاس
ہے کہ اوس زمانہ کی ہندو ریاستوں میں فوجی انتظام بھی نہایت عمدہ تھا جو اہل اسلام
کے آگے بڑھنے کا مانع ہوا کیونکہ وہ بندھیاچل کے شمال کو بڑے [illegible]
میں مختلف قسم کے سردار سلطنت کرتے تھے شمال و مغرب کو سندھ کے میدانوں
اور دریاے جمن کی وادی بالا میں راجپوتوں کی سراسر حکومت تھی اور وہ خطہ جسے سنسکرت
زبان میں مدھیہ دیس کہتے تھے طاقت ور بادشاہتوں میں منقسم تھا اور اونکا مرکز فرمانروا

سمت جاتا ہو ویسے ہی ہند کی تاریخ مین ان یورشون کو جنکا ذکر ہوا وسی سرزمین
کے خانہ بدوش فرقون کا جنوب مشرق کی جانب آنا تصور کرنا چاہیے اور واضح ہو کہ
اہل اسلام کا کسی وقت مین تمامی ہند پر تسلط نہو بلکہ ہندو طبقے بڑے بڑے صوبون پر حاکمران
رہے اور جس زمانہ مین کہ مسلمانون کے اقبال کا ستارہ نہایت عروج پر تھا ہندو راجے
فقط تعلیبندی دیا کرتے تھے اور اپنی طرف سے شاہ دہلی کے دربار مین وکیل مقرر کرکے
بھیجتے تھے مگر یہہ فوقیت بھی سو برس سے کچھ ہی زیادہ قائم رہی (سنہ ۱۷۰۷ء سے سنہ ۱۸۰۳ء
تک) یہہ قلیل میعاد بھی گزرنے نپائی تھی کہ اہل ہنود پھر اپنے ملک کو مسلمانون کے قبضے سے
نکال لینے مین مصروف ہوئے چنانچہ جنوب جنوب مشرق کی نواح سے راست
دہلی کو دبانے لگے اور شمال مغرب مین سکھون کی مذہبی جماعتین رفتہ رفتہ ایک جنگ آور
قوم ہوگئین اور مرہٹون نے جو ادنیٰ ذاتون کی جرات دلیری اور برہمنون کی مدبری سے
مستفید تھے ہند کی جملہ ریاستہائے اسلامیہ کو اپنا باجگذار بنالیا اور جہانتک کہ اس زمانہ
مین قیاس کام کرسکتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر سرکار انگلشیہ کا اقبال حال کی صدی کے
شروع مین ظفر و نصرت نکرتا تو سلطنت مغلیہ اہل ہنود کے تصرف مین عود کر جاتی

ترکون کی پہلی یورشین سبکتگین کا بیان ۹۷۷ء

پہلی لڑائی جو پنجاب کی سرحد پر ہندوون اور مسلمانون مین ہوئی اوسمین چھیڑ ہندوون
ہی کی طرف سے ہوئی تھی کیونکہ لاہور کے راجہ جیپال نے ۹۷۷ء مین افغانون کی لوٹ
کھسوٹ سے تنگ آکر غزنی کی بادشاہت پر جو افغانستان مین ہی فوج کشی کی

اور اپنا لشکر وہان تک لیگیا سبکتگین نے جو غزنوی خاندان کا شاہزادہ تھا تخت
لڑائی کے بعد جب اندھپال نے ہاتھ سے موقع پاکر ہندوؤنکی درہ ان واپس آنے کی راہ مسدود
کردی مگر جب اونھون نے پچاس ہاتھی نذر کیے اور دس لاکھ درہم یعنی ڈھائی لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ
کیا تب اونھیں ہندکو جانے کی اجازت دی ایک روایت ہے کہ جب جیپال اپنے دارالحکومت مین
پہنچا تو برہمن اوسکے داہنے ہاتھ سر پر کھڑے ہوکر صلاح دیتے تھے کہ ایک جیتی شرفدیہ دینا اوسکی
ہتک ہی اور اوسکے امرا اور فوج کے سردار بائین طرف کھڑے اسکی التجا کرتے تھے کہ اپنے قول
ثابت قدم رہنا تھا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سبکتگین فدیہ کا روپیہ جبر وصول کرنیکو آیا اور جیپال کو شکست دی
اور پشاور کے قلعہ مین ایک افغان سردار کی ماتحتی مین دس ہزار سوار متعین کیے اس واقعہ کے چند ہی روز بعد
سبکتگین کو وسط ایشیا مین جنگ پر جانیکی ضرورت پڑی اور ہند مین صرف قلعہ پشاور اوسکی یورش کا
یادگار رہا مگر اس زمانے سے وہ ان دونون جگہین افغانون کے قبضہ مین ہین ۞

محمود غزنوی سنہ ۹۹۷ء–۱۰۳۰ء

سلطان سبکتگین نے سنہ ۹۹۷ع مین وفات پائی اور اوسکا بیٹا محمود غزنوی ستائیس
برس کی عمر مین تخت نشین ہوا اس شجاع بادشاہ نے تینتیس سال سلطنت کی اور
اپنی مختصر بادشاہت ملک فارس کے مغرب سے لیکر مشرق مین پنجاب کے
اندر تک پھیلائی اول چار سال تو اوسنے اپنی طاقت ورخشیر کے مغرب کو مستحکم
کرنے مین صرف کیے اور بعد ازان منجملہ سترہ ہند کی یورشون کے پہلی یورش
سنہ ۱۰۰۱ع مین کی ان حملون مین ۱۳ مغربی حصہ پنجاب کی تسخیر کی غرض سے
ہوئے مگر کشمیر کے حملے مین ناکامیابی ہوئی اور باقی تین حملے ورنشیب کے ساتھ

قنوج اور گوالیار اور سومنات کے دور دراز شہرون پر بھی حملے ہوے لاہور
کی سرحد کے راجہ جی پال نے بھی شکست کھائی اور چونکہ ہندوون کا یہہ قاعدہ تھا کہ جس راجہ
کو دو مرتبہ شکست ہوتی تھی اوسے گدی کے لائق نہین سمجھتے تھے لہذا جی پال نے
بادشاہت اپنے بیٹے کو سپرد کی اور خود اپنا شاہانہ لباس پہنے ہوے چتا پر چڑھ کے
جل گیا اور علی ہذا اس نواح کے ایک اور سردار نے تلوار سے اپنے تئین ہلاک کیا مگر
اطاعت قبول نہ کی۔ چھٹی مہم مین جو ۱۰۰۸ء مین واقع ہوئی ہندوون نے ایسی
حب الوطنی ظاہر کی کہ شریف عورتون نے اپنا گہنا پاتا گلوا ڈالا اور غریبون نے
سوت کات کات کے لڑائی مین اپنے خاوندون کی مدد کی غرض کہ یہی لڑائی کا ذکر
ہے کہ حملہ آورون کی حالت نہایت نازک ہو گئی اور محمود نے اس خوف سے کہ جملہ
راجاؤن نے صوبہ مالوہ سے لیکے اٹک تک ایکا کر لیا تھا پشاور مین
مورچے ڈالے اور ایک مرتبہ جو ان مورچون مین سے برآمد ہو کر حملہ کیا تو سخت شکست کا دکھائی دینے لگا
مگر گکھر قوم کے وحشی لوگ محمود کے لشکر مین گھس پڑے اور چار ہزار مسلمان تہ تیغ کیے

سومنات کی لوٹ کا بیان سنہ ۱۰۲۴ء

واقعات مذکرہ سے ظاہر ہے کہ ہر مہم نے مسلمانون کا قبضہ ہندوستان پر بڑھتا ہی گیا
اور محمود تھانیسر اور نگرکوٹ کے مندرون سے بے انتہا غنیمت لیگیا مگر
سولہوان حملہ جو اوس نے سومنات کے مندر واقع ملک گجرات پر سنہ ۱۰۲۴ء مین کیا
نہایت مشہور ہے محمود کو متواتر شکستین ہوئین مگر آخر کار اوس نے شہر پر قبضہ کر لیا قلعہ کی فوج
مین سے پانچ ہزار ہندو کام آئے اور باقی کشتیون پر سوار ہو کر سمندر کی طرف بھاگ گئے

سومنات کا مشہور بُت اون بارہ لنگون یعنی توالد کی علامتون مین سے تھا جو ہندہ کے مختلف مقامون مین قایم کیئے گئے تھے چونکہ محمود نے بُت شکن کا نام اختیار کیا تھا لہذا اوس زمانہ کے ایرانی مورخ سومنات کے تاخت و تاراج سے محمود کے دینی جوش کی ایک روایت منسوب کرتے ہین تاریخ فرشتہ کا مصنف بلا لحاظ اسبات کے کہ یہہ بُت محض ایک ناتراشیدہ پتھر تھا کوئی مورت نہ تھی بیان کرتا ہی کہ جسوقت محمود مندر مین داخل ہوا تو پجاریون نے اوس سے اس بُت کے عوض بے انتہا دولت دینے کا وعدہ کیا محمود نے جواب دیا کہ مین بُت فروش مشہور ہونے سے بُت شکن مشہور ہونا پسند کرتا ہون اور یہہ کہکر اپنا گرز اس زور سے مارا کہ بُت پاش پاش ہو گیا اور جواہرات کثیر اوسکے اندر سے نکلا اور اسطرح محمود کو گویا اپنی بیداری دینداری کا غیب سے صلہ ملا۔ اگرچہ یہہ صاف ظاہر ہی کہ اس بے بنیاد قصہ کی ابتدا کیونکر ہوئی تاہم اکثر مصنفون نے اوسکا بالتخصیص ذکر کیا ہی محمود سومنات کے مندر کا پھاٹک اور بُت کے ریزے اپنے ساتھہ غزنی کو لیگیا جب واپس جاتا تھا راہ مین دریاے **انڈس** کے گرد و نواح کے بیابان مین وہ خود اور اوسکا لشکر ہلاک ہوتے ہوتے بچا۔ وہ صندل کا دروازہ جسے لارڈ **النبرہ** کے عہد مین غزنی سے بطور فتحمندی کی یادگار کے لائے تھے اور جسکی نسبت علی العموم مشہور ہوا تھا کہ یہہ سومنات کے مندر کا پھاٹک ہی ایسی ہی ناقص تراشیدہ کہانی ہی جیسے اوس خیالی بُت کے شکم مین سے جواہر برآمد ہونے کی روایت۔ محمود غزنوی نے سنہ ۱۰۳۰ع مین اس جہان فانی سے رحلت کی +

محمود کی یورشون کے نتائج

پچیس برس کی جنگ جدل اور سترہ حملون کا فقط یہہ نتیجہ ہوا کہ محمود نے
پنجاب کے مغربی اضلاع سلطنت غزنی کے مطیع کیئے اور اپنے تاخت
تاراج کی یادگاری مشرق مین قنوج اور جنوب مین گجرات تک چھوڑ گیا اوسنے
کسی وقت ہند مین مقیم ہوکر سلطنت کرنیکا قصد نہین کیا بلکہ پنجاب کے ادہر
اوسکے حملے اس نمط پر سے تھے جیسے کوئی بہادر دینی جوش مین آکر کسی خاص شہر کے
سندیا بت کا توڑنا مدنظر رکھتا ہو اور ملک کا تسخیر کرنا منظور نہو۔ اوسکے باپ نے
تو پیشاور کو اپنی قلمرو کی فقط سرحدی چھاونی قائم کیا تھا مگر وہ پنجاب کو غزنی کا بیرونی
صوبہ بنا گیا۔

محمود کی بعض حکایتین

بہت سی حکایتین جنسے محمود کی دلاوری و زمینداری ملکہ بہ کفایت شعاری ظاہر
ہوتی ہی مسلمان مورخون نے بیان کی ہین۔ کہتے ہین کہ ایک دن کسی غریب
عورت نے آکر اوس سے فریاد کی کہ میرے بیٹے کو رہزنون نے عراق کے
دور دراز دشت مین مار ڈالا ہی محمود نے تاسف ظاہر کیا مگر فرمایا کہ تختگاہ سے
اسقدر فاصلہ پر ایسے واقعات کا روکنا دشوار ہی یہہ سنکے اوس بڑہیا نے محمود کو
فہمایش کی کہ تجھکو اوسی قدر ملک رکھنا چاہیئے جسکا تو بخوبی انتظام کرسکتا ہی اس
سے خوش ہوکر سلطان نے اوسکو انعام دیا اور اوس راہ پر کاروانون کی حفاظت کے لیئے

سپاہ معین کی۔ چونکہ محمود علم دوست اور شاعروں کا حامی تھا لہذا اوسکی سخاوت اور
قدردانی کی شہرت سنکر **فردوسی** بھی اوسکے دربار میں آیا سلطان نے اوسکا
شاہنامہ نہایت شوق سے سنا اور اوس سے بوقت اختتام فی شعر ایک درم طلائی
دینے کا وعدہ کیا تیس برس کی محنت اور جانفشانی کے بعد شاعر آیا اور اپنے انعام
کا طالب ہوا مگر جب سلطان نے دیکھا کہ شاہنامہ میں ساٹھہ ہزار اشعار سے کم نہین
ہین تب اوسکو بجاے طلائی کے ساٹھہ ہزار نقرئی درم دینے کا حکم دیا پس فردوسی کبیدہ خاطر
ناخوش ہوکر چلا گیا اور ایک نہایت سخت طنز آمیز ہجو لکھی جس سے بادشاہ کے حسب و نسب کا
داغ صفحہ روزگار پر ہنوز قائم ہے بہرحال محمود نے نظم رزمیہ کی عمدگی کے لحاظ سے ہجو کی
گستاخی معاف کی اور اپنی بدکاری پر نادم ہوکر ایک لاکھہ درم طلائی فردوسی کے پاس بہیجے
روانہ کیے مگر یہ بخشش خسروانہ دیر میں پہنچی جس وقت شاہی قاصد زر کی تھیلیان لیے
ہوئے شہر کے ایک دروازہ سے داخل ہوئے دوسرے دروازہ سے شاعر کا جنازہ
لوگ باہر لیے جاتے تھے ۔

خاندان غوری کا بیان ۱۱۵۲–۱۱۸۶ء

محمود کے جانشینوں کے بہ تخت پنجاب قریب سو برس کے عرصہ تک سلطنت اسلامیہ
کا صوبہ بنا رہا غور اور غزنی جو افغانستان کے شہر ہین انکے باشندوں مین ایک
عرصہ دراز سے سخت عداوت چلی آتی تھی۔ محمود نے سنہ ۱۰۱۰ء مین غور پر تسلط کیا تھا
مگر قریب سنہ ۱۱۵۲ء کے غوریوں کے سردار نے غزنی کو فتح کیا اور اوسکے خاص باشندوں کو
قید کرکے اپنے دارالسلطنت کو لے گیا اور وہان انکے گلے کاٹ کاٹ کے انکے لہو

اپنی شہر پناہ کے لیے گار اہوا یا غرض کہ جانبین کے چند مرتبہ ایسے انتقام کے بعد
انجام کار غوریوں نے غزنی پر ۵۵۰ھ میں قبضہ کر لیا اور خسرو نے جو محمود کی نسل کا اخیر بادشاہ تھا
بھاگ کر لاہور میں جو اسکی قلمرو واقع ہند کا تختگاہ تھا پناہ لی مگر ۱۱۸۶ء
میں یہ ملک بھی اوس سے جاتا رہا اور غوریوں کے امیر شہاب الدین نے جو محمد غوری
کے عرف سے زیادہ تر مشہور ہے خاص اپنے لیے ہند کی تسخیر شروع کی مگر ہند
ریاستوں نے میدان جنگ میں شجاعت کی خوب داد دی اور بعض اون میں سے
ہنوز قائم ہیں اگرچہ افغانون کی یورش کے سیلاب کو اوپر سے گذرے ہوے
سات صدیون کا عرصہ ہو چکا ہے ؛

اہل ہنود کا محمد غوری سے مقابلہ کرنا

پہلا حملہ جو محمد غوری نے دہلی کی جانب ۱۱۹۱ء میں کیا اوسمین شہاب الدین
ہندوؤن سے شکست فاش کھائی اور سخت زخمی ہوا اور بمشکل تمام میدان جنگ سے
جان سلامت لے گیا اور دشمنون نے اوسکی پراگندہ فوج کا چالیس میل تک تعاقب
کیا مگر لاہور پہونچکر اوس نے اپنی منتشر سپاہ فراہم کی اور وسط ایشیا سے تازہ
کروہون کی کمک پاکر ۱۱۹۳ء میں پھر ہندوستان پر چڑھائی کی
راجپوت قوم کے راجہ آپس کے رنج کی وجہہ سے متفق ہوکر اوسکا مقابلہ نکر سکے
اوس زمانہ میں شہر دہلی اور قنوج دو ہندو سلطنتون کے گھر بنے تھے مگر ایک دوسرے
کے رقیب اور انمین سے ہر ایک کے فرمانروا کو شمالی ہند میں اپنا ہمسر نہ تھا
دہلی اور اجمیر چوہان قوم کا راجہ حکمرانی کرتا تھا اور رٹھوری راج یعنی مہاراجہ دھراج

کے معزز لقب سے مشہور تھا قنوج کے راٹھور راجہ نے جسکی تختگاہ کے نشانات
ہنوز آٹھ میل مربع کی حد مین پائے جاتے ہین گھوڑے کی قربانی کے قدیم طریقے
پر ایک عام ضیافت کی اور آپ کو کل راجاؤن کا فرمانروا قرار دیا اور چونکہ ایسی تقریبات مین
ضرور ہی کہ جملہ خدمتین کمتر انکی ماتحت رئیسون سے لیجاوین لہذا دہلی کا راجہ منجملہ دیگر
سرداروں کے دربانی کی خدمت پر طلب کیا گیا اور یہہ بھی تجویز ہوئی کہ اس موقع پر قنوج
کے راجہ کی بیٹی بموجب قاعدہ سوئمبر کے جیسا سنسکرت کی نظم و نثر مین بیان آیا ہے
اپنے لیئے شوہر منتخب کرے اگرچہ دہلی کے راجہ کو اس لڑکی سے عشق تھا تاہم او
کسی کا دربان بنکر کھڑا ہونا گوارا نہوا پس چونکہ وہ حاضر نہ تھا اس لیئے اوسکی شبیہ بناکر
تضحیک کی غرض سے دروازہ پر کھڑی کی گئی جبکہ راجہ کی بیٹی شوہر منتخب کرنیکی رسم کے
لیئے دالان مین داخل ہوئی ہار ہاتھ مین لیئے اوسنے استقلال کے ساتھ سب راجاؤن پر جو گرد حلقہ باندھے کھڑے
تھے نظر ڈالی اور انکے سامنے سے باشان و تمکین نکلتی ہوئی دروازہ کیطرف بڑھی اور وہی ہار
اوس بدشکل شبیہ کے گلے مین ڈال دیا راوی کا بیان ہی کہ اس موقع پر دہلی کا راجہ
یکایک گھس پڑا اور ایک جست مین مع شہزادی کے گھوڑے پر سوار ہو اپنی راجدہانی
کی راہ لی تب راجہ قنوج نے جسکی اسطرح رسوائی ہوئی تھی ان مفرورون پر فوج کشی
کی اور دوسری طرف سے دہلی پر حملہ کرنیکے لیئے افغانون کو اشارہ کیا غرض
اس طرح یہ لڑائی قنوج و دہلی دونون ہندو ریاستونکی بربادی کا باعث ہوا ہے

راجپوتون کی آبادیان قریب سنہ ۱۱۹۳ء کے

جو کچھ اوپر بیان ہوا اوس سے ظاہر ہوتا ہی کہ راجپوت راجاؤن مین باہم رنج و ملال تھا

اور یہہ نااتفاقی اس امر کی مانع ہوئی کہ سب شریک ہوکر محمد غوری کا مقابلہ کرین اس زمانہ مین
دہلی مین تنور راجپوت اور اجمیر مین چوہان اور قنوج مین راٹھور بستے
تھے اور جو حملے شمال و مغرب سے ہوئے اونکا صدمہ انھین ریاستون نے جھیلا
کہتے ہین کہ آپس کے نزاع کی وجہہ سے منجملہ ایک سو آٹھہ راجپوت سردار کے ۶۴ چونسٹھہ سردار
دہلی اور اجمیر کے راجہ کے ساتھہ ہو گئے تھے اسوقت مین یہہ دونون ریاستین ایکہی
فرمانروا کے ماتحت تھین سنہ ۱۱۹۳ع مین افغانون نے دوبارہ پنجاب پر یورش کی اس
مرتبہ دہلی اور اجمیر کے راجہ پرتھوی راج نے شکست کہائی اور مارا گیا اوسکی لاڈلی
رانی اوسکے ساتھہ ستی ہوگئی - دہلی پر تسلط کرکے محمد غوری اجمیر پر بڑہا اور
سنہ ۱۱۹۴ع مین اوسکے قریب راجہ قنوج کو مغلوب کیا راجہ کام آیا اور اوسکی لاش میدان
جنگ مین اوسکے مصنوعی دانتون سے پہچانی گئی قنوج کے جری راٹھور راجپوتون
کے گروہ کے گروہ اور نیز شمالی ہند کے دیگر راجپوت فرقے اپنا وطن چھوڑکر چلے
گئے مگر اس غیر ملک کے بادشاہ کی اطاعت قبول نہ کی اور اوس زمین مین جا کر بسے جو دریا
انڈس کے مشرقی ریگستان کے متصل ہے اون جنگ آور ریاستون کی بنا ڈالی جو آجتک
اون کے راجپوتانہ کے نام سے مشہور ہین - تاریخ ہند کے یہہ واقعات فارسی مورخون
کے بیان سے لیئے گئے ہین مگر پرتھی راج کے دربار کا ایک ہندو بہاٹ بھی اپنے قوم
کے زوال کا بیان چھوڑ گیا ہے یہہ نظمی تاریخ جسکو چاند کی پرتھوی راج راسا
کہتے ہین ہندی نظمون مین نہایت قدیم ہے اوسمین سطرح بیان آیا ہے کہ مسلمان حملہ آورون
نے سولہ اخیر جنگ کے اور سب لڑائیون مین شکست کہائی اور کہ اونکا سردار

کے ہاتھہ مین گرفتار ہوا اور ایک گران فدیہ دیکر مخلصی حاصل کی مگر ہندوؤن کے آپس کا نفاق اونکی تباہی کا باعث ہوا۔

مسلمانون کا ملک بنگالہ کا فتح کرنا سنہ ۱۲۰۳ء

جو کچھہ ان نظمون مین جنسے حب الوطنی مترشح ہی بیان ہوا ہی اوس سے قطع نظر کر کے یہہ بات ثابت ہی کہ محمد غوری خود بنارس اور گوالیار تک آیا مگر اوسکے سپہ سالار بختیار خلجی نے سنہ ۱۱۹۹ء مین بہار فتح کیا اور سنہ ۱۲۰۳ء مین ملک بنگالہ پر دکہا تک تسلط کیا۔ جب مسلمان قریب ہونچے تو بنگالہ کے راجا لکشمن سین کو اوسکے برہمن مشیرون نے صلاح دی کہ اپنی دار الخلافت ندیہ سے کسی اور مقام کو نقل کر جاوے مگر چونکہ یہہ راجہ نہایت دیندار تھا اور عمر بھی اسی برس کی تھی لہذا وہان سے جانے مین یہانتک پس پیش کیا کہ افغان سردار نے دار الخلافت پر قبضہ کر لیا اور ایک دن جبکہ راجہ سوئی کہا رہا تھا محل مین گھس پڑا راجہ پر اسقدر ہیبت چھائی کہ ننگے پاون چور دروازے سے نکل پوری کو جو اوڑیسہ مین ہی بھاگ گیا اور وہان باقی عمر جگن ناتھہ جی کی خدمت مین گزاری۔ اس زمانہ مین سلطان محمد غوری کا وقت یا تو افغانستان کی لڑائیون یا ہند کے حملون مین صرف ہوا غزنی اوسکا تختگاہ رہا اور اسقدر فرصت نہ ملی کہ ہند کے ممالک محروسہ کو سجا دے حتی کہ پنجاب مین بھی فرقون نے شکست تو کہائی تاہم مطیع نہوئے تھے اور سنہ ۱۲۰۳ء مین کھکر کی قوم پہاڑون سے اوتری اور لاہور پر قبضہ کیا اور کل صوبے کو ویران و تباہ کر ڈالا اور سنہ ۱۲۰۶ء مین جبکہ دریاے انڈس کے کنارے افغان پڑے ہوئے تھے

ایک جماعت ان لوگون کی دریا تیر کے اوتر آئی اور خیمہ مین گھس کے سلطان کا کام سوتے مین خنجرون سے تمام کیا +

محمد غوری نے جو کچھ ہندمین کیا

محمد غوری کو مثل محمود غزنی کے ایک ڈینڈار سورما نہین بلکہ ایک ایسا تحمند سمجھنا چاہیے جسکو ملک تسخیر کرنا منظور رہتا بنا بر آن اپنی مہمون مین اوسکی نظر مندرون کے لوٹنے پر نہین بلکہ صوبجات کے حاصل کرنے پر تھی ۹۷۷ء مین جب سبکتگین قضا کی تو پشاور غزنی کی سلطنت کا ایک بیرونی صوبہ تھا اور محمود نے پنجاب کے مغربی حصہ کو زیر کر کے ۱۰۲۳ء مین اوس سلطنت مین شامل کر لیا لیکن ترکی یورشون کا یہی حصل تھا مگر محمد غوری کل شمالی ہند کو دریائے اندس کے ڈلٹا سے لیکر دریائے گنگ کے ڈلٹا تک بیکراورا زمودہ کار افسرنکی ماتحتی مین چھوڑ گیا جنھون نے اوسکی وفات کے بعد اپنے لیے سلطنتین قایم کین (۱۲۰۶ء)

قطب الدین ۱۲۰۶-۱۲۱۰ء

قطب الدین نے جو ہند مین سلطان محمد غوری کا نائب السلطنت تھا اپنے تئین دہلی مین ہند کا فرمانروا مشتہر کیا اور اسطرح پر ایک خاندان شاہی کی بنا ڈالی جو ۱۲۰۶ء سے ۱۲۹۰ء تک قایم رہا قطب الدین کو سندھ سے لیکر بنگالہ تک کل مسلمان سردارون و راقبا لمند سپاہیون پر جو ہند مین قسمت آزمائی کو آئے تھے حکمرانی کا دعوی تھا اوسنے چند عمدہ عمارتین تعمیر کین چنانچہ خاص دارالسلطنت مین

قطب مسجد جسکے سڈول ستونون کی صفون پر عمدہ سنگتراشی کا کام ہی اوسکی یادگار ہی اور نیز قطب مینار کی گاؤدم لاٹ جسپر قرآن کی سورتین پچیکاری کے کام سے لکھی ہوئی ہین پرانی دہلی کے کھنڈرون کے اوپر اپنے سر بلند کیئے ہوئے نظر آتی ہی۔

اصل مین قطب الدین ایک ترکی غلام تھا اور چونکہ اوسکے جانشین بادشاہ بھی ادنی مرتبہ سے تخت تک پہونچے اسلیئے یہہ خاندان غلام سلاطین کے نام سے مشہور ہی اور انھین کے عہد مین مسلمان بادشاہ ہند مین مستقل طور رہنے لگے۔ قطب الدین نے ۱۲۱۰ء مین وفات پائی +

غلامون کا خاندان

سنہ ۱۲۰۶-۱۲۹۰ عیسوی

اس خاندان کے بادشاہون کو تین خطرناک معاملون سے جنمین سلطنت مبتلا ہوگئی اور جو انجام کار اوسکی تباہی و بربادی کا باعث ہوئے مقابلہ کرنا پڑا اول تو انکے اپنے مسلمان سردارون اور صوبہ دارون نے بغاوت کی دوسرے ہندوون نے فساد برپا کیا تیسرے تاتار سے حملے بالتخصیص مغلون کے وسط ایشیا سے ہوئے +

التمش

سنہ ۱۲۱۱-۱۲۳۶ عیسوی

تیسرا اور سب سے بڑا بادشاہ غلامون کے خاندان کا التمش تھا جلوس فرمانے ہی اسکو بنگالہ اور سندھ کے صوبہ دارون کے جو خودمختار بن بیٹھے تھے مطیع کرنیکی ضرورت درپیش آئی اور اسکے عہد مین مغلون کی ایک یورش بھی ہوئی جس سے قریب تھا

کہ اسکی بادشاہت تہ و بالا ہو جائے یعنی یہہ کہ چنگیز خان اپنے مغل لیے ہوے ایک
افغان سردار کے تعاقب مین ہند کے درون کی راہ آ داخل ہوا مگر دریاے
انڈس اوسکے آگے بڑھنے کا مانع ہوا اور دہلی اس صدمہ سے بچ گئی التمش کی وفات سے
پہلے جسکا وقوع ۱۲۳۶ع مین ہوا سندہ کھلی کھلا فساد کرنے سے باز آ چکے
آئے تھے اور مسلمان صوبہ دار سندھیا چل پہاڑ کے شمال مین کل سرزمین پر جسمین
پنجاب ممالک مغربی و شمالی اودھ بہار بنگالہ
اجمیر گوالیار مالوہ اور سندھ داخل ہین حکمران تھے اور اسی عہد مین
خلیفہ بغداد نے ہند کی سلطنت اسلامیہ کو ایک علحدہ خود مختار بادشاہت قرار دیا
اور دہلی کی سلطنت جدید کا سکہ ۱۲۲۹ع مین رائج کیا ✣

سلطانہ رضیہ بیگم

۱۲۳۶-۱۲۳۹ عیسوی

رضیہ بیگم التمش کی بیٹی تھی سواے اسکے کسی شہزادی نے دہلی کی سلطنت
اسلامیہ پر فرمانروائی نہین کی وہ علم قرآن کی فاضلہ تھی اور بادشاہت کا کام بہت ہی
کرتی تھی اور ہر معرکہ مین کوشش بلیغ اور استقلال ظاہر کرتی تھی اسی سبب سے تاریخ مین
بجاے سلطانہ کے سلطان رضیہ بیگم کے مردانہ لقب سے مشہور ہی مگر چونکہ وہ ایک حبشی
غلام کی جو اوسکے اصطبل کا داروغہ تھا ازحد خاطر کرتی تھی اس سبب سے اوسکے افغان امرا
اوس سے ناراض ہوگئے اور اوسے تخت سے اوتار کے قتل کرڈالا۔ رضیہ بیگم نے فقط
ساڑھے تین برس حکومت کی مگر یہہ قلیل زمانہ بھی فتنہ و فساد سے خالی نرہا ✣

مغلون کے حملے اور راجپوتون کی سرکشیان

مغلون کے حملون اور اہل ہنود کی سرکشیون سے غلامون کے خاندان شاہی کی
نیو نیچے جڑ کٹنے لگی کہتے ہین کہ سنہ ۱۲۴۵ء مین مغل بنگالہ کے شمال و مغرب سرحد
کی راہ سے ناگہان چڑھ آئے اور پھر چوالیس برس تک یعنی من ابتدا سنہ ۱۲۴۴ء
لغایت سنہ ۱۲۸۸ء افغانستان کے درون کی راہ سے پنجاب مین بار بار
آیا کیے اور گکھڑون اور میوات کی پہاڑیون کی وحشی قومون نے نشیب کے شہر کو جو
مسلمانون کے قبضے مین تھا دار الخلافت دہلی کے قرب و جوار تک ویران کر دیا
راجپوتونکی بار بار کی سرکشی ہندی جنگ آور فرقونکی جبلی عادت کے لا زوال ہونیکی ابتدا
سے اشارہ کرتی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سلطنت مغلیہ کو ٹوٹنے پر انگلشیہ تک پہنچی
اور اوسکا زوال بھی ہو گیا مگر یہہ ہنوز قائم ہین غلام بادشاہون کے عہد مین بھی ہند کا
شمالی حصہ فقط نیم مطیع ہوا کیونکہ ہند و مالوہ اور راجپوتانہ اور سندھ بلکہ
اور گنگا اور جمنا کے کنارون پر دہلی تک برابر سرکشی کرتے رہے +

بلبن

سنہ ۱۲۶۵ء سے سنہ ۱۲۸۷ء تک

بلبن غلامون کے خاندان کا ایک چھوٹے کا آخیر بادشاہ تھا اس بادشاہ کو
نہ صرف مغلون اور ہند کے وحشی فرقون اور راجپوتون سے لڑنا پڑا بلکہ خود اپنے
صوبہ دارونکی نگرانی کرنی پڑی چونکہ ایام شباب مین بلبن نے اپنے ساتھ کے چالیس

غلامون سے آپس مین ایک دوسرے کی مدد کرنیکا قول و اقرار کیا تھا لہذا جب وہ
تخت پر بیٹھا تو اس زبردست اور خطرناک جماعت کا ایکا توڑنے کی ضرورت پڑی
اپنے صوبہ دارون مین سے بعض کے اوسنے سر دربار کوڑے لگوائے اور بعض کو
یہانتک پٹوایا کہ وہ اوسکی آنکھون کے سامنے جان بحق تسلیم ہو گئے اور ایک سپہ سالار
کو جو ملک بنگالہ کے باغی صوبہ دار کے زیر کرنے مین ناکامیاب ہوا تھا سولی دلوادی
بلبن نے لشکر گاہ کے ڈیلیا پر خود چڑھائی کی اور بنگالہ مین جو بغاوت کی آگ بھڑک
رہی تھی اوسے کمال سرعت کی حکمت عملی سے فرو کیا اور ہندو باغیون کی سرکوبی مین بھی
بالتخصیص کوئی دقیقہ جور و ستم کا اوٹھا نرکھا چنانچہ دہلی کے جنوب مین میوات کے
لاکھہ اچیوتون کو تہ تیغ کیا کہ جس سے اس قوم کا عنقریب استیصال ہو گیا بعد ازان
اوسنے وہ جنگل جسمین یہہ پناہ لیا کرتے تھے صاف کرا دیا اور اوسمین زراعت
ہونیلگی۔ اس زمانہ مین مغلون کے ظلم و تعدی کے باعث وسط ایشیا کے بہت سے
شہزادون اور شاعرون نے شہنشاہ ہند کے دربار مین آکر پناہ لی اور بلبن یہہ بات
فخریہ کہا کرتا تھا کہ کم سے کم پندرہ الیان ملک میرے دسترخوان پر کھانا کھاتے
ہین اور دہلی کے محلون کو اپنے مہمان شہزادون کے وطن کے نام سے موسوم کیا
اور کسی کا نام محلہ بغدادی اور کسی کا خوارزمی اور کسی کا غوری کہا۔ بلبن نے سنہ ۱۲۸۶ع
مین اس جہان فانی سے رحلت کی اسکے جانشین کا یہہ حال ہوا کہ دشمنون نے زہر دیکر
اوسکا قصہ تمام کیا اور اسطرح غلامون کے خاندان کا سلسلہ سنہ ۱۲۹۰ع
مین ختم ہوا۔

خاندان خلجی سنہ ۱۲۹۰-۱۳۲۰ء

اوسی سال جلال الدین جو قوم خلجی کا حاکم تھا دہلی کے تخت پر بیٹھا اور خاندان
خلجی کی جو تیس سال تک قائم رہا بنیاد ڈالی اس خاندان کے بادشاہون نے اسلام کی
طاقت کو دکھن مین پھیلایا علاء الدین جو اس خاندان کے بانی کا بھتیجا اور کڑا
کا جو الہ آباد کے قریب واقع ہے حاکم تھا اپنے سوارون کی فوج لیکر بندھیاچل کے
اوس پار گیا اور تین سو میل کے فاصلے پر شہر بھلسہ کو جسمین بدھون کے مندر کثرت سے تھے
خوب لوٹا اور بندیلکھنڈ اور مالوہ کے سرکش راجاون سے زور آزمائی کے بعد علاء الدین
کے ذہن مین یہہ بات گذری کہ دکھن کا تاخت تاراج حسب دلخواہ کیجیے اس ارادہ کے پورا
کرنیکی نیت سے وہ آٹھہ ہزار سوار لیکر دکن کے وسط مین پہنچا اور اثناے راہ مین
یہہ مشہور کیا کہ مین اپنے چچا کے یہان سے بھاگ کر آیا ہون اور راجمہندری کے
راجہ کی خدمت مین تلاش ملازمت کے لیے جاتا ہون - راجپوتون کے عالی ظرف
سردارون نے تو غریب الوطن سمجھہ کے اوسپر حملہ کرنے سے اجتناب کیا مگر علاء الدین نے
دیوگری کے بڑے شہر پر جسکو اب دولت آباد کہتے ہین اور جو اوس زمانہ
مین مہاراشٹر کی ہندو سلطنت کا تختگاہ تھا چھاپا مارا اور شہر مین یہانتک
یہہ خبر مشہور کیا کہ ابھی تو شاہی لشکر کا ہراول ہی آیا ہی اور اسطرح مغالطہ دیکر اوسنے اوسے
لوٹ دھسم کرکے اپنی عملداری کو جو سات سو میل کے فاصلہ پر گنگا کے کنارہ
واقع تھی پھر واپس آیا اور اسکے غنیمت کا مال تقسیم کرنے کے پہلے اوسنے سلطان

یہہ سپہ سالار مالوہ اور خاندیس ہوتا ہوا فتحیابی تمام مرہٹونکی ریاست مین پہنچا
اور وہان اوسنے دیوگری پر قبضہ کیا اور راجہ رام دیو کو اسبات پر آمادہ کیا کہ
اوسکے ساتھہ چلکر شاہ دہلی کے حضور مین آداب بجالائے۔ پس جسوقت مین کہ
سلطان علاءالدین مارواڑ مین راجپوتون کے مغلوب کرنیمین مصروف تھا اوسکا
غلام اور سپہ سالار کافور مہاراشٹر اور کرناٹک مین آ دہمکے پل تک جو
جنوب مین ہند کے سرے پر واقع ہے حملے کرتا رہا اور مقام آخرالذکر مین ایک
مسجد بھی تعمیر کرائی +

مسلمانون کی طاقت کی وسعت

سنہ ۱۳۰۶ء

اب سے ہند کے مسلمانون فرمانروا کو محض افغانون کا بادشاہ تصور نکرنا چاہیے
کیونکہ وسط ایشیا سے تین ہمون کے ہوتے شمالی ہند مین مسلمان بکثرت ہو گئے
تھے اول تو غزنی کا خاندان آیا جسکو ترکون کا قائم مقام سمجھنا چاہیے انکے بعد خاندان
غوری یعنی افغان آئے اور آخر مین مغلون کا ازدحام جنہنے پنجاب کی تسخیر مین
ناکامیاب ہوکر سلاطین دہلی کے یہان ملازمت اختیار کر لی تھی اور غلام بادشاہو
کے زمانہ مین یہہ ملازمت پیشہ مغل ایسے زبردست ہو گئے تھے کہ سنہ ۱۲۸۶ء مین انکا
قتل عام کرانا پڑا اور پھر سنہ ۱۲۹۲ء مین تین ہزار مغل اپنا آبائی تاتاری مذہب چھوڑ کر
مسلمان ہو گئے دہلی کے قریب انکو بود و باش کے لیے جگہہ عطا ہوئی
جو آج کے دنتک مغلپور کے نام سے مشہور ہے علاوہ انکے اور بھی آئے۔

سنہ ۱۳۱۱ء مین متواتر سازشون سے تنگ آکر علاؤالدین نے پندرہ ہزار مغلون کو قتل
کیا اور اونکے لڑکے بالون کو غلامی مین بیچ ڈالا اس مسلمانون کی کثرت آبادی کے
باعث علاؤالدین کو خوب موقع ملا کہ شمالی ہند اور نیز آگے کے ملکون سے ترکی و افغان
اور مغل سپاہ بھرتی کرے اور جنوب کی طرف اور آگے بڑھکر فوج بھیجے جہان سابق
کے بادشاہ نہ بھیج سکے تھے۔ مگر اوسکے عہد کے آخر برسون مین ہندوؤن نے
گجرات مین سرکشی کی اور راجپوتون نے چتور پھر فتح کرلیا اور بہت سے
قلعون کی فوج دکن سے نکال دی گئی۔ جبکہ سنہ ۱۳۰۳ء مین علاؤالدین نے
چتور فتح کیا تو وہان کی فوج نے مرنا قبول کیا پر مطیع نہوئی۔ اور ہنوز دہقان
لوگ اگلے ملک کا ایک گیت گاتے ہین جسمین رانی اور اوسکی تیرہ ہزار ہمجولیون
کے چتا پر جلجانے اور مردون کے محاصرین سے لڑنیکا ذکر ہی۔ باقیماندہ راجپوت دشمن
کی صفین توڑکر نکل گئے اور اراولی پہاڑ کی اوسطرح راجپوتون کی خود
مختاری اگرچہ علاؤالدین کے عہد مین بڑے چندے معرض زوال مین آگئی مگر
مطلق جاتی نہین رہی۔ آخر وقت مین علاؤالدین نے رئیس مغلوب الغضب اور سنکی ہوگیا
اور اوسنے اپنے بیٹون کو قیدخانہ مین ڈالا اور کہتے ہین کہ اوسکے عزیز سردار کافور نے
اوسکو زہر دیکر سنہ ۱۳۱۵ء مین اس جہان سے رخصت کیا

ایک مرتد ہندو بادشاہ کا ذکر

۱۳۱۶ – ۱۳۲۰ء

خاندان خلجی کے عہد حکومت کے اخیر چار برسون مین سلطنت کے جملہ اختیارات

ایک نیچ قوم کے مرتد ہندو خسرو خان کو حاصل ہوگئے تھے۔ یہ شخص ملک کافور کا آوردہ تھا اوسنے اپنے حامی کی فتوحات اور نیز اوسکی بدخصلتون کی پیروی کی اور اوسے اپنی آنکھوں کے سامنے قتل کرایا۔ خسرو خان رفتہ رفتہ مبارک شاہ کی ناک کا بال ہوگیا جو بدرجہ غایت اوباش تھا۔ زان بعد بادشاہ کو قتل کرکے تخت و تاج پر بیٹھا۔ گو بظاہر وہ دین محمدی کو مانتا تھا مگر کلام مجید کی کمال بے عزتی کرتا تھا یہانتک کہ اوسپر بیٹھا کرتا اور مسجدون کے ممبرون پر ہندو بت کھڑا کروائے۔ خسرو اپنی باغی سپاہ کے ہاتھوں سے سنہ ۱۳۲۰ء مین قتل ہوا اور اسطرح خاندان خلجی کا خاتمہ ہوگیا۔

خاندان تغلق

سنہ ۱۳۲۰-۱۴۱۴ عیسوی

غیاث الدین تغلق جو بغاوت مذکورہ بالا کا سرغنہ تھا اصل مین ایک ترک کی غلام تھا اور بڑھتے بڑھتے پنجاب کی سرحد کا صوبہ دار ہوگیا اوسنے خاندان تغلق کی بناڈالی اور اگرچہ سنہ ۱۳۹۸ء مین تیمور کے حملہ سے اوسکو سخت صدمہ پہنچا تاہم اس خاندان مین چھیانوے ۹۶ برس تک بادشاہت رہی۔ غیاث الدین نے دار الخلافت دہلی سے منتقل کرکے چار میل کے فاصلہ پر پورب کی جانب ہٹکے قائم کی اور اوسکا نام تغلق آباد رکھا (سنہ ۱۳۲۰-۲۴ء)

محمد تغلق

سنہ ۱۳۲۴-۵۱ عیسوی

محمد تغلق غیاث الدین کا بیٹا اور جانشین ایک عالم شخص تھا

اور سخت ریاضت مین زندگی بسر کرتا وہ فن سپہگری مین اچھی
دستگاہ رکھتا تھا مگر اوسکے مزاج مین ایسی وحشت تھی اور
کیا تعجب ہی کہ یہہ مرض پیدائشی ہو کہ سزا دینے مین از حد تشدد کرتا اور انسان کی
تکلیف پر اوسکے دل مین ہرگز ہمدردی پیدا نہوتی اگر کوئی شخص ذرہ بھی اوسکے خلاف مزاج
بات کہتا تو غصہ کے مارے آپے سے باہر ہوجاتا تھا علاؤالدین کی جمع کی ہوئی
دولت اوسنے اسطرح برباد کی کہ مغلون نے پنجاب پر بار بار حملہ کیا اور اوسنے روپیہ دیکر
اوس بلا کو ٹالا مگر اسکے ساتھ ہی یہہ بھی ہوا کہ حوصلہ مندی کے جوش مین آکر اوسنے ملک
فارس کے فتح کرنیکی غرض سے فوج فراہم کی اور ایک لشکر لاکھہ آدمیون کا چین کی
تسخیر کے لیے روانہ کیا پہلی مہم کا نتیجہ یہہ ہوا کہ تنخواہ نہ ملنے کی وجہہ سے سپاہ منتشر ہوگئی
اور اوسی ہی کی عملداری مین لوٹ مار کی - دوسرا لشکر ہمالیہ کے درون مین ایسا تباہ ہوا
کہ ایک آدمی بھی جیتا نہ پھرا - محمد تغلق نے جنوبی ہند مین بھی بڑی فتوحات حاصل کرنیکے
منصوبے باندھے اور دہلی کے باشندونکو آٹھہ سو میل کے فاصلے پر دیوگری کو
جسکا نام اوسنے دولت آباد رکھا آباد کرنیکے لیے لیگیا لوگونکی بہت سی جماعت بیچ
اونکو وطن سے دہلی ایسی جانیکی اجازت دی اور پھر بار بار یہہ حکم دیکر اوسکے چھوڑنے پر مجبور کیا
کہ جو کوئی حکم کی تعمیل نکریگا مارا جائیگا - ایک تو یہہ عین قحط کے زمانے مین سفر کرنا پڑا تھا
ہزارہا خلقت تباہ ہوگئی انجام کار لاچار ہوکر بادشاہ نے قصہ سے ہاتھ اٹھایا جبکہ خزانہ خالی ہوگیا
تو اوسنے تانبے کا سکہ جاری کیا اور یہہ چاہتا تھا کہ اتنا ہی قیمت مول ہو جو چاندی کی
مین سا وہی ہوجاوے - اول چینیون کا کاغذ کا سکہ تجویز کیا تھا اوسی قسم کی یہی عمل کیا تھا

چین کے فتح کرنیکے لیے اس سکہ کو زیادہ ترویج دیا اور ملک فارس مین کیخاتو
نے سکۂ مذکور کا ناقص نمونہ جاری کیا تھا مگر تغلق کا سکہ بہت جلد اپنی تباہی خود لایا
غیر ملکون کے تاجرون نے پیتل کے نکمّے ٹکڑے لینے سے انکار کیا اور تجارت
ملک بحت موقوف ہو گئی اور بادشاہ کو لاچار ہو کر سرکاری محاصل کے عوض مین
اپنا ہی ناقص سکہ لینا پڑا۔

صوبون کی بغاوت ۱۳۳۸–۵۱ء

اس عرصہ مین صوبجات جادۂ اطاعت سے منحرف ہونے لگے سنہ ۱۳۲۵ء مین
محمد تغلق کے ایسی وسیع سلطنت ورثہ مین ہاتھ آئی کہ اوس زمانہ تک ہند مین کبھی
مسلمان بادشاہ کو نصیب نہوئی تھی مگر اوسکا دینی تعصب اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ اوسکو نہ کسی
ہندو راجہ اور نہ ہندو افسر کا اعتبار تھا لہذا مجبوراً جتنے اعلیٰ عہدے تھے اونپر اوسکو ایسے
مسلمان مقرر کرنے پڑے جو محض قسمت آزمائی کے لیے ہند مین آئے تھے اور جنکو اوسکی
سلطنت کے قیام و استحکام سے کچھ غرض نہ تھی اس زمانہ کی تاریخ مین متواتر بغاوتون کا
بیان آیا ہے ایک صوبے کا فساد فرو نہویا تھا کہ دوسرے مین برپا ہو جاتا تھا مالوہ مین سنہ ۱۳۳۸ء
مین خود اوسکا بھتیجا باغی ہو گیا مگر گرفتار ہوا اور اوسکی زندہ کھال کھینچی گئی ۔
سنہ ۱۳۳۹ء مین حاکم پنجاب نے سرکشی کی وہ بھی مغلوب ہوا اور مارا گیا اور تخمیناً سنہ ۱۳۴۰ء
مین ملک بنگالہ اور ساحل کارومنڈل کے صوبہ دار بکامیابی تمام خود سر ہو گئے
سنہ ۱۳۴۴ء مین کرناٹک اور تلنگانہ کی ہندو سلطنتین بھی خود مختار ہو گئین اور
مسلمان فوج کو قلعون سے نکال باہر کیا پھر دکن کے مسلمان صوبہ دارون نے سرکشی کی اور

گجرات کی فوج باغی ہوگئی محمد تغلق نے بعجلت تمام ان بکھیڑوں سے انتقام لینے
کے لئے دکن پر چڑھائی کی مگر وہ اس بغاوت کو فرو نہ کرپایا تھا کہ گجرات اور مالوہ
اور سندھ میں بلوہ ہوجانیکی خبر پہنچی اور اوسکو اودھر جانا پڑا مگر جسوقت وہ دریائے سندھ کی وادی
زیرین میں باغیوں کا تعاقب کررہا تھا کہ موت نے آگھیرا اور اوسنے سنہ ۱۳۵۱ع میں اس جہان
فانی سے رحلت کی۔

محمد تغلق کی معاملہ مالگزاری کی زیادتیاں

ہند کے مسلمان فرمانرواؤں میں محمد تغلق اول تھا جسنے مالگزاری کا قاعدہ معین کیا
گنگا اور جمنا کے دوآبہ میں اوسنے بعض ضلعوں میں اراضی پر دس گنا اور بعض میں بیس گنا
لگان مضاعف کیا حتی کہ کسان محصول لینے والوں کے ڈر سے اپنے گاؤں ویران چھوڑ کر
بھاگ گئے اور اونمیں سے بہتوں نے رہزنی کا پیشہ اختیار کیا یہہ بادشاہ ایسا ظالم تھا کہ اگر
کوئی شخص اوسکی شکارگاہ میں مداخلت بیجا کرتا تو وہ فوراً اوسے بیرحمی سے سزا دیتا تھا اور بادشاہ نے
جانوروں کی طرح آدمیوں کے شکار کرنیکا طریقہ ایجاد کیا تھا جسکی نظیر دیکھی نہ سنی وہ ایک
قطعہ آبادی کا اپنی فوج سے گھیر لیتا اور حکم دیتا کہ دائرہ حصار کم کرتے کرتے
مرکز کی طرف بڑھیں تا سب جو اوس حلقہ میں ہوں اور ان میں بیشتر بیقصور کسان ہوا
کرتے تھے مثل درندوں کے مارے جاویں اس قسم کا شکار اوسنے بارہا کھیلا
اور ایک مرتبہ قنوج کے بڑے شہر کے باشندوں کا قتل عام کروایا ان باتوں
کا نتیجہ یہہ ہوا کہ سخت قحط پڑا اور ایسی آفت اور خرابی ملک پر نازل ہوئی کہ
تحریر اور تقریر سے باہر ہے۔

فیروز شاہ تغلق

سنہ ۱۳۵۱-۸۸ع

محمد تغلق کے بیٹے فیروز تغلق نے رحم اور بردباری سے سلطنت کی مگر اوسکو بنگال اور دکن کی اسلامی بادشاہتونکی خودمختاری تسلیم کرنی پڑی علاوہ اسکے فیروز تغلق کو علالت جسمانی اور اپنے اُمرا کی سازشون سے بہت تکلیف پہنچی اوسنے عام فائدے کے بہت سے کام کیے چنانچہ تالاب اور سرائین مسجدین مدرسے شفاخانے اور پل بنوائے اور آبپاشی کی غرض سے دریاؤن مین بند بندھوائے اوسکے سب سے بڑا کام جو اوس سے ہوا دریا جمن کی نہر تھی اس نہر مین جمنا کا پانی اوس مقام سے آتا تھا جہان وہ پہاڑ سے نکلتی ہے اور پشتون کے ذریعے سے اس پانی کو گھگھر اور ستلج سے ملا دیا تھا نہر مذکور کا کچھ حصہ سرکار انگلشیہ نے از سر نو تعمیر کیا ہے اور وہ دونون طرف کے حاشیہ کی زمین کو آج کے دن تک سرسبزی بخشتی ہے۔
بہر حال تغلق کا خاندان مسلمانون کی بغاوتون اور ہندوؤنکی سرکشیون کے باعث جلد معرض زوال مین آگیا اور یہی وجہ تھی کہ مغلون نے سنہ ۱۳۹۸ع کی یورش مین ہند کو آسانی سے پامال کیا۔

امیر تیمور یعنی تیمرلنگ کی یورش

سنہ ۱۳۹۸ عیسوی

اسی سن مین تیمور نے تاتاریون کا ٹڈی دل لیے ہوئے افغانستان کے درون کی راہ سے آپہنچا اور تغلق خاندان کے بادشاہ محمود کو عین شہر دہلی کی

فصیل کے نیچے شکست دیکر دار الخلافت میں داخل ہوا۔ پانچ دن تک قتل عام ہوا کیا
اور سڑکیں لاشوں سے اٹ گئیں مگر تیمور کی تیوری پر میل نہ آیا وہ یہہ سب دیکھتا رہا اور اپنی
فتح کی خوشی میں جشن منایا گیا ۱۳۹۸ء کے ختم ہونے میں ایک دن باقی تھا جس تاریخ اوسنے
کوچ کا حکم دیا مگر روانہ ہونے سے پہلے فیروز شاہ کی سنگ مرمر کی مسجد میں جو جمنا کے
کنارے ہے دوگانہ حمد و سپاس کا جناب باری میں کمال صدق دل سے بجا لایا پھر گنگا
کو عبور کر کے میرٹھ میں سخت قتل کرتا ہوا **ہردوار** پہنچا اور وہاں سے پہاڑ کے نیچے
نیچے کوچ کرتا ہوا مغرب کی جانب سے وسط **ایشیا** کو واپس گیا (۱۳۹۹ء) سوائے
ویران شہروں کے تیمور کوئی اور نشان اپنے **ہند** میں نہیں چھوڑ گیا۔ اوسکے چلے جانے
پر محمود تغلق **گجرات** سے جہاں اوسنے پناہ لی تھی لوٹ آیا مگر برائے نام ۱۴۱۲ء
تک سلطنت کرتا رہا+

خاندان سادات اور خاندان لودھی

خاندان تغلق ۱۴۱۲ء میں آخر ہوا اور خاندان سادات نے ۱۴۱۴ء سے ۱۴۵۰ء
تک اور افغان لودھی خاندان نے ۱۴۵۰ء سے ۱۵۲۶ء تک حکمرانی کی مگر ان سلاطین
میں سے بعض کی حکومت **دہلی** کے گرد چند میل سے آگے نہ تھی اس زمانہ میں حقیقت میں
ہندو راجے اور مسلمان بادشاہ **ہند** کے بڑے حصہ میں خود مختار تھے ۱۵۲۶ء میں
جب مغلوں نے بابر کی سرکردگی میں یورش کی لودھی کا خاندان زوال میں آگیا+

دکن کی ہندو بادشاہتیں

بابر نے سلطنت مغلیہ کی بنا ڈالی اور اس خاندان کے سب سے پچھلے قائم مقام نے

سنہ ۱۸۶۲ء مین سرکار انگلشیہ کی اسیری مین شہر رنگون مین وفات پائی قبل اسکے کہ
سلطنت مغلیہ کا بیان کیا جاوے اون ہندو اور مسلمان ریاستون کا جو سلسلہ ہائے جبال
کے جنوب کو تعیین کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی وہ ملک جو دراودی کہلاتا ہی اور
جسمین تامل زبان بولنے والی قومی بستی ہین زمانہ سلف کی تین سلطنتون یعنی چیر اور چولا
اور پانڈے کے تصرف مین تھا - پانڈے کی سلطنت جو سب سے قدیمی تھی
اور جسکا تختگاہ مدور تھا حضرت عیسی سے قبل چوتھی صدی مین قائم ہونے کا دعوی رکھتی ہی
چولا کی سلطنت کا پایہ تخت کمباکونم اور تنجور تھا - تالکد کا شہر جو ملک میسور مین
اب دریاے کاویری کی ریت سے ڈھک گیا ہی سنہ ۲۸۸ء سے سنہ ۹۰۰ء تک چیر
کی بادشاہت کا دار الخلافت رہا - پانڈے خاندان کے راجہ کو جسکا نمبر سلسلہ مین ایک سو
سولھوان تھا مسلمانون کے سردار ملک کافور نے سنہ ۱۳۰۴ء مین برباد کیا - بہر حال مسلمان
دکن کی انتہا تک اپنی طاقت قائم کرنے مین کامیاب ہوئے اور بہت سے ہندو خاندان
مدور مین پانڈے کی قدیم سلطنت پر اٹھارہوین صدی تک متواتر حکمرانی کرتے رہے یورپ
کی سلطنتون مین کوئی ایسی نہین ہی جسمین خاندان شاہی اسقدر مدت دراز تک متواتر قائم رہا ہو جیسے
مدور کی سلطنت مین قائم رہا اور نسب نامہ لکھنے والے اس قیام کو دو ہزار برس سے زیادہ بتلاتے
ہین - چیر کی بادشاہت مین پچاس اور چولا کی بادشاہت مین چھیاسٹھ بادشاہ
گذرے اور انمین چھوٹے خاندان کے راجے شمار نہین کیئے گئے ہین +

بیجانگر کی سلطنت

واضح ہو کہ جنوبی ہند مین صحیح تاریخی زمانہ بیجانگر یا نرسنگ کی ہندو سلطنت کے

عہد سے شروع ہوتا ہی جو سنہ ۱۳۳۶ء سے سنہ ۱۵۶۵ء تک قائم رہی اسکے پایہ تخت کے نشانات
تنگبھدر دریا کے داہنے کنارے پر مدراس احاطہ کے ضلع بلاری مین ہنوز
پائے جاتے ہین یعنی مندرون اور شہر پناہون اور تالابون اور محلون کے کھنڈر موجود
ہین جنمین چیخ اور سانپ کثرت سے رہتے ہین ۔ تقریبًا تین سو برس تک بیجانگر
کی ریاست ہند کے مثلث نما خطہ کے جنوبی حصہ پر حکمران رہی اور اوسکے راجے
دکن کے مسلمان بادشاہون سے مثل ہمسرون کے صلح و جنگ کرتے رہے +

دکن کی اسلامی ریاستین

(سنہ ۱۳۴۷ء)

جنوبی ہند کی اسلامی سلطنتون کی بنا علاء الدین کی فتوحات سے پڑی
ایک مدت دراز کی ابتری اور جنگ و جدل کے بعد دکن مین بہمنی بادشاہت کا ظہور ہوا
اور اسطرح ہند کے جنوب مین اسلامی حکومت قائم ہوئی ۔ محمد تغلق کے عہد مین ایک
افغان سردار ظفر خان نے دہلی کی فوج کو شکست دیکر اپنے تئین دکن کا
خود سر فرمانروا بنایا (سنہ ۱۳۴۷ء) اور چونکہ وہ لڑکپن مین کسی برہمن کا غلام تھا جو
اوسکے ساتھ شفقت سے پیش آیا تھا اور اوسکے عروج کی پیشین گوئی کی تھی لہذا
اوسنے بہمنی کا لقب لیا جو اوسکے جانشینون مین جاری رہا +

خاندان بہمنی

۱۷۸

بہمنی خاندان کی ابتدا بتشتر سنہ ۱۳۴۷ء سے شمار کیجاتی ہے اوسکا قیام ایک سو اٹھتر
برس یعنی سنہ ۱۵۲۵ء تک رہا اور گلبرگہ اور ورنگل اور بیدر جو ریاست حیدرآباد
مین واقع ہین ایک دوسرے کے بعد اوسکی تختگاہ رہے اور اوسکے تحت مین ترتیب

وہی ملک تھا جو فی الحال نظام حیدر آباد کے علاقے میں ہے۔ اپنے عروج کے
زمانے میں سلاطین بہمنی نصف دکن پر یعنی جنوب میں تنگبھدر دریا سے شمال
میں اڑیسہ تک اور مشرق میں مچھلی بندر سے مغرب میں گوا تک فرمانروائی
کا دعوی کرتے تھے مگر اونکا حلقہ حکومت نفس الامر میں بہت کم تھا۔ ابتدا میں
جب دہلی کی سلطنت سے لڑائی جھگڑے ہوئے تو بیجانگر اور ورنگل کی
ہندو ریاستوں سے جو جنوب میں تھیں اونکو بہت امداد ملی مگر درحقیقت اوسکے قیام کے
بیشتر زمانہ تک بہمنی خاندان کو بندھیاچل کے جنوب میں ہندو مذہب کا لحاظ
اور اسلام کا طرفدار سمجھنا چاہیے سلاطین بہمنی کی دوسری ریاستوں کے ساتھ عہد
پیمان اور نیز جنگ و جدل کرنے کی وجہ سے ہندو مسلمانوں کے خلط ملط ہونیکی نوبت پہنچی
مثلاً شاہ مالوہ نے بہمنی سلطنت پر بارہ ہزار فوج سے جس میں افغان و راجپوت
تھے چڑھائی کی اور بیجانگر کے ہندو راجہ نے اپنی فوج میں افغان سپاہی بھرتی
کیے اور تنخواہ کے بالعوض جاگیریں مقرر کیں اور اونکے لیے ایک مسجد بھی تعمیر کرائی
اسی طرح بہمنی ریاست کی فوج اون ہندوؤں کی سرکردگی میں جنھوں نے مذہب اسلام اختیار
کیا تھا اکثر لڑائی پر جاتی تھی بلکہ خود لشکر میں دو مخالف فرقے مسلمان داخل
تھے ایک فرقہ شیعہ تھا جس میں وسط ایشیا کے مخصوص فارسی اور ترکی اور تاتاری
شامل تھے اور دوسرے میں جو سنی تھے ہندی مسلمان اور حبشی سپاہی داخل تھے اور بارہا
ایسا ہوا کہ ان فرقوں کی رقابت کی وجہ سے سلطنت بہمنی کی حالت خطرناک ہو گئی اس
خاندان کا ستارہ قریب ۱۴۴۲ء کے علاء الدین ثانی کے عہد میں عروج کو پہنچا مگر

سنہ ۱۴۸۹ء اور سنہ ۱۵۲۵ء کے مابین اجزاء متضاد کی کشمکش سے بہمنی سلطنت کا شیرازہ بکھر گیا۔

دکن کی پانچ اسلامی ریاستوں کا بیان

سنہ ۱۴۸۹-۱۶۸۷ء

جب بہمنی سلطنت کا خاتمہ ہوا تب اوسکی جگہہ دکن مین پانچ خودمختار اسلامی ریاستین قائم ہوئین اول سنہ ۱۴۸۹ء مین سلطان مراد دوم کے بیٹون مین سے ایک نے خاندان عادل شاہی کی بناڈالی اور بیجاپور کو اپنا تختگاہ بنایا اس ریاست کو سنہ ۸۷-۱۶۸۶ء مین اورنگ زیب نے سلطنت مغلیہ مین ملالیا دوم خاندان قطب شاہی جسکو ایک ترکمان نے سنہ ۱۵۱۲ء مین قائم کیا اوسکا تختگاہ گولکنڈہ تھا اس ریاست کو بھی اورنگ زیب نے سنہ ۸۸-۱۶۸۷ء مین دہلی کی سلطنت مین شامل کیا سوم خاندان نظام شاہی جسکا پایہ تخت احمدنگر تھا اسکی بنا بیجانگر کے ایک برہمن نو مسلم نے ڈالی اور شاہجہان بادشاہ نے اوسکو سنہ ۱۶۳۶ء مین برباد کیا۔ چہارم برار کا عماد شاہی خاندان اسکی بنا بھی بیجانگر کے ایک ہندو نے سنہ ۱۴۸۴ء مین رکھی اس ریاست کا تختگاہ ایلچپور تھا اور سنہ ۱۵۷۴ء مین وہ احمدنگر کی سلطنت مین شامل ہوگئی۔

پنجم خاندان برید شاہی جسکا تختگاہ بیدر تھا جسکو ایک ترک یا گرجی غلام نے سنہ ۹۸-۱۴۹۲ء مین قائم کیا اس ریاست کی عملداری کی حد بین تحقیقاً معلوم نہین مگر اوسکے سنہ ۱۶۰۹ء کے بعد تک خودمختار قائم رہنے مین شک نہین اور اورنگ زیب نے بیدر کا قلعہ سنہ ۱۶۵۷ء مین سر کیا۔

بیجے نگر کی ہندو ریاست کا زوال

ہند کی اسلامی ریاستون کے حالات جو جنوب مین پیدا ہوئین شروع سے
آخر تک بیان کرنا تواریخ ہذا کے مقاصد سے باہر ہی اونکی خود مختاری اوس وقت
تک قایم رہی جبتک کہ اکبر کے جانشینون کے عہد مین شمالی ہند مین سلطنت مغلیہ
خوب مستحکم نہو گئی - ایک زمانہ تک ان ریاستون کے بیجے نگر کی ہندو سلطنت کے ساتھ
لڑائی جھگڑے رہے مگر ۱۵۶۵ء مین وہ سب اوسکے خلاف متفق ہوئین اور ایک
مخالفت سے جو اوس ریاست مین برپا ہو رہی تھی موقع پاکر ۱۵۶۵ء مین تلیکوٹ
کی جنگ مین اوسکو شکست دیکر اوسکی طاقت کو پامال کیا تلیکوٹ کی لڑائی سے بیجے نگر کی سلطنت
کا اس معنی کر کے خاتمہ ہوا کہ وہ ایک بستہ ہندو ریاست نہ رہی مگر اوسکے ہندو سردارون (پالیگار)
نے اپنی جاگیرون پر قبضہ نہین چھوڑا اسپر ایک جز و اوس علاقے کا مسلمان بادشاہون کے
ہاتھ آیا مدراس اِحاطے کے مشہور و معروف پلیگار زمیندار جو اب موجود ہین انھین
پالیگار سردارون کی اولاد سے ہین - بیجے نگر کے شاہی خاندان کا ایک شخص
چندر گری کو بھاگ گیا اور وہان ایک شاہی خاندان قایم کیا جسنے باعتبار حقوق
سابق کے ۱۶۳۹ء مین وہ زمین عطا کی جسپر مدراس کا شہر واقع ہی
نظام حیدر آباد کے باجگزارون مین ایک انگنڈی کے راجہ ہین جنکا نام
مشہور ہی اونکو بھی بیجے نگر کے عالی خاندان سے ہونیکا دعوی ہی اور اس
خیال سے آج کے دن تک بیجے نگر کے ویرانے کے گرد نواح مین سکونت
اختیار کی ہی مسلمانون کی عہد سلطنت مین جو خود مختاری جنوبی ہند کے راجاؤن

کو حاصل تھی اسکی نظیر منجر آباد کے خاندان سے بخوبی حاصل ہوتی ہے یہ ایک ادنی
مرتبہ کے سردار ہین جنھون نے اپنی حکومت سنہ ۱۳۹۷ع سے سنہ ۱۷۹۹ع تک قائم رکھی

صوبجات کا خودمختار ہوجانا

صوبہ بنگالہ نے سنہ ۱۳۴۰ع مین سلطنت دہلی کی اطاعت سے سرتابی کی اور اوسکا
مسلمان صوبہ دار مسمی فخرالدین بادشاہ بن بیٹھا اور گور کو اپنا پایہ تخت قرار دیکر اپنے
نام کا سکہ چلایا بنگال مین بیس بادشاہون نے متواتر سنہ ۱۵۳۸ع تک حکمرانی کی اور
بعد ازان ہمایون نے بارے چندے اس ملک کو سلطنت مغلیہ مین شامل کر لیا مگر سنہ ۱۵۷۶ع
مین اکبر نے اوسکو ایک جزو اپنی سلطنت کا بنایا۔ اسطرح ہند کے مغرب مین گجرات
کا بڑا صوبہ بھی ایک خودسر اسلامی ریاست ہوگیا اور سنہ ۱۳۷۱ع سے دوسو برس تک قائم رہا
جبتک کہ اسکو اکبر نے سنہ ۱۵۷۳ع مین مغلوب کیا۔ صوبہ مالوہ نے بھی ایک مسلمان حاکم کے
ماتحت خودمختاری حاصل کی تھی مگر اوسکو شاہ گجرات نے سنہ ۱۵۳۱ع مین اپنی ریاست مین
ملا لیا حتی کہ جونپور نے بھی جسمین بنارس کی عملداری شامل تھی گنگا کی وادی کے وسط
مین منجملہ دیگر اسلامی ریاستون کے اپنی خودمختاری خاندان سادات و لودھی بادشاہون کی استقلال
کے زمانہ مین تقریبا سو برس یعنی سنہ ۱۳۹۴ع سے سنہ ۱۴۷۸ع تک قائم رکھی +

دسوان باب

خاندان مغلیہ کا بیان سنہ ۱۵۲۶-۱۷۶۱ع

بابر بادشاہ سنہ ۱۴۸۳-۱۵۳۰ع

پس باب گذشتہ کے بیان سے واضح ہے کہ بابر نے اپنی یورش کے وقت ہند

کو چند اسلامی ریاستون اور رجواڑون مین منقسم پایا۔ اوس زمانہ مین لودھی خاندان کا
ایک افغان بادشاہ آگرہ کی دار الخلافت مین دہلی کی باقیماندہ سلطنت پر حکمرانی
کرتا تھا۔ بابر جسکے لغوی معنی شیر کے ہین سنہ ۱۴۸۳ء مین پیدا ہوا اور تیمور تاتاری
کی نسل سے چھٹی پشت مین تھا۔ وہ اپنے باپ کی وفات کے بعد سنہ ۱۴۹۴ء مین
فرغانہ کی مختصر ریاست کا جو دریائے جگزٹیز پر واقع ہے مالک ہوا۔ اسوقت اسکی عمر بارہ
برس کی تھی اور بہت سی گردشون کے بعد سنہ ۱۴۹۷ء مین شہر سمرقند جو تیمور لنگ
کے خاندان کا پایہ تخت تھا فتح کیا مگر بغاوت سے لاچار ہو کر دریائے آکسس کی
وادی مجبوراً چھوڑ کے کابل کی سلطنت پر سنہ ۱۵۰۴ء مین قبضہ کیا۔ عرصہ بائیس برس
تک افغانستان مین ہندوستان کے دروں کی دوسری طرف اسکی طاقت
دن بدن بڑھتی رہی یہانتک کہ سنہ ۱۵۲۶ء مین اوسنے یکایک پنجاب پر حملہ کرکے ابراہیم لودھی
دہلی کے بادشاہ کو پانی پت پر شکست دی۔ منجملہ تین عظیم لڑائیون کے جو سنہ ۱۵۲۶ء سنہ ۱۵۵۶ء اور سنہ ۱۷۶۱ء
مین اسی میدان مین ہوئین اور جنکی فتح و شکست پر ہندوستان کی سلطنت کا فیصلہ ہوا یہہ پہلی لڑائی تھی۔ بابر فاتحانہ
دہلی مین داخل ہوا۔ مسلمانون نے اطاعت قبول کی۔ پر چتوڑ کے راجپوتون نے فی الفور اوسپر حملہ کیا۔ اس قوم
نے اجمیر اور میواڑ اور مالوہ کو اپنے تصرف مین لائے تھے اور ایک ہندو سلطنت قائم کرنے کے ارادہ
معلوم ہوتے تھے مگر سنہ ۱۵۲۷ء مین بابر نے اونکو آگرہ کے قریب فتحپور سیکری کے میدان
مین شکست دی۔ یہہ لڑائی دو وجہہ سے مشہور ہے اول تو بابر کی حالت اس جنگ مین
بہت نازک ہو گئی تھی دوم یہہ کہ اوسنے اسی جنگ کے وقت مین شراب سے قطعاً
اجتناب کرنے کی منت مانگی تھی۔ اس واقعہ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد اسکی وفات

پنجاب کے جنوب میں ملتان تک اور گنگا کی مشرقی وادی میں بہار تک پہیل گئی۔
بابر نے آگرہ میں سنہ ۱۵۳۰ء میں وفات پائی اور ایک سلطنت جسکی حد وسط ایشیا میں
دریاے آمو سے لیکر ملک بنگالہ میں گنگا کے ڈیلٹا کے اس تک تھی چھوڑ گیا۔

ہمایون بادشاہ

سنہ ۱۵۳۰ — ۱۵۵۶ عیسوی

بابر کے بیٹے ہمایون کے حصہ میں ہند کا ملک آیا مگر کابل
اور پنجاب کے مغربی اضلاع اوسے اپنے رقیب بھائی کامران کے حوالہ کرنے
پڑے لیکن اسطرح اس سلطنت مفتوحہ کا انتظام ہمایون کے سر تھا مگر وہ ملک جسکو
اوسکے باپ نے بمشکل فتح کیا تھا قبضہ سے جاتا رہا ہندی افغانون کو جو
سابق کے حملہ آورون کی اولاد سے تھے مغلون سے اسقدر رشک اور دشمنی تھی
جسقدر بابر کے نئے مسلمانون کے ساتھ تھی لہذا دس برس کی جنگ وجدل
کے بعد بنگالہ کے حاکم شیر شاہ نے انھیں افغانون کی مدد سے ہمایون کو
نکال دیا جسکو سندھ کے ریگستان کی راہ سے فارس کو بھاگ جانا پڑا
اوسکا نامور بیٹا اکبر سنہ ۱۵۴۲ء میں امرکوٹ کے چھوٹے قلعہ میں پیدا ہوا
شیر شاہ بادشاہ بن بیٹھا مگر سنہ ۱۵۴۵ء میں کالنجر کے محاصرہ میں قلعہ پر حملہ کرتے وقت
مارا گیا اور اوسکا بیٹا اوسکی جگہہ تخت نشین ہوا مگر شیر شاہ کے پوتے کے عہد
مین جو تیسرا افغان بادشاہ تھا تمام صوبجات سے مالوہ و پنجاب اور بنگالہ
نے بھی بغاوت کی اس موقع پر ہمایون ہند کو واپس آیا اور اکبر نے حکم خرد ...

رس کی پھر افغانوں کو سنہ ۱۵۵۵ء میں بعد سخت جنگ کے پانی پت میں شکست
فاش دی اور اسطرح ہندوستان کا افغانوں کے ہاتھ سے مغلوں کے قبضہ میں پھر آیا اور
شیر شاہ کے خاندان کا چراغ گل ہو گیا - ہمایوں نے کابل کا ملک بھی پھر لیا اور
دہلی میں چند روز سلطنت کرنیکے بعد سنہ ۱۵۵۶ء میں اس جہان فانی سے کوچ کیا

اکبر کے عہد کے واقعات کا تاریخی خلاصہ

سنہ ۱۵۵۶ء سے سنہ ۱۶۰۵ء تک

سنہ ۱۵۴۲ء میں اکبر امرکوٹ میں جو ملک سندھ میں واقع ہے پیدا ہوا

سنہ ۱۵۵۶ء پانی پت کی لڑائی میں افغانوں کو شکست دیکر دہلی کا تخت اپنے باپ ہمایوں کے لیے پھر فتح کیا جنگ کے دن سپاہ کا افسر بیرم خان تھا چند مہینوں بعد اکبر اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا اور بیرم خان نے دارالسلطنت کا کام انجام دیا

سنہ ۱۵۶۰ء میں اکبر نے عنان سلطنت اپنے ہاتھ میں لی - بیرم خان نے سرکشی کی اور شکست کھائی مگر پھر اکبر نے اسکا قصور معاف کر دیا +

سنہ ۱۵۶۶ء میں اکبر کے مخالف بھائی حاکم نے پنجاب پر حملہ کیا اور شکست کھائی +

سنہ ۱۵۶۱-۶۹ء اکبر جیوت راجپوتوں کو سلطنت مغلیہ کا مطیع کرنے میں مصروف رہا +

سنہ ۱۵۷۲-۷۳ء میں گجرات پر فوج کشی کی اور اسکو پھر سلطنت میں شامل کر لیا +

سنہ ۱۵۷۶ء میں بنگالہ دیگر فتح کیا اور سلطنت مغلیہ میں ملا لیا +

سنہ ۹۳ – ۱۵۸۴ء گجرات میں فتنہ و فساد برپا ہوا اور آخر کو سنہ ۱۵۹۳ء میں مغلوب ہوا +
سنہ ۱۵۸۶ء میں ملک کشمیر کی تسخیر و فتح میں آئی اور اوسکی آخری بغاوت
سنہ ۱۵۹۲ء میں فرو ہوئی +

سنہ ۱۵۹۲ء میں سندھ فتح ہوا اور سلطنت مغلیہ کا صوبہ ہو گیا +

سنہ ۱۵۹۴ء میں قندھار نے اطاعت قبول کی اور سلطنت مغلیہ ہند میں شامل
کے شمال کو کل ہندوستان میں کابل و قندھار تک مستقل اور مستحکم ہو گئی +

سنہ ۱۵۹۵ء میں اکبر کی فوج دکن کی مہم میں ریاست احمد نگر کے مقابلے کے
لیے اوسکے بیٹے شاہزادہ مراد کے تحت میں گئی مگر ناکامیاب ہوئی +

سنہ ۱۵۹۹ء دوسری مہم میں اکبر نے بذات خود احمد نگر پر چڑھائی کی اور شہر پر
تسلط کیا مگر حکومت مغلیہ کے قائم کرنے میں ناکام ہوا +

سنہ ۱۶۰۱ء میں خاندیس سلطنت ہی میں شامل کیا گیا اور اکبر نے شمالی
ہند کی طرف مراجعت کی +

سنہ ۱۶۰۵ء میں اکبر نے آگرہ میں وفات پائی +

اکبر اعظم کا بیان

۱۵۵۶-۱۶۰۵ء

مغلیہ سلطنت کا اصلی بانی جس نے سلطنت کو دو سو برس تک قائم رکھا اکبر تھا
وہ سنہ ۱۵۴۲ء میں پیدا ہوا اور چودہ برس کی عمر میں اپنے باپ کے جا تخت
نشین ہوا اور قریب پچاس برس کے یعنی سنہ ۱۵۵۶ء سے سنہ ۱۶۰۵ء تک سلطنت

اکبر انگلستان کی ملکہ الزبتھ کا ہمعصر تھا جسکا زمانہ سنہ ۱۵۵۸ء سے سنہ ۱۶۰۳ء
تک تھا۔ اوسکا باپ ہمایون ایک نہایت مختصر سلطنت چھوڑ گیا تھا جسکی حکومت
آگرہ اور دہلی کے گرد و نواح کے اضلاع سے آگے نہ تھی۔ جسوقت ہمایون نے
انتقال کیا اکبر اپنے اتالیق بہرام خان کے ساتھ پنجاب میں باغی افغانون
کی سرکوبی میں مصروف تھا۔ بہرام خان قوم کا ترکمان تھا اور ہمایون کی جلاوطنی
کے زمانہ میں اوسنے بڑی وفاداری سے اوسکا ساتھ دیا تھا اور اوس فوج کا جسکے
ذریعہ سے پانی پت کی لڑائی کے بعد تخت از سرنو ہاتھ آیا سپہ سالار تھا۔
اکبر کی صغر سنی میں وہ خان بابا کے لقب سے نائب سلطنت مقرر ہوا۔
بہرام خان بہادر اور فن سپہگری میں ماہر تھا مگر اوسکے مزاج میں تشدد اور نخوت
اس درجہ بڑھ گئی تھی کہ اوسکے بہت سے دشمن پیدا ہوگئے۔ اکبر نے چار سال
تک اپنے اتالیق کی اطاعت کی اور بعد اوسکے ۱۵۶۰ء میں شکار کھیلنے
کے حیلے سے موقع پاکر اوسکی اطاعت سے آپ کو الگ کیا۔ اس معزول شدہ
نائب السلطنت نے بہت سے پس و پیش کے بعد بغاوت اختیار کی اور
شکست کھائی مگر اکبر نے اوسکا قصور معاف کیا اور اوسکے لیئے ایک معقول
وظیفہ معین فرمایا۔ اسکے بعد بہرام خان نے حج کی تیاری کی اور مکہ معظمہ کو روانہ
ہونے کو تھا کہ ایک افغان نے جسکے باپ کو اوسنے لڑائی میں قتل کیا تھا خنجر
سے اوسکا کام تمام کیا۔

اکبر کے کار نمایاں جو اس نے ہند میں کیے

اکبر کی سلطنت کا زمانہ نصف صدی اور کچھ کا زمانہ تھا جب وہ ۱۵۵۶ء میں تخت نشین ہوا اس وقت ہند بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم تھا اور جا بجا فساد سے بازار فتنہ و فساد کا خوب گرم ہو رہا تھا مگر ۱۶۰۵ء میں اپنی وفات پر وہ ہند کو ایک مرتب سلطنت چھوڑ گیا۔ ابتدا میں جب ترکوں اور افغانوں اور مغلوں کے حملے ہوئے تو مسلمان ہند میں کثرت سے آ گئے اور بہت سے اپنے سرداروں کی ماتحتی میں بود و باش کرتے تھے۔ ان مختلف اسلامی ریاستوں کو اکبر نے دہلی کی سلطنت کا صوبہ بنایا اور جو جو ہندو راجاؤں اور بہت سی قوموں نے خود مختاری حاصل کر لی تھی انکو بھی اپنی سیاست ملکی کا مطیع کیا اور بعض صورتوں میں اس نے کسی قدر تو فتح کر کے اور کسی قدر اخلاص و آشتی کے ذریعہ سے حاصل کیں اور ازدواج کے سلسلے اور ہمدردی کی حکمت عملی سے اور راجپوت راجاؤں کو اپنے تخت کا پشت پناہ بنا لیا اور عہدہ داران ملکی کو علی التسلسل اعلیٰ عہدوں پر سرفراز کیا اور ہندو سپہ سالاروں اور مشیروں کو اپنے موقع پر ملکی کاموں میں مستعین کیا اور مستعدی سے کام لیا کہ جس سے شمالی ہند میں مغلوں اور بنگالہ میں افغانوں کے فریق کو غلبہ نہ ہونے پایا۔

راجپوتوں کا مغلوب کیا جانا

۱۵۶۱ء — ۹۹

ہمایوں ایک مختصر سی سلطنت چھوڑ گیا تھا جس میں پنجاب اور آگرہ و دہلی

کے گرد نواح کے اضلاع مدخل تھے مگر اکبر نے ان ہندوستانیون یعنی راجپوتون
کے ملک کی تسخیر سے اونکو دست‌کش دی اوسنے جیپور کو زیر کیا اور بادشاہ
کا باجگذار بنایا جیپور راجہ کی بیٹی سے بیاہ کرکے اس فتح کو استقامت دی +
جودھپور بھی اسیطرح مطیع ہوا اور اکبر نے اپنے ولیعہد شاہزادہ سلیم کا
جو بعد ازان جہانگیر کے لقب سے تخت نشین ہوا وہان کے راجہ کی بیٹی سے
بیاہ کردیا چتوڑ کے راجپوت بھی سخت جنگ و جدل کے بعد مطیع ہوئے مگر
اپنی عالی نسبی کے خیال سے بادشاہ کے گھرانے سے بھی شادی بیاہ کا علاقہ
روا نہ رکھا بلکہ دریاے سندھ کے پہاڑون اور ریگستانون مین جو آج کے دن
تک اونکے تصرف مین ہین بھاگ کر پناہ لی وہ آج کے دن تک اس بات کا فخر
کرتے ہین کہ راجپوتون مین صرف اونہی کے خاندان نے سلطان مغلیہ کو بیٹی
دینی گوارا نہ کی +

اکبر کا ہندوؤن کو اپنا ہوا خواہ بنانا

کوئی ہندو ریاست ایسی نہ تھی کہ جسکے ساتھ اکبر نے ارتباط اور اتحاد کی
حکمت عملی نہ برتی ہو یہانتک کہ چھوٹے چھوٹے مرتبہ کے ہندو امرا کے لیے
بھی اوسنے کوئی نہ کوئی تدبیر ایسی نکالی کہ جس سے اونکو اپنے دل کے حوصلے
نکالنے کا موقع ملے چنانچہ اوسنے جیپور کے راجہ کے بیٹے کو جو ایک سپاہی آدمی تھا
پنجاب کا حاکم مقرر کیا اور یہان سلطنت نے اوسکے قریب اوس جگہ سے کابل
اور اٹک کی لڑائیون مین فتوحات نمایان کین اور سنہ ۱۵۹۹ع سے سنہ ۱۶۰۴ع تک بنگالہ

کا نمونہ چار سو برس پہلے کا مشہور و معروف وزیر ٹوڈرمل بھی ہندو تھا جسنے
اول اول اراضی کا بندوبست کیا اور ہند کی پیمایش کرائی منجملہ چار سو بڑے
منصبدارون کے آدھے اہل ہنود تھے۔ اکبر نے جزیہ موقوف کیا اور
معاملات سیاست مین وہ اپنی کل رعایا کو ایک نظر سے دیکھتا تھا اوسنے ہندی زبان
اور نظم نثر کا جو سنسکرت زبان مین تھی فارسی مین ترجمہ کرایا اور اہل ہنود کے
اوپر اسکو خیال تھا جہانتک تعلق رسمون سے اونکے دھرم شاستر سے کسی طرح کی مداخلت
نہین کی مگر اونکے بعض رسم و دستورون کو موقوف کیا اوسنے دہکتی آگ یا
کھولتے پانی کے ذریعہ سے حق و باطل کی جانچ کا طریقہ اور جانورونکی قربانی
اور صغر سنی مین بیاہنے کے دستور کی قطعاً ممانعت کی اور بیوہ عورتون کا
نکاح ثانی قانوناً جائز ٹھہرایا اور اگرچہ اکبر نے ستی کے بارے مین بہت انتظام
کیا کہ کوئی عورت بلا اپنی مرضی ستی نہونے پاوے تاہم اس قبیح رسم کا قطعی
انسداد نہ کرسکا ۔

ریاستہاے اسلامیہ کا مغلوب ہونا

پس اکبر نے جیسا کہ مذکور ہوا اپنی ہندو رعایا کو سلطنت کا ایک کارآمد جزو
بنا کر اسکو تقویت دی اور انکی مدد سے شمالی ہند کے خودمختار سلاطین
کو مغلوب کیا اسی طرح اوسنے پنجاب سے لیکر بہار تک چھوٹے چھوٹے
فرمانرواؤن کو اپنی حکومت کے تابع کیا اور ملک بنگالہ کو شیرشاہ کے
خاندان افغان سردارون جنھون نے سنہ ۱۵۳۹ء سے سنہ ۱۵۷۶ء تک اوسپر حکمرانی

کی تھی اوسکے چھین لیا اوسوقت سے بنگال و صوبہ اوڑیسہ یعنی سنہ ۱۵۷۶ع سے
سنہ ۱۷۶۵ع تک برابر سلطنت مغلیہ کا صوبہ بنا رہا اور اوسکے حاکموں کا تقرر دہلی
سے ہوا کیا اور سنہ ۱۷۶۵ع میں بذریعہ فرمان شاہی کے سرکار انگلشیہ کے تصرف
میں آیا اکبر کے سپہ سالار راجہ ٹوڈرمل نے اڑیسہ جو سمندر کے کنارہ
واقع ہے سنہ ۱۵۹۲ع میں تسلط کیا اور گجرات بھی جو ہندوستان کے مغربی کنارہ پر
واقع ہے شاہان اسلامیہ سے سنہ ۱۵۷۲ع اور سنہ ۱۵۷۳ع کے مابین بار دیگر فتح
کر لیا گیا اکبر کے عہد اوسپر اپنا تسلط سنہ ۱۵۹۳ع تک ہوا مالوہ سنہ ۱۵۶۱ع
میں فتح ہوا اور کشمیر سنہ ۱۵۸۶ع میں اور اوسکی آخری بغاوت سنہ ۱۵۹۲ع میں
رفع ہوئی اور سندھ بھی سنہ ۱۵۹۲ع میں سلطنت میں شامل کیا گیا قندھار
کے قبضہ میں آجانے سے سلطنت مغلیہ کی حکومت افغانستان
پر سے لیکر ہندوستان میں ہمالیہ کے شمال کو مشرق میں اڑیسہ اور جنوب
میں سندھ تک پھیل گئی اکبر نے دارالخلافت دہلی سے آگرہ کو منتقل کیا
اور فتحپور سیکری کی بنا اس غرض سے ڈالی کہ آئندہ کو وہ پایہ تخت
بناوے مگر اس جگہ سے بسبب خرابی کے آگرہ کو دریا جمن پر واقع ہونے
کی وجہ سے ہر طرح فضیلت تھی سنہ ۱۶۲۶ع میں اوسنے آگرہ کا قلعہ تعمیر کرایا جسکی
سنگ بنیاد کی تفصیل لیے باب عظمت شان ہر بلند نظر آتی ہے

اکبر کا دکن کی تسخیر کا قصد کرنا

ملک دکن کو سلطنت مغلیہ میں شامل کرنے کی کوشش میں اکبر کو بہت سی جا

کامیابی نہوئی اول اول اوسنے ۱۵۸۶ع مین دکن کی تسخیر کا قصد کیا مگر بارہ
سال تک احمد نگر کی ملکہ چاند بی بی کی دلیری اور مدبرانہ انتظام کی وجہ سے اوسکی
کوششین محض رائگان گئین اس نامور بی بی نے حبشیون اور ایرانیون کے فریق کو
اپنی حکمت عملی سے متفق کیا اور بیجاپور اور دیگر جنوب کی اسلامی ریاستون سے عہد
پیمان کرکے اپنی ریاست کو تقویت دی ۱۵۹۹ع مین اکبر نے خود اس شاہزادی پر
چڑھائی کی اور اگرچہ اوسی کی سرکش فوج نے اوسے قتل کیا تاہم احمد نگر شاہجہان
کے عہد یعنی ۱۶۳۷ع تک تسلط ہوا اکبر نے خاندیس کو فتح کیا اور سلطنت مین
شامل کر لیا مگر اسکے بعد دکن مین اوسکو زیادہ فتح نصیب نہوئی آخر کار اکبر شمال کو واپس
آیا اور کیا تعجب ہے کہ اوسکا یہ خیال ہو کہ دکن کی تسخیر میری سلطنت کی قوت سے باہر ہے

اکبر کی وفات

اون سازشون سے جو اوسکے خاندان مین ہوئین اور مخصوص اوسکے ہونہار بیٹے
شاہزادہ سلیم کی بدوضعی سے جو آخر کو جہانگیر کے لقب سے بادشاہ ہوا اکبر کی زندگی
کے پچھلے برسون کا لطف بگڑ گیا۔ اوسنے ۱۶۰۵ع مین وفات پائی اور سکندرہ کے
عالیشان مقبرہ مین دفن ہوا۔ اس عمدہ عمارت کی ساخت جسمین بودھون اور اہل عرب
کی طرز تعمیر مشترک پائی جاتی ہے گویا سلطنت مغلیہ کے بانی کے مرکب عقیدہ پر اشارہ
کرتی ہے ۱۸۷۳ع مین لارڈ نارتھ بروک صاحب وائسرائے کشور ہند نے ایک عمدہ غلاف
بطور اعزاز کے اکبر کے سادے سنگ مرمر کے مزار پر ڈھکنے کو نذر کی ۔

اکبر کے جدید عقیدہ کا بیان

چونکہ اکبر اہل ہنود سے مصالحت کے ساتھ پیش آتا تھا اور اونکے دین
اور علم ادب کی طرف اوسکی توجہ تھی لہذا بہت سے متقی اور پرہیزگار مسلمان اوسکے
دشمن ہو گئے۔ اوسکی عزیز بی بی قوم راجپوت کی شاہزادی تھی اور کہتے ہیں کہ منجملہ
اونکی بیبیوں کے ایک بی بی عیسائی مذہب رکھتی تھی۔ ہر جمعہ کو جو اہل اسلام میں
یوم بابرکت سمجھا جاتا ہے اکبر ہر مذہب اور ملت کے لوگوں کو اپنے گرد جمع کرتا اور ان
علمائے دو رعایت پرستوں اور مسلمانوں اور آتش پرستوں اور یہودی اور کاتھلک پادریوں
اور ملکی فلسفیوں کی تقریریں سنتا تھا۔ اوسکی سوانح عمری یعنی اکبرنامہ میں ایک مباحثہ کا
جو ایک عیسائی پادری مسمی رودلف اور مسلمان ملاؤں سے ہر قوم و ملت کے فاضلوں
کے روبرو ہوا ذکر آیا ہے اور پادری کی تقریر کو اوسکے مخالفوں کی تقریر پر ترجیح
دی گئی ہے صلح کل کے وسیع مسئلہ پر اوسکے عمل کا دار و مدار تھا جسنے رفتہ رفتہ
اکبر کو اس امر پر آمادہ کیا کہ کل اہل دنیا برابر ہیں اور شخصی اور مقامی تعصبات اور تعصب بہت
مخصوص نہیں بنایا اور اوسکو اپنے آبائی عقائد پر کلام ہوا اور چونکہ خود سری اور مطلق العنانی
سے خود بینی اور وہ جو طاقت بشری سے باہر ہوں پیدا ہو گئی ہیں اکبر نے
اپنے دوست ابوالفضل کی اتفاق رائے سے ایک نیا مذہب ملت الٰہی کے
نام سے جاری کیا جسکے عقائد معرفت الٰہی پر مبنی تھے اور جسمیں ہر مذہب کی
عمدہ باتیں جمع کی گئیں اس ساختہ مذہب کے اکبر خود رسول یا خلیفہ بنے تھے۔
ہر صبح کو وہ سورج کی پرستش بلا ناغہ کیا کرتا کیونکہ وہ اوسکو عالم حدوث کی قوت

حیات کا مظہر تصور کرتا تھا اور عوام جہلا خود اسکی پرستش کرنے لگے تھے بہرحال
ٹھیک ٹھیک نہیں معلوم کہ اس پرستش کی تحریک خود اکبر کی طرف سے کہانتک
ہوئی مگر اوسنے اپنے پیرون کو تخلیہ مین البتہ اپنے آگے سجدہ کرنے کی اجازت
دی اس لیئے بکے مسلمان اوسپر یہہ الزام لگاتے ہین کہ اوسنے اپنے لیئے
وہ عجز و نیاز روا رکھا جو ذات باری کے سوائے کسی دوسرے کو شایان نہین ہے

اکبر کے انتظام سلطنت کا بیان

اکبر نے کل ہند کو جو بندھیاچل کے شمال مین واقع ہے تسخیر ہی نہین کیا
بلکہ اوسکے غیر مربوط حصون کو منضبط کر کے ایک بستہ سلطنت بنا دیا پھر اوسے
چند صوبون مین منقسم کر کے ہر صوبے پر ایک حاکم یا نائب السلطنت مقرر کیا اور
اوسکو اختیارات مالی اور فوجی پورے پورے عطا کیئے اختیارات مذکور تین صیغون
پر منقسم تھے یعنی صیغہ جنگی و صیغہ عدالت جسمین سررشتہ پولیس بھی شامل تھا
اور صیغہ مال اور اس نظر سے کہ فوج مین بغاوت نہونے پاوے اور اعلی افسر
خودسری کی جرأت نکرین اوسنے فوج کا انتظام از سر نو کیا اور سپہ سالارونکو جاگیرین
عطا کرنیکے بجاے جیسا کہ قدیم طریقہ تھا اوسنے سپاہیون کی تنخواہ مقرر کر دی اور
جہان یہہ انتظام ممکن نہ تھا اوسنے قدیم جاگیردارون کو دہلی کی حکومت خاص کی
نگرانی مین رکھا علاوہ اسکے اوسنے بالعوض جنگی خدمتون کے جاگیر عطا کرنیکا
ایسا انتظام کیا جس سے صوبہ دارون کو خودمختاری حاصل کرنیکا موقع بہت ہی کم ملا
اس انتظام کے نتیجے سے باجگذار ہندو راجاؤن یا مغل امراؤ منصبدار خدمات سلطانی

عطا ہوتی تھیں۔ داد خواہون کی دادرسی کے لیے عدالتیں تھیں جنکا افسر بالا
میر عدل خاص دار الخلافت مین رہتا تھا اور اوسکے ماتحت قاضی بڑے بڑے قصبون
مین معین تھے۔ شہرونکے تھانے اور چوکیات کوتوال کے ماتحت تھے اور
عامل کی خدمت بھی اوسی سے متعلق تھی پرگنجات مین اول تو تھانہ چوکی تھا ہی
نہین اور اگر کہین تھا بھی تو اوسکا انتظام زمیندارون اور افسران مال پر موقوف تھا
حق تو یہہ ہے کہ جبتک سرکار انگلشیہ کا تسلط نہین ہوا ہند کے کل پرگنجات مین
جان و مال کی حفاظت کے لیے کوئی باقاعدہ پولیس مقرر نہ تھی۔ ہندوؤن کے گانون
مین موروثی چوکیدار ہوتے تھے مگر اکثر تو یہہ ملک کی اونچی قومون سے لیے جاتے
تھے جنکا شیوہ دزدی تھا لہذا یہہ دونون طرف ملے رہتے کبھی چورون کی مخالفت
اور کبھی مدد کرتے زمیندارون اور افسران مال کی اپنی اپنی ذاتی پولیس تھی اور یہہ لوگ
اونکے نام سے کسانون پر ظلم اور تعدی کرتے تھے ؞

انتظام صیغہ مال

صیغہ مال کا انتظام جو اکبر نے کیا وہ اہل ہنود کے قدیم دستورون پر مبنی تھا
اور اوسکا رواج ہنوز جاری ہے اول اوسنے زمین کی پیمائش ٹھیک ٹھیک کرائی
بعد ازان مالیان سرکار نے ہر بیگھہ کے پیداوار کی مقدار دریافت کرکے سرکاری حصہ
کل پیداوار کا ایک ثلث معین کیا اور شرح مقرر کی جسکے ذریعے سے سرکاری مطالبہ
بجاے غلہ کے زر نقد مین ادا ہو۔ ابتدا مین تو یہہ طریقہ جسکو جمعبندی کہتے ہین
ہر سال عمل مین آتا رہا مگر جب اکبر نے دیکھا کہ ہر سال کی نئی جمعبندی سرکاری

اہلکارون کو کسانون سے ناجائز طور پر جبراً روپیہ لینے کی گنجایش ہی
تو بعد از آن دس برس کی میعادی جمعبندی مقرر کی گئی لیکن فسران مال تباکیہ تمام کل پیداوار
کی تہائی لے لیتے تھے اور شمالی ہند کا محاصل اکبر کے زمانے مین اوس محاصل
سے جو سرکار انگلشیہ کو آج کل دستیاب ہوتا ہی بہت زیادہ تھا۔ اکبری سلطنت کے
پندرہ صوبون سے جنمین کابل جو افغانستان مین اور خاندیس جو
جنوبی ہند مین واقع ہین شامل تھے چودہ ۱۴ کرور روپیہ لیا کرتا تھا اور اگر کابل
اور خاندیس اور سندھ کے صوبون کو علیحدہ کیجیے تو سرکاری مطالبہ
بارہ کرور تینتیس ۳۳ لاکھ ہوتا تھا بمقابلہ اسکے ۱۸۷۹ء مین سرکار انگریز کو شمالی
ہند کے وسیع تر رقبہ سے صرف بارہ کرور روپیہ مالگزاری سے حاصل ہوا۔
زمین کے رقبہ کی کمی یا زیادتی کے اعتبار سے اور نیز نرخ کی وجہہ سے جو فرق
پیدا ہوتا ہی اگر منہا کیا جائے تاہم اکبر کے زمانہ کا محاصل سرکار انگریزی
کے محاصل سے تین حصے زیادہ ہوتا ہی۔ اخیر وقت کے دو سالانہ نقشون
سے اکبر کے زمانہ کی مالگزاری ساڑھے سولہ ۱۶½ کرور اور ساڑھے سترہ ۱۷½ کرور پائی
جاتی ہی۔ اور واضح رہے کہ علاوہ باقاعدہ فوج کے ہر صوبہ کو ایک بے قاعدہ
مقامی فوج بھی رکھنی پڑتی تھی اور اوسکا صرف دس ۱۰ کرور روپیہ سے ہرگز کم نہ تھا۔
کابل اور خاندیس کے صوبون کو علیحدہ کرکے اکبر کو شمالی ہند سے
صرف مالگزاری اور بے قاعدہ فوج کی تحصیل کی بدون بائیس ۲۲ کرور روپیہ
سالانہ سے زیادہ حاصل ہوتا تھا علاوہ اونکے جنکا ذکر ہوا اور بھی انواع طرح

محصول سے تھے غرض اکبر کے عہد مین کل سرکاری آمدنی تخمیناً پچاس کروڑ روپیہ تھی

اکبر کے اراکین سلطنت

اکبر کے وزیر راجہ ٹوڈرمل نے سررشتہ مال کا انتظام کیا اور اسکا نام آج تک بنگالہ کے کسانون کے زبان زد ہے ابوالفضل اکبر کا وزیر خزانہ ایک نہایت عالم شخص تھا جسنے کل سلطنت کی پیمائش کی مفصل کیفیت اور اپنے آقا کے دربار اور اوقات روزمرہ کے عجیب حالات آئین اکبری مین درج کیے ہین ابوالفضل سنہ ۱۶۰۲ع مین شہزادہ سلیم ولیعہد کے اشارہ سے مارا گیا ۔

جہانگیر بادشاہ

سنہ ۱۶۰۵-۲۷ عیسوی

شاہزادہ سلیم اکبر کا عزیز بیٹا سنہ ۱۶۰۵ع مین تخت نشین ہوا اور اوسنے جہانگیر کے لقب سے سنہ ۱۶۲۷ع تک سلطنت کی اور سب بائیس سال کا زمانہ بیٹون کی بغاوتین فرو کرنے اور بی بی کے اختیار اور اقتدار بڑھانے مین اور نفس پرستی اور عیش و عشرت مین صرف ہوا اس عہد مین مدت مدید تک دکن مین لڑائی جھگڑے رہے مگر سلطنت کی وسعت مین کچھ بھی اضافہ نہوا اور بندھیاچل سے جنوب کی سرزمین جون کی تون دہلی کی حکومت سے علیحدہ ہی رہی آخر احمدنگر کے حبشی وزیر ملک عنبر نے پاؤن جما کر لڑائیان اوٹھائین اور اوس ریاست کی خودسری برقرار رکھی جہانگیر کی سلطنت کے آخر زمانہ مین اوسکا بیٹا شاہجہان منحرف ہو

دکن کو چلا گیا اور وہاں ملک عنبر سے جو مغلوں کے لشکر کے ساتھ برسر
مقابلہ تھا جا ملا اسی زمانہ میں راجپوت بھی خودمختاری کا دم بھرنے لگے اور شاہجہان
نے راجہ اودے پور کو ۱۶۱۴ء میں سلطان کی طرف سے شکست دی مگر یہ فتح
ادھوری اور برائے چندے تھی۔ بہرحال راجپوت شاہی لشکر کے جزو اعظم
تھے اور اس قوم کے پانچ ہزار سواروں کی مدد سے شاہجہان نے کابل
کی بغاوت دفع کی تھی ۱۶۲۱ء میں ایرانیوں نے جہانگیر سے صوبہ
قندھار چھین لیا۔ جہانگیر کے عہد میں سلطنت مغلیہ کی مالگذاری ساڑھے سترہ
کروڑ روپیہ قائم رہی اور اسکی کل آمدنی تخمیناً پچاس کروڑ تھی*

ملکہ نورجہان

جہانگیر کے عہد میں مثل ملکہ نورجہان کے جسے نورمحل بھی کہتے ہیں کوئی
دوسرا ذی اقتدار نہ تھا نورجہان ایک نہایت شریف ایرانی خاندان کی
لڑکی تھی اگرچہ کمال مفلسی کی حالت میں پیدا ہوئی تھی اکبر کے زمانہ میں جہانگیر
اوسکے حسن و جمال پر فریفتہ ہوا اس وقت دونوں کا عنفوان شباب تھا اکبر
نے جہانگیر کی نظروں سے علیحدہ کرنے کی غرض سے نورمحل کا ایک شخص سے جو مرد
دلاور تھا نکاح کر دیا اور اوسکو صوبہ بنگالہ میں عہدہ جلیل پر سرفراز کیا جب
جہانگیر تخت پر بیٹھا تو اس بات کا خواہان ہوا کہ اوسکا خاوند اوسے اپنی خوشی سے
طلاق دیدے مگر وہ اس بات پر راضی نہوا اور مارا گیا۔ نورمحل ایوان شاہی کو لائی گئی
اور چند سال تک [illegible] مگر آخرکار جب گوشۂ تنہائی سے نکلی تو نورجہان

کے لقب سے شہرۂ آفاق ہوئی اوسنے اپنے عزیز و اقارب کو لیکے گرد جمع کیا اور
شروع مین جہانگیر پر اسکی صحبت کا اچھا اثر ہوا مگر بعد ازآن شاہزادون اور مغل
سردارون کے رشک و عناد کی وجہ سے جو وہ نورجہان کے فریق سے رکھتے
تھے سازشین اور سرکشیان برپا ہوئین چنانچہ ۱۶۲۶ء مین نورجہان کا قابل مند
سپہسالار مہابت خان مجبور ہو کر اپنی حفاظت کی غرض سے اوسکا مخالف ہو گیا اور
سلطان کو قید کر لیا اور نورجہان بھی اوسکے ساتھ چھ مہینہ تک مقید رہی سال آیندہ مین
جبکہ اوسکا بیٹا شاہجہان اور سپہ سالار اعظم مہابت خان اوس سے سرکش ہو رہے تھے
جہانگیر نے ۱۶۲۷ء مین قضا کی +

جہانگیر کے چال چلن کا بیان

سر ٹامس رو کے جو اول ہی اول دولت انگلشیہ کیطرف سے ۱۶۱۵ء مین
ہند کو بطور سفیر کے آیا تھا جہانگیر کے عادات و صفات اچھی طرح بیان کیے ہیں
وہ کہتا ہے کہ اگر وہ اوس وقت مین بھی دار الخلافت تھا مگر لشکر شاہی کوچ کی حالت مین
خود ایک دار الریاست معلوم ہوتا تھا جہانگیر کی یہہ رائے تھی کہ اکبر نے بہت علانیہ دین اسلام
سے علیحدگی اختیار کی تھی چنانچہ وہ ظاہری مراسم دینی کا بڑا پابند رہا حالانکہ اکبر کی دلی اور
سچی دینداری سے اوسکو مس بھی نہ تھا اور اگرچہ اوسنے اپنی رعایا کو میخواری کی ممانعت
کی مگر خود رات بھر نشہ مین چور و بدمست رہتا تھا اور اوسی حالت مین وہ بھی گفتگو کرتا
اور نہ ہوشی کے عالم مین رونے کی کیفیت اور اور کیفیتین اوسپر طاری ہوتی تھین اور
آدھی رات تک یہی صورت رہا کرتی تھی ظاہر مین لوگون کے سامنے وہ متقی اور

زوال کا تخم بھی بویا اکبر کے عہد میں محاصل زمین ساڑھے سترہ کرور تھا مگر شاہجہان کے زمانہ میں بائیس کرور ہو گیا لیکن یہ بیشی نئی فتوحات کے ذریعہ سے ہوئی تھا نتیجہ اس رقم کثیر میں کشمیر اور افغانستان کے پانچ صوبوں کی بھی مالگزاری شامل تھی گو کہ پھر بعض صوبے ان میں کے اس عہد میں سلطنت مغلیہ کے قبضہ سے نکل گئے خلاصہ یہہ کہ فقط ہند کی مالگزاری کی آمدنی سے سلطنت مغلیہ کو بیس کرور روپیہ حاصل ہوتا تھا اور شاہجہان کی بارگاہ کی شان و شوکت دیکھکر یورپ کے سیاح دنگ رہ جاتے تھے۔ تخت طاؤس شاہجہان نے بنوایا تھا اسکی قیمت جوہری ٹاورنیر نے ساڑھے چھہ کروڑ تجویز کی تھی اس تخت میں گہرے ہلکے رنگ کے یاقوت و نیلم اور زمرد طاؤس کی دم کی قدرتی رنگتوں کی عنایت سے جڑے گئے تھے

شاہزادہ اورنگزیب کی بغاوت کا حال

کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بھی عالم کا اثر تھا کہ اکبر کے خاندان میں سرکش و نافرمان اولاد پیدا ہوئی جسطرح جہانگیر اپنے جان نثار باپ کا مخالف ہو گیا تھا اور جسطرح شاہجہان نے جہانگیر سے بغاوت کی اسی طرح شاہجہان کو بھی اپنے خاندان کی سازشوں اور سرکشیوں سے تکلیف پہنچی جب ۱۶۵۷ء میں یہہ بوڑھا بادشاہ بیمار پڑا اورنگزیب اور اسکے بھائیوں میں تخت کے لیئے جھگڑا ہوا مگر انجام کار اورنگزیب جو دغا اور فریب کا پتلا تھا غالب آیا اور اپنے باپ کو تخت سے اوتار کے اپنے تئین ۱۶۵۸ء میں بادشاہ مشتہر کیا بوڑھا کم نصیب بادشاہ سات برس قید

جحصیل کر بحالت اسیری آگرہ کے قلعہ مین اِس جہانِ فانی سے ۱۶۶۶ء مین رحلت کر گیا*

اورنگ زیب کے واقعات تاریخی کا خلاصہ

۱۶۵۸ء لغایت ۱۷۰۷ء عیسوی

۱۶۵۸ء شاہجہان تخت سے اوتار گیا اور اورنگ زیب نے اوسپر تصرف ناجائز کیا*

۱۶۵۹ء اورنگ زیب نے اپنے بھائی شجاع اور دارا کو شکست دی اوس سردار نے جسکے یہان دارا نے پناہ لی تھی اوسکو دغا سے گرفتار کرا دیا اور دارا قتل ہوا*

۱۶۶۰ء اورنگ زیب اور اوسکے بھائی شجاع سے جنگ و جدل ہوئی اور شجاع نے انجام کار آراکان مین پناہ لی اور وہان بڑی مصیبت مین ہلاک ہوا*

۱۶۶۱ء اورنگ زیب نے اپنے چھوٹے بھائی مراد کو قلعہ مین حیلہ بتدبیری سے قتل کرایا*

۱۶۶۲ء اورنگ زیب کے سپہسالار میر جملہ نے ملک آسام پر حملہ کیا مگر ناکامیاب ہوا ۔ ملک دکن مین فتنہ و فساد برپا ہوا بیجاپور کی ریاست اور مرہٹون جسکا سردار سیواجی تھا لڑائی ہوئی بعد چند انقلابات کے جنمین فتح اور شکست ہوئین سیواجی مرہٹون کی طاقت کے بانی کا بہت سے ملک پر قبضہ ہو گیا*

سنہ ۱۶۶۲ء سے سنہ ۱۶۶۵ء تک سیواجی نے سلطنت مغلیہ کے مقابلہ میں سرکشی کی اور سنہ ۱۶۶۴ء میں راجہ کا خطاب لیا اور دعوی خود سری کا کیا مگر سنہ ۱۶۶۵ء میں جبکہ زبردست فوج مقابلہ کو بھیجی گئی اطاعت قبول کی اور دہلی کو آیا اور برائے چندے نظربند رہا اور پھر چپکے سے نکل گیا +

سنہ ۱۶۶۶ء - شاہجہان نے وفات پائی - ملک دکن میں جنگ ہوئی اور شاہ بیجاپور نے مغلون کو شکست دی +

سنہ ۱۶۶۷ء - سیواجی نے ایسی شرائط کے ساتھ جو اوسکے مفید مطلب تھین اورنگ زیب سے صلح کی اور اور علاقہ حاصل کیا - سیواجی نے ریاستہائے بیجاپور و گولکنڈہ سے خراج تحصیل کیا +

سنہ ۱۶۷۰ء - سیواجی نے دکن اور خاندیس کو تاخت و تاراج کیا اور اول مرتبہ چوتھ یعنی مالگزاری کی چوتھائی لی +

سنہ ۱۶۷۲ء - سیواجی نے مغلون کو شکست دی +

سنہ ۱۶۷۷ء اورنگ زیب نے جزیہ (یعنی غیر مسلمون پر فی کس محصول) از سر نو جاری کیا +

سنہ ۱۶۷۹ء - اورنگ زیب راجپوتون سے برسر جنگ ہوا اور اوسکا سب سے چھوٹا بیٹا شہزادہ اکبر منحرف ہوکر راجپوتون سے جا ملا مگر شیخ نے اوسکا ساتھ نہ دیا اور شہزادہ اکبر نے مجبور ہو کر مرہٹون کے یہان پناہ لی +

سنہ ۱۶۷۲ء سے سنہ ۱۶۸۰ء تک - دکن مین مرہٹون نے ترقی کی

اور ۱۶۷۴ء مین سیواجی نے گڑھ مین مثل خود سر بادشاہون کے گدی پر
بیٹھا اور بیجاپور کی ریاست سے اور مغلون سے لڑا۔ سیواجی نے ۱۶۸۰ء
مین قضا کی اور اوسکا بیٹا سمبھاجی اوسکا جانشین ہوا +

۱۶۸۳ء۔ اورنگ زیب نے بذات خود دکن پر ایک عظیم
فوج کے ساتھ چڑھائی کی +

۱۶۸۶ء سے ۱۶۸۸ء تک۔ اورنگ زیب نے بیجاپور اور گولکنڈہ
تسخیر کیا اور سلطنت مغلیہ مین شامل کر لیا +

۱۶۸۹ء۔ اورنگ زیب نے سمبھاجی کو گرفتار کیا اور بے رحمی
سے قتل کیا +

۱۶۹۲ء۔ مرہٹون کے خود مختار سردارون سے ایک بیقاعدہ لڑائی ہوئی +

۱۶۹۸ء۔ اورنگ زیب نے مرہٹون سے جنجی کا قلعہ فتح کیا +

۱۶۹۹ء سے ۱۷۰۲ء تک۔ اورنگ زیب نے ستارہ کا شہر
اور مرہٹون کے قلعے فتح کیے اور ظاہر مین مرہٹون کا حال تباہ ہو گیا +

۱۷۰۲ء سے ۱۷۰۵ء تک مرہٹون نے نئے نئے ملک فتح کیے +

۱۷۰۶ء۔ اورنگ زیب نے احمد نگر مین پناہ لی +

۱۷۰۷ء۔ اور وہین بیکسی اور خواری کی حالت مین انتقال کیا +

اورنگ زیب بادشاہ

عہد سلطنت

اورنگ زیب نے سنہ ۱۶۵۸ء میں اسیر باپ کی جگہ اپنے تئین عالمگیر کے لقب سے بادشاہ مشتہر کیا اور سنہ ۱۷۰۷ء تک سلطنت کی اوسکے عہد میں سلطنت مغلیہ کی وسعت غایت درجہ کو پہونچی مگر خاص اس کی حکمرانی کے زمانہ میں کوئی نئی بات پیدا نہوئی بلکہ مغلیوں کے عہد کی وہی معمولی باتیں جنکے سبب سے سلطنت کے بنیان شکست کے زمانہ میں بھی وقوع میں آئین اگر اورنگ زیب کی کیفیت اوپر ملاحظہ کیجیے تو سلسلہ شاہی غلط باپ سے سرکشی کی اور بھائیوں کے قتل سے سلطنت کو مستحکم کیا اور اوسکے عہد کے آخر زمانہ میں خود اوسکے بیٹوں کے آپس کی پھوٹ اور دغا و لڑائی اور سرکشیوں کی وجہ سے سلطنت پر ایک غبار سا چھا گیا۔ اگر صورت ظاہری پر نظر کیجیے تو تمام ہندوستان میں وہ بادشاہانہ شان شوکت کے ساتھ سلطنت کرتا رہا۔ دکن میں خودمختار اسلامی ریاستیں مغلوب ہوئیں اور اہل ہنود کی ریاستوں سے لڑائیاں ہوتی رہیں مگر ساتھ ہی اسکے کیا راجپوتانہ اور کیا دکن میں ہنود سلطنت مغلیہ کے تہ و بالا کرنے کے لیے دن بدن زور پکڑتے گئے۔

اورنگ زیب کا بھائیوں کو قتل کرنا

جلوس کے دوسرے سال سنہ ۱۶۵۹ء میں اورنگ زیب نے اپنے بھائی دارا کو شکست دی اور مروا ڈالا دارا ایک عالی ظرف شخص تھا مگر اوسکے مزاج میں خودنمائی

اور عجلت از حد تھی ایک ادھ برس کی لڑائی جھگڑے کے بعد سنہ ۱۶۶۰ء مین اوسنے
اپنے دوسرے بھائی شجاع کو جو ایک عیاش آدمی تھا ہند کے باہر نکالدیا اور
وہ اراکان کے وحشیون کے درمیان بہزار خواری ہلاک ہوا تیسرے سال اوسکا بھائی
بھائی مراد جو سب سے چھوٹا تھا بحیلۂ شرعی قیدخانہ مین قتل کیا گیا جبکہ اورنگ زیب
اپنے سب رقیبون کا قلع قمع کر چکا تب اوسنے وہ زہد و تقوی اختیار کیا جو اہل اسلام
کے اوس فریق کے بادشاہ کو لازم ہے جو فرائض مذہبی کے ادنیٰ پابند ہین اب
اوسکے ضعیف باپ شاہجہان کا حال سنیئے کہ وہ قیدخانہ مین اوس دن تک اپنے
مقتول لڑکون کے غم مین گریہ وزاری کرتا رہا جب تک کہ موت نے اوسے اوس
ربیع الاول سنہ ۱۶۶۶ء مین رہائی بخشی ۔

اورنگ زیب کی ملک دکن کی مہمات

اورنگزیب نے اپنے باپ کے عہد مین دکن کی تسخیر بڑی عقلمندی سے
ساتھ شروع کی تھی اب وقت تخت نشینی کے اس کام مین زیادہ مستعدی سے کمر باندھنا تھا
منجملہ دکن کی پانچ اسلامی سلطنتون کے بیدر اور احمد نگر کی سلطنتین مدت
اوسکی سیاست کے اورنگ زیب کے جلوس سے پہلے مطیع ہو چکی تھین
بیجاپور و گولکنڈہ کی ریاستون سے چند مدت سے لڑائی جاری تھی پر
اورنگ زیب کا مصمم ارادہ تھا کہ ان دونون ملکون کو بھی سلطنت مغلیہ مین شامل کیجیے
چھبیس برس یعنی اپنے عہد کے نصف زمانہ مین ابتدائے سنہ ۱۶۵۸ء لغایت سنہ ۱۶۸۲ء
وہ اپنے بیٹے اور سپہ سالارون کے ذریعہ سے دکن مین لڑتا رہا اس عرصہ مین ایک نئی حکومت کا

دکن میں ظہور ہوا یعنی مرہٹوں کا جنکے حالات باب آیندہ میں تفصیل وار بیان کیے جاینگے
پس اورنگ زیب کے لشکر کو نہ صرف بیجاپور اور گولکنڈہ کی اسلامی ریاستوں کا
زیر کرنا بلکہ مرہٹوں کی قوم کی روز افزوں طاقت کا توڑنا بھی لازم آیا۔

دکن کا رفتہ رفتہ فتح ہونا

باوجود اورنگ زیب کی جد و جہد کے بیجاپور اور گولکنڈہ کی ریاستیں پچیس برس
تک مغلوب نہوئیں اور ۱۶۷۰ء میں مرہٹوں کے سردار سیواجی نے ان صوبوں
سے جو دکن میں مغلوں کے ماتحت تھے چوتھہ یعنی مالگزاری کا چہارم حصہ بطور خراج
کے وصول کیا اور ۱۶۷۴ء میں اوسنے رائیگڑھ میں خود مختاری اختیار کی
۱۶۸۱ء میں اورنگ زیب کا بیٹا شہزادہ اکبر اپنے باپ سے باغی ہوکر مرہٹوں کی
فوج سے جا ملا جس سے اونکا رعب داب اور بڑھ گیا۔ جبکہ معاملات اس حد کو
پہنچے تب اورنگ زیب کو یقین ہوا کہ اب دو باتوں میں سے ایک کا کرنا بہر حال
ضرور پڑا یا تو یہہ کہ شان و شوکت ترک کرکے دکن میں خیمیں رہنا اختیار کرے
یا ملک دکن کی تسخیر کے خیال سے جو مدت سے اوسکے دلمیں تھا درگذرے
پس اوسنے ایک عظیم مہم کی طیاری کرنا شروع کی جو باعتبار کثرت افواج اور عظمت اور
شان کے اپنا نظیر نہیں رکھتی اور خود اوسکا سپہ سالار بنا ۱۶۸۳ء میں وہ اس
عظیم الشان فوج کو لیکر دکن میں پونہچا اور اپنے عہد کا نصف زمانہ یعنی چھبیس
سال میدان جنگ میں بسر کیے۔ انجام کار گولکنڈہ اور بیجاپور ایک زمانہ کی
جنگ و جدل کے بعد مغلوب ہوئے اور ۱۶۸۸ء میں سلطنت مغلیہ میں شامل کیے گئے +

مرہٹون کا بیان

سنہ ۱۶۵۰ سے ۱۷۰۰ عیسوی

جب دکن کی پانچ سلطنتوں میں سے دو باقی ماندہ سلطنتیں بھی فتح ہو گئیں تب مرہٹون نے اپنی کارروائی کے لیئے اور بھی میدان خالی پایا حق تو یہ ہے کہ مرہٹون کے حملون کی وجہ سے دونون بادشاہتیں آسانی سے اورنگ زیب کے تصرف میں آ گئی تھیں سو اپنی باقی عمر کے پچیس برس یعنی سنہ ۱۶۸۱ع سے سنہ ۱۷۰۷ع تک بادشاہ مرہٹون کی روز افزون طاقت کا مقابلہ کرتا رہا اونکے پہلے نامی سردار سیواجی نے آگے سنہ ۱۶۷۴ع میں بادشاہ مشتہر کیا اور سنہ ۱۶۸۰ع میں وفات پائی اورنگ زیب نے اوسکے بیٹے اور جانشین سنبھاجی کو سنہ ۱۶۸۹ع میں گرفتار کیا اور سخت بیرحمی سے قتل کیا اور مرہٹون کی راجدھانی اور چند قلعون پر قبضہ کر لیا اور آیندہ صدی کے شروع سال میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اوسنے قریب قریب مرہٹون کا بیج کھو دیا مگر چند روز کی باقاعدہ لڑائی کے بعد جو دیکھا تو وہ جنگجو قوم اور بھی زیادہ قوت پکڑ گئی تھی اور سنہ ۱۷۰۰ع میں اپنے قلعے پھر فتح کر لیئے برخلاف اسکے اورنگ زیب کی یہ کیفیت ہوئی کہ ایک بے سود جنگ میں اپنا خزانہ اور سپاہ حتی کہ تندرستی بھی برباد کر بیٹھا جب اوسکی سپاہ نے اپنی تنخواہ کا تقاضا طلب کیا اور [illegible] اوسنے جو بوڑھا اور بدمزاج ہو گیا تھا اپنے ناراض و بددل و دلبرداشتہ سپاہیوں سے کہہ دیا کہ اگر میری ملازمت سے خوش نہیں ہو تو بہتر ہے الوداع خدمات ترک کرنے کی غرض سے کسی سامنے ہو جایئے ✤

اورنگ زیب کا دشمنوں سے گھر جانا

ادھر اورنگ زیب کی تو یہہ کیفیت تھی ادھر مرہٹے فاقہ کش درندونکی طرح لشکر
شاہی پر ٹوٹ پڑتے تھے اور جدھر چاہا طرف دبا لیتے تھے پچیس برس کے
عرصہ میں اوسکا لشکر بڑھتے بڑھتے اسقدر عظیم اور بیقابو ہو گیا تھا کہ اسکا سنبھالنا
دشوار تھا اور نہ صرف نقل و حرکت میں دیر لگتی تھی بلکہ ہر ارادہ دشمن پر ظاہر
ہو جاتا تھا اگر اورنگ زیب مرہٹوں کے مقابلہ کو جو اوسکے لشکرگاہ کی حدود
پر لوٹ مار کیا کرتے تھے ایک مختصر سی تیز رفتار فوج بھیجتا تو وہ اونکے ہاتھوں
تلف ہوتی اور جو خود بڑے لشکر کے ساتھ اونپر چڑھائی کرتا تو وہ فرار ہو جاتے اور
بدنظمی اس حد کو پہنچ گئی تھی کہ اوسکے اپنے سپاہی دشمنوں کی ضیافتوں میں شریک
ہوتے اور دشمن ہنسی کی راہ سے بادشاہ کے جان و اقبال کی دعا مانگتے تھے

اورنگ زیب کی وفات

سنہ ۱۷۰۶ع میں اورنگ زیب کے عظیم الشان لشکر میں ایسی بے ترتیبی اور بدنظمی پھیل
گئی کہ اوسکو مجبور ہو کر مرہٹوں سے صلح کا پیام سلام کرنیکی ضرورت پڑی اور یقین ہے
کہ وہ جو عہد دیتے پر بھی آتی ہو جاتا اگر مرہٹوں کی شیخی بدتمیزی اور گستاخی کے
باعث معاملہ طے نہو سکا اور اورنگ زیب نے سنہ ۱۷۰۷ع میں احمد نگر میں نوے برس کی
سال آئندہ کے ماہ فروری میں وفات پائی اپنی زندگی کے پچھلے دنوں میں اورنگ زیب
کو اپنے بیٹوں کی وفاداری کی نسبت بہت شک پیدا ہو گیا تھا اور اوسکو یہہ اندیشہ
تھا کہ ایسا نہو کہ وہ مجھسے ویسا ہی سلوک کریں جیسا میں نے اپنے باپ کے ساتھ کیا تھا

کچھ بچا نہ تھا اِس لیئے وہ اکثر تنہا رہا کرتا جب ت کا وقت قریب آیا تو اوسنے
بہت سی نصیحت آمیز باتین جو یاس اور خوف سے خالی تھین کہین اور جب کوئی
چارہ نظر نہ آیا تو بہزار افسوس فضلے الہٰی پر راضی ہوا سو ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب
انداختیم + الوداع الوداع !! الوداع !!! +

میر جملہ کی ملک آسام پر چڑھائی

سنہ ۱۶۶۲ء

چونکہ اورنگ زیب دکن کے تسخیر کرنے پر ہمہ تن مصروف تھا اسلیئے اوسکا بیان
سلسلہ وار کیا گیا مگر اس عرصہ مین ہندوستان کے شمال مین بھی بڑے بڑے معرکے
گذرے چنانچہ میر جملہ فوج شاہی کو ملک آسام تک جو ہند کی مشرقی حد پر
واقع ہی سنہ ۱۶۶۲ء مین لے گیا مگر اوس ملک کی دلدلون مین جو وبائی بیماریون کا
گویا گھر ہی بہت سی سپاہ ایام برسات مین ضائع ہوئی علاوہ اسکے رسد کی راہ
مسدود ہوگئی اور وہان کے باشندون نے جو ملک سے بخوبی واقف اور موسم
کے عادی تھے لشکر کو چہار سمت سے گھیر لیا اگرچہ میر جملہ فوج کے بڑے حصے کو
سلامت نکال لانے مین کامیاب ہوا مگر تھکا ماندہ اور شکستہ دل ڈھاکہ
تک پہونچنے نہ پایا تھا کہ راہ مین انتقال کیا +

اورنگ زیب کی تعصبانہ حکمت عملی کا بیان

جو معاملات کہ ہند کے مغرب مین واقع ہوئے اونھین بھی اورنگ زیب کی
قسمت نے یاوری کی اوسکے حین حیات ہی سکھ نہ مد کیڑ نے نہ کہ تھی مگر انھون نے

اوسکے بعد کے عہدون مین تو وہ کارروائیان شروع کین جنسے تمام ملک
پنجاب مغلون کے تصرف سے نکل گیا۔ اورنگ زیب کے تعصب کے باعث شمالی
ہند کی کل رعایا اور راجگان اوسکے دشمن ہوگئے اوسنے ۱۶۷۷ء مین جزیہ
یعنی محصول جو فی کس ہر غیر مسلم سے لیا جاتا تھا اور جسکو لوگ موجب ہتک سمجھتے
تھے پھر جاری کیا اور اہل ہنود کو سرکاری ملازمت سے خارج کیا اپنے باپ کے رفیق
سپہسالار جسونت سنگھ کی بیوہ اور بچون کے ساتھ ظلم سے پیش آیا ۱۶۷۹ء مین
ایک خاص ہندو فرقہ سے اسقدر سختگیری کی گئی که وہ مجبوراً باغی ہوگیا اور ۱۶۷۷ء
مین راجپوتون کی ریاستون نے اوسکی مخالفت پر اتفاق کیا اور بادشاہ زمانہ دراز
تک اونسے لڑتا رہا اس اثنا مین کبھی ایسا ہوتا که وہ راجپوتانہ کو برباد و ویران
کرتا اور کبھی ایسا ہوتا که حکمت عملی کی کسی چال کے ذریعہ سے خود معرض
ہلاک ہونے سے بال بال بچتا ۱۶۸۰ء مین اورنگ زیب کا باغی بیٹا شہزادہ اکبر مغلون
کے لشکر کا دستہ جو اوسکے تحت مین تھا ساتھ لیکر راجپوتون سے جا ملا اور اوسی تاریخ سے
راجپوتون کی دوامی علحدگی سلطنت مغلیہ سے شمار کرنی چاہئیے یہی ہندو وہ تھے جنکے چیدہ بہادر و
شہسوار جو اکبر اعظم کی قوت بازو تھے اورنگ زیب اور اوسکے جانشینون کی بربادی کا باعث
ہوئے — غرض بادشاہ جیپور اور جودھپور اور مارواڑ مین راجپوتون کی بستیان
اس سرے سے اوس سرے تک تاخت و تاراج و قتل کرتا اور اوسکے عوض مین باغی لوگ اسلامی
صوبون کو لوٹتے مسجدون کو مسمار کرتے ملاؤن کو بےعزت کرتے اور قرآن کو جلاتے
۱۶۸۱ء مین بادشاہ نے جیسے بنا ویسے صلح کرلی تاکہ دکن کی مہم پر جانیکی مہلت

علاوہ اسکے کوئی نہ کوئی صوبہ ہمیشہ بادشاہ سے برخلاف علانیہ برسرجنگ رہا کرتا تھا
تو محاصل کی کمی بخوبی فہم میں آتی ہے۔ پس مقرری آمدنی ملک کی اورنگ زیب کے عہد میں
خالص ۹۰۰۵۰۹۰۵۴۳۴ روپیہ تھی اور آئندہ نصف صدی تک یہ رقم خزانہ عامرہ کے
حساب میں برابر نام درج ہوتی حالانکہ سلطنت میں ایک مدت سے زوال آگیا تھا
اور اوسکے اجزا علیحدہ علیحدہ ہو گئے تھے جبکہ سنہ ۱۷۶۱ء میں افغان حملہ آور احمد شاہ
درانی دہلی میں داخل ہوا مہتمم خزانہ نے ایک فہرست پیش کی جسمیں سلطنت کی آمدنی
۳۴۵۰۶۶۴۰۰ روپیہ ظاہر کی گئی تھی تسخیرات دکن کے شامل ہونے کے
بعد اور زمانہ ادبار کے قبل زیادہ سے زیادہ محاصل میں جو اورنگ زیب کو وصول ہوتے
ساڑھے اڑتیس (۳۸½) کروڑ روپیہ تھا اوسمیں سے قریب تیس (۳۰) کروڑ کے صوبجات ہند سے
اور باقی کابل اور کشمیر سے حاصل ہوتا تھا کل مالگزاری اورنگ زیب کی سنہ ۱۶۹۵ء
میں اسی کروڑ تھی اور سنہ ۱۶۹۷ء میں ساڑھے ستتر (۷۷½) کروڑ اسکے مقابلہ میں گزشتہ ۱۸۷۹ء
سے دس گذشتہ سال کا اوسط نکالا جائے تو سرکار انگلشیہ کے ہند کے
کل محصولات کی آمدنی ساڑھے پینتیس (۳۵½) کروڑ ہے لیکن اسمیں افیون کی آمدنی جو ملک
چین کے ساتھ تجارت کرنے سے حاصل ہوتی ہے شامل نہیں ہے

اورنگ زیب کے چال چلن کا بیان

اورنگ زیب کا یہ قصد تھا کہ ایسی وضع اختیار کرے جو دین محمدی اور شان سلطنت
دونوں کے شایان ہو لہذا امور مملکت میں وہ شان خسروانہ رکھتا مگر معاملات خانگی
اسکے مزاج میں سادگی تھی اور دنیوی شان سے فرائض بھی سرگرمی سے تمام

اوسکی انشا پردازی کی سلاست و متانت اوسکے فرمانات سے ہویدا ہے علاوہ برین
موقع محل پر اشعار اور آیات قرآنی مثال و سند لانے مین اوسکو کمال مہارت تھی
فی الحقیقت اگر باپ کے قید کرنیکا جرم اور بھائیون کا خون اور ہندو رعایا کی
ایذا رسانی کا عذاب اوسکی گردن پر نہوتا تو شک نہین کہ اوسکی زندگی عیب اور
خطا سے پاک ہوتی - مگر اوسکے تعصب نے غیر مذہب والون کو اوسکا دشمن بنا دیا تھا
اور چونکہ وہ اپنے عزیز و اقارب کو ایک تخت قتل کر چکا تھا لہذا مجبوراً مملکت
کا کل نظم و نسق غیرون کو تفویض کرنا پڑا ہندوؤن کے دل سے اوسکے جور
و ستم کی یاد ہرگز فراموش نہوتی چنانچہ سکھ اور راجپوت اور مرہٹون نے اوسکے
مرتے ہی سلطنت کو ہر طرف سے دبانا شروع کیا - اور اگرچہ مسلمان سپہ سالار
اور صوبون کے حکام اوسکے جیتے جی اوسکی خدمت جانفشانی سے بجا لائے
مگر اوسکی آنکھین بند ہوتے ہی اوسکے بچون کا حق دبا بیٹھے +

سلطنت مغلیہ کا زوال

اورنگ زیب کے جانشین جنھین فوج کے سردارون اور ارکین سلطنت نے
تخت پر بیٹھایا مثل کاٹ کی پتلیون کے محض بے اختیار رکھے اور وہ اونسے
جو چاہتے کرواتے اور جب اونکا علیحدہ کرنا اونکے مفید مطلب ہوتا مار ڈالتے
پس سلطنت کے آیندہ معاملات تباہی اور بربادی کا ایک دفتر ہے جو بعض خاص واقعات
اوسکے زوال و خاتمہ کے مختصر طور سے صفحہ آئندہ مین بیان کرتے ہین گو سلاطین
مغلیہ ایک زمانہ تک اور بھی پایہ تخت دہلی سے ہند پر حکومت کرتے رہے

مگر اورنگ زیب کے بعد چھ قریبی جانشینون مین سے دو ایک بہت تھوڑے عرصے
کے قبضے مین تھے اور باقی چار دو سیدون کے ساختہ پرداختہ تھے جو ہند کی
تواریخ مین بادشاہ گر کے لقب سے بیجا مشہور نہین ہین +

ملک دکن اور صوبۂ اودھ کا خودمختار ہونا

سنہ ۱۷۲۰ع سے سلطنت کا تنزل اور بھی زیادہ آشکارا ہونے لگا چنانچہ اسی سن
سنہ ۱۷۲۳ع نظام الملک حاکم دکن نے سب سے بڑا حصہ جنوبی ہند کا دہلی کی حکومت
سے توڑ لیا اور سنہ ۱۷۳۲ و سنہ ۱۷۴۳ع کے درمیان مین حاکم صوبۂ اودھ نے جو در اصل
ایک ایرانی تاجر تھا اور رفتہ رفتہ عہدۂ وزارت پر ممتاز ہوا تھا ان صوبون مین جو اوسکے
زیر حکومت تھے فی الواقع اپنا خاندان قائم کیا +

سکھون اور مرہٹون کا سر اوٹھانا

اسی زمانہ مین ہندو رعایا بھی خودمختاری کا دم بھرنے لگی پنجاب مین سکھون پر اس
اسقدر ظلم ہوا کہ انھین چار ناچار بغاوت کرنی پڑی اور حاکم وقت نے انکو کمال بے رحمی سے
پامال کیا اوس وقت کے ظلم و تعدی کو سکھ نہ بھولے اور دہلی کی سلطنت سے
اس عہد و دشمنی اور نفرت رکھی کہ سنہ ۱۸۵۷ع مین بہت سے سرکار انگریزی کے نہایت
مطلب ہوئی سکھون کے سرگروہ بندا کی بری گت بنائی گئی اوسکو سر سے
سرخ پگڑی بندھوا اور شاہانہ زری کا لباس پہنا ایک لوہے کے پنجرے مین بند کر
گلی کوچہ پھرایا اور اوسکے فرزند دلبند کا جگر اوسکی آنکھون کے سامنے نکلوا اوسکے
گلے مین ڈلوا دیا اور پھر خود اوسکی بوٹیان جلتے چمٹون سے نچوائین سکھون نے سنہ ۱۷۱۶ع

ہین اسطرح ہلاک کیا جیسے دیوانے کتون کو گھیر گھیر کر مارتے ہین مگر راجپوتانہ کے
ہندو راجے اچھے رہے اجیت سنگھ والی جودھپور خودمختار بن بیٹھا اور راجپوتانہ
کا تعلق سلطنت مغلیہ سے ۱۷۱۵ء مین واقعی منقطع ہو گیا مرہٹون نے اس
سرے سے اوس سرے تک جنوبی ہند مین چوتھہ تحصیلی اور بعدازان ہندیہ بھا جلکے
بادشاہا سنبھالا یا جابرانہ اور ۱۷۴۳ء مین صوبہ مالوہ اور ۱۷۵۱ء مین صوبہ اڑیسہ اور نیز
خراج ملک بنگالہ بادشاہ دہلی کی طرف سے بطور عطیہ انکو عطا ہوا۔

حملے جو وسط ایشیا سے ۱۷۳۹ء سے ۱۷۶۱ء تک ہوئے

جبکہ مسلمان صوبہ دار اور ہندو رعایا آہستہ آہستہ خودمختاری حاصل کر رہے تھے
کہ اس اثنا مین دو نئے دشمنون نے باہر سے صورت دکھلائی اول شمال و مغرب
کی جانب سے پیش مین ہوئین یعنی ۱۷۳۹ء مین نادرشاہ ایرانی اپنی غارت گر سپاہ کا
ٹڈی دل لیے ہوے آپہنچا اور دہلی کے گلی کوچہ مین قتل عام کرایا اور اٹھاون دن
تک لوٹ کا بازار گرم رہا بعدازان مال غنیمت قیمتی تخمینا بتیس کروڑ روپیہ کا لیکر اپنے وطن کو
واپس گیا نادرشاہ کے بعد افغانون نے احمد خان درانی کی سرکردگی مین چھہ مرتبہ درہ
کی راہ سے حملہ کیا اور خوب لوٹ کھسوٹ کر غنیمت سے مالامال ہو اپنے گھر کی راہ لی ۱۷۳۹ء
مین افغانستان کا اخیر صوبہ کابل بھی سلطنت دہلی سے نکل گیا اور
۱۷۵۲ء مین صوبہ پنجاب احمد شاہ کے حوالہ کر دینا پڑا غرض کہ ان چھہ حملون مین
دہلی اور شمالی ہند نے وہ ظلم و ستم اٹھائے کہ اس وقت کی تواریخ کشت و خون اور

بیوہ بے سر جیون کی گویا ایک ہولناک داستان ہے دہلی کی دار الخلافت کو جسپر نحوست
اور ادبار کی گھٹا چھا رہی تھی ہر دفعہ دشمنون کی مجبوراً مثل مہمانون کے خاطر
مدارات کرنی پڑی اسپر بھی ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ اس کمبخت شہر کو ہر طرح کی بربادی اور
اذیت اپنے وحشی دشمنون سے برابر چھہ ہفتہ تک اوٹھانا پڑی اور بربریت کی یہ
کیفیت تھی کہ غنیم کے سوار ہر سو گشت کرتے ہوئے شہر و دیہات مین بے جا
اور آگ لگاتے پھرتے تھے اور اہل ہنود کے متبرک مقامات لوٹتے اور وہان کے
بیکس بھگتیون کے قتل کرنے مین اونکو خاص کر بڑا لطف آتا تھا +

صوبون کی تباہی کا حال

ایک مرتبہ کا ذکر ہی کہ پچیس ہزار افغان سوارون نے متھرا کے متبرک شہر
کسی تیوہار کے ایام مین جبکہ شہر مین ہندو جاتریون کا ایک مجمع کثیر پوجا پاٹ مین
مشغول تھا چھاپا مارا۔ ایک پادری مسمی شفن تھلر ٹرل کا باشندہ جو اوسوقت
ہند مین تھا بیان کرتا ہی کہ اونھون نے گھرون کو مع رہنے والون کے جلا دیا اور اونکو
تلوار اور برچھیون سے قتل کیا اور جوان لڑکیون اور لڑکون کو اون مردون اور عورتون کو قید کرکے
لے گئے اونھون نے مندرون مین گائین جسکو اہل ہنود متبرک جانتے ہین
ذبح کین اور معبدون کو خون سے آلودہ کیا۔ ہند اور افغانستان کے
درمیان کا سرحدی ملک ویران اور اوجاڑ ہو گیا بلکہ اندرونی اضلاع بھی جو کثرت سے
آباد تھے اور جنکی آبادی اب بکثرت ہو گئی ہی بالکل باشندون سے خالی ہو گئے
ہے چنانچہ گجرانوالا جو بودھون کے زمانہ مین پنجاب کا دار الخلافت تھا

مطلق ویران اور بے چراغ ہو گیا تھا اور بعد ازآن زمانہ قریب کے نو آبادوں سے
آباد ہوا غرض کہ یہہ ضلع جو گذشتہ صدی مین ویران ہو گیا تھا اب دو سو مین پانچ لاکھ
سے زیادہ لوگ بستے ہین*

سلطنت کا زوال و خاتمہ

سنہ ۱۷۶۱ء سے سنہ ۱۷۶۵ء تک

دوسرے حملہ آور سمندر کی طرف سے آئے غرض کہ انگریزون اور فرانسیسیون
کے درمیان جنوبی ہند مین جو عرصہ تک لڑائیان ہوئین اس اثنا مین یعنی
سنہ ۱۷۴۸ء اور سنہ ۱۷۶۱ء کے درمیان دہلی کی ناہی سہی حکومت بھی جو کرناٹک مین
تھی معدوم ہو گئی بنگالہ اور بہار اور اڑیسہ کے صوبجات سنہ ۱۷۶۵ء مین
بذریعہ فرمان شاہی کے انگریزون کے ہاتھ آئے یہہ زرخیز صوبجات جو
بادشاہ کی طرف سے انگریزون کے نام منتقل ہوئے محض ایک ضابطہ کی سی بات
تھی ورنہ پانی پت کی لڑائی کے بعد تو دہلی کی سلطنت کا نام ہی نام رہ گیا
تھا۔ یہہ لڑائی سنہ ۱۷۶۱ء مین احمد شاہ اور مرہٹون کے درمیان اوس مشہور میدان
مین ہوئی جہان ہند کی سلطنت بابر اور اکبر کے ہاتھ آئی تھی۔ افغانون نے
مرہٹون کو شکست دی اور اگرچہ اہل اسلام اب بھی فتحیابیان حاصل کر سکتے تھے تاہم حکمرانی
کی قدرت مطلق جاتی ہی رہی تھی۔ اس بد انتظامی اور ابتری کے زمانہ مین انگریزون نے
ایک نئی حکومت سلطنت مغلیہ کی بربادی پر قائم کی۔ اور اگرچہ نام کے بادشاہ جو
حصل پنشن خوار تھے رہے جو ہندوستان کے حکمرانون سے مثل اکبر ثانی کے

عالمگیر (اورنگ زیب) ثانی کے دہلی کی بیشمار مخلسراؤن سلطنت کرتے رہے مگر اونکی حکومت محل سے آگے نہ تھی اور مرہٹے اور سکھ اور انگریز ہند کی سلطنت کے لیئے آپس مین جنگ جدل کرتے تھے سب سے پچھلا بادشاہ جونام کا بادشاہ تھا سنہ ۱۸۵۷ء مین بغاوت کی علت مین برٹش برھما کی طرف انگریزون کو قید کر کے بھیج دیا گیا اور وہان سنہ ۱۸۶۲ء مین حالت اسیری ہی مین مرگیا

انگریزون نے ہند کا ملک مغلون سے نہین بلکہ ہندوؤن سے فتح کیا

حق تو یہہ ہی کہ انگریزون کی فتوحات سے پہلے مغلون کی سلطنت کا تمام خاتمہ ہو چکا تھا آخرمین جو نہایت خطرناک لڑائیان انگریزون کو لڑنا پڑین وہ نہ شاہ دہلی اور نہ اسکے سرکش صوبہ دارون بلکہ ہندوؤن کے دو جتھون یعنی مرہٹون اور سکھون سے ہوئین بنگالہ اور کرناٹک اور میسور مین جو لڑائیان ہوئین اونمین البتہ مسلمان سردار انگریزون سے لڑے مگر ہند کی تسخیرمین زمانہ دراز تک مخالفت اہل ہند ہی کی طرف سے ہوئی انگریزون کی آخر لڑائی مرہٹون کے ساتھ سنہ ۱۸۱۸ء مین ہوئی اور سکھون کا جتھہ سنہ ۱۸۴۹ء سے پہلے مغلوب نہوا - چونکہ سکھون کی جنگ اس مختصر تاریخ کے دیگر حصے سے متعلق ہی لہذا اس مقام پر مرہٹون کا بیان بہت مجمل طور پر کیا جائیگا ؛

سلطنت مغلیہ کا زوال و خاتمہ

۱۷۰۷ء تا ۱۸۶۲ء عیسوی

۱۷۰۷ء – اورنگ زیب کے دو بیٹے معظم اور اعظم تخت کے لیے لڑے
معظم فتحیاب ہو کر بہادر شاہ کے خطاب سے تخت نشین ہوا یہ ذوالفقار خان
سپہ سالار کے بالکل کہنے مین تھا شاہزادہ کام بخش باغی ہوا اور شکست کھا کر مارا گیا +

۱۷۱۰ء – سکھون پر فوج کشی ہوئی +

۱۷۱۲ء – بہادر شاہ نے وفات پائی اور اوسکا بڑا بیٹا جہاندار شاہ تخت نشین
ہوا – اوسنے اپنے وزیر ذوالفقار خان کے ذریعہ سے سلطنت کی +
اوسکے بھتیجے فرخ سیر نے سرکشی کی جو بادشاہ اور اوسکے وزیر کی گردن زنی ہوئی

۱۷۱۳ء – فرخ سیر سید حسین علی اور سید عبد اللہ کی سرپرستی مین جو بادشاہ گر
کہلاتے تھے تخت نشین ہوا +

۱۷۱۶ء – سکھون نے یورش کی اور شکست کھائی اور سخت اذیت
اوٹھائی +

۱۷۱۹ء – دونون سیدون نے فرخ سیر کو تخت سے اوتار کے قتل کر
اور اوسکی جگہ تین نابالغ شہزادے اوپر تلے تخت پر بٹھائے جنمین سے دو
مہینے کے اندر انتقال کیا اور تیسرے یعنی محمد شاہ نے ستمبر ۱۷۱۹ء مین
تخت نشین ہو کر سلطنت شروع کی +

۱۷۲۰ء – سید معزول و تباہ ہوئے +

۱۷۲۰ء سے ۱۷۴۸ء تک صوبہ دار دکن یعنی نظام الملک نے حیدرآباد میں خود مختاری قائم کی +

۱۷۳۲ء سے ۱۷۴۳ء تک صوبہ دار اودھ نے جو وزیر سلطنت تھا دہلی کی حکومت سے سرتابی کی +

۱۷۳۵ء سے ۱۷۵۱ء تک سلطنت میں عموماً زوال آ گیا اور خاص ملک میں سرکشیاں ہوئیں اور باہر سے نادر شاہ ایرانی کا ۱۷۳۹ء میں حملہ ہوا۔ احمد شاہ درانی کی پہلی یورش ہند پر ۱۷۴۷ء میں ہوئی۔ مرہٹوں نے ۱۷۴۳ء میں مالوہ کا ملک حاصل کیا۔ من بعد جنوبی اڑیسہ کا اور نیز ملک بنگالہ کا خراج ۱۷۵۱ء میں اونکے حوالہ کر دیا گیا +

۱۷۴۸ء سے ۱۷۵۴ء تک۔ محمد شاہ کا بیٹا احمد شاہ تخت نشین ہوا اور روہیلوں نے ملک اودھ میں فتنہ برپا کیا اور فوج شاہی کو شکست دی +

۱۷۵۱ء۔ روہیلوں کا فساد مرہٹوں کی مدد سے رفع ہوا +

۱۷۵۱ء سے ۱۷۵۲ء تک۔ احمد شاہ درانی نے دوسری دفعہ حملہ کیا اور پنجاب حاصل کیا +

۱۷۵۴ء۔ بادشاہ تخت سے اوتار دیا گیا اور عالمگیر ثانی تخت نشین ہوا +

۱۷۵۶ء۔ احمد شاہ درانی کا تیسرا حملہ ہوا اور دہلی غارت ہوئی +

۱۷۵۹ء۔ احمد شاہ درانی کا چوتھا حملہ ہوا اور بادشاہ عالمگیر ثانی اپنے وزیر غازی الدین سے مارا گیا۔ مرہٹے شمالی ہند میں فتحیاب ہوئے اور دہلی پر قبضہ کیا +

سنہ ۱۷۶۱ء سے سنہ ۱۸۰۶ء تک - پانی پت کی تیسری لڑائی مین مرہٹون
نے افغانون کے ہاتھ سے سنہ ۱۷۶۱ء مین شکست کھائی عالمگیر ثانی کی وفات
پر شاہ عالم ثانی برائے نام بادشاہ ہوا اور سنہ ۱۷۷۱ء تک الہ آباد مین انگریزون کا
پنشن خوار رہا بعد وسال مذکور مین بادشاہ کو اوسکی موروثی عملداری کا قلیل حصہ
مرہٹون نے واپس کر دیا - باغیون نے بادشاہ کو نابینا اور قید کیا اور
مرہٹون نے اوسکو اس آفت سے مخلصی دی بعد ازان بادشاہ مرہٹون کا در اصل
قیدی رہا جبتک کہ لارڈ لیک نے مرہٹون کی طاقت کو سنہ ۱۸۰۳ء مین پامال کیا +

سنہ ۱۸۰۶ء سے سنہ ۱۸۳۷ء تک - اکبر ثانی نے برائے نام بادشاہت کی +

سنہ ۱۸۳۷ء سے سنہ ۱۸۶۲ء تک - محمد بہادر شاہ جو نسل تیموریہ کا آخر اور
سترھوان بادشاہ تھا سنہ ۱۸۵۷ء مین انگریزون کی بغاوت مین شریک ہونے کی علت مین
جلاوطن کیا گیا اور وہان سنہ ۱۸۶۲ء مین اوسنے وفات پائی +

گیارھوان باب

مرہٹون کا بیان سنہ ۱۶۵۰ء سے سنہ ۱۸۱۸ء

مرہٹون کی ابتدا

قریب سنہ ۱۶۳۴ء کے ساہو جی بھونسلا نے جو ایک اقبالمند مرہٹہ سپاہی تھا
جنوبی ہندوستان مین ناموری و شہرت حاصل کرنا شروع کی وہ احمد نگر اور بیجاپور کی
اسلامی ریاستون کی طرف سے مغلون کے ساتھ لڑا کیا اور اپنی وفات سے

اپنے بیٹے سیواجی کے لیے جو ۱۶۲۷ع مین پیدا ہوا تھا اپنی جاگیر اور اپنے
پیروون کی جماعت چھوڑ گیا سیواجی نے دکن کے ہندو فرقون کو مجتمع
کر کے ایک قومی جماعت بنائی جسکو شمال کی شاہی فوج سے اور نیز جنوب کی
اسلامی ریاستون سے مخالفت تھی اس صورت سے دکن مین ۱۶۵۰ع سے
آگے تک تین قوتون کا زور رہا اول سلطنت شاہ دہلی کا لشکر جو ہمیشہ یورشین
کیا کرتا تھا دوسرے فوج احمد نگر اور بیجاپور کی خودمختار اسلامی ریاستون
کی جو دکن مین ہنوز قائم تھین تیسرے اوس ملک کے ہندو فرقون کا قومی
مجمع جو انجام کار بڑھتے بڑھتے مرہٹون کا جتھا ہو گیا ہے

تیسرے فریق یعنی مرہٹون کا دکن مین ترقی کرنا

شاہجہان اور اورنگ زیب کے زمانے مین جبکہ جنوبی ہند کی تسخیر کی غرض
سے اسّی برس یعنی ۱۶۲۷ع سے ۱۷۰۷ع تک لڑائی جاری رہی یہہ تیسرا فریق
ہندوؤن کا باری باری سے دونون کی طرف ہو کر لڑتا رہا اور اس صورت سے
اوسکی قدر و منزلت برابر بڑھتی رہی اور مغلون اور دکن کی خود مختار ریاستون
کی فوجون نے بتدریج آپس مین لڑ لڑ کے ایک دوسرے کی طاقت زائل کر ڈالی
اور چونکہ یہہ دونون فریق اجنبی تھے لہذا فوج مین نئے سپاہی بھرتی کرنے کے
لیے غیر ملک سے مدد لینے کی ضرورت پڑتی تھی برعکس اسکے مرہٹے گھر بیٹھے
جتنے سپاہی چاہتے مہاراشٹر کے وسیع ملک سے بھرتی کرتے جو وسط
ہند مین صوبہ برار سے لیکر بمبئی احاطہ کے قریب جنوب تک پھیلا ہوا تھا

اس وجہ سے دکن کی خود مختار اسلامی ریاستون کے سلاطین اور نیز دہلی کے شاہی سپہ سالار مرہٹون کی دوستی کے خواہان رہتے تھے۔ مرہٹون کا سردار سیواجی مدبرانہ ہیشین بینی اور چالاکی سے وقتاً فوقتاً دکن کی خود مختار اسلامی ریاستون کی مدد مغلون کی بعید طاقت کے مقابلہ مین کیا کرتا اور یہہ سلطنتین مرہٹون کی پشتی سے زمانہ دراز تک اچھی طرح شاہی لشکر کا مقابلہ کرتی رہین مگر جون ہی دہلی کی فوج پسپا ہو جاتی فوراً مرہٹے اون خود مختار اسلامی ریاستون پر دست درازی کرنے پر مستعد ہو جاتے اور جب کبھی مرہٹے دہلی کے سپہ سالارون کی مدد پر ہوتے تو وہ ان خود مختار اسلامی ریاستون پر بخوبی غالب آسکتے تھے +

سیواجی کا بیان

سنہ ۱۶۲۷ء سے سنہ ۱۶۸۰ء تک

سیواجی اس بات سے ناواقف نتھا کہ کیسے کیسے قومی سامان نہیر مفید سپاہین پس اوسنے دغا اور سخت جنگ و جدل اور نیز مخفی طور پر قتل کرنیکے ذریعہ سے جنوبی ہند مین مرہٹون کا ڈنکا بجوا دیا۔ مغربی گھاٹ کے چند پہاڑی قلعون کو جنکا فتح کرنا غنیم کے لیئے دشوار تھا اوسنے اپنا صدر مقام بنایا جہان سے وہ اپنی مہمات کا انصرام کرتا اور رسد و بھالہ بردار مضبوط یابوون پر سوار اوسکی سپاہ تھی یہہ لوگ دکن کے زمیندار اور کسان کے قبیل سے تھے جنکا سال فصلی کے معین وقتون پر ایک آن مین جمع اور منتشر ہو جانا ممکن تھا

اسطرح سے بغیر مستقل سپاہ کا صرف اوٹھائے بےانتہا لشکر سیواجی کے
اختیار مین تھا۔ اس فوج کے ساتھہ یہہ جنرل اپنے دشمنون کو بازشاہین کیطرح لوٹتا
اور اونسے باج و خراج دینے کا وعدہ لے لیتا یا اپنے مفید شرائط قبول کرنے پر
مجبور کرتا۔ مال غنیمت مین سے کچھہ تو وہ ان سپاہیون کو دیتا اور خود بڑا حصہ
لیکر اپنے پہاڑی قلعون مین جا بیٹھتا۔ سیواجی نے سنہ ۱۶۵۹ع مین بیجاپور
کے سپہسالار کو دھوکا دیکر ایک علٰحدہ جگہہ مین ملاقات کے حیلے سے بلایا
اور دوستانہ معاملات کی باتین کرتے کرتے پیشقبض سے اوسکا کام تمام کیا
اور اوسکی تمام فوج بھی غارت کردی۔ سنہ ۱۶۶۴ع مین اوسنے احاطہ بمبئی کی عین
شمالی سرحد تک تاخت و تاراج کیا اور شاہی شہر سورت کو خوب لوٹا۔ سنہ ۱۶۶۴ع
مین سیواجی نے راجہ کا لقب اختیار کرکے اپنے نام کا سکہ جاری کیا۔ اب
یہہ نوبت پہنچی کہ سنہ ۱۶۶۵ع مین اوسنے مغلون کے لشکر کو بیجاپور کی خودمختار
اسلامی ریاست پر یورش کرنے مین مدد دی۔ سنہ ۱۶۶۶ع مین کہنے سننے سے
سیواجی دہلی کے دربار مین حاضر ہوا مگر جب اوسنے دیکھا کہ اورنگزیب بیمہری
کے ساتھہ رکاوٹ سے پیش آتا ہے اور مجھے نظربند کر رکھا ہے وہ دکن کو بھاگ
گیا اور وہان پہونچکر بغاوت کا جھنڈا قائم کیا۔ بعدہ سنہ ۱۶۷۴ع مین سیواجی
بڑے جاہ و حشم کے ساتھہ رائگڑھہ مین گدی پر بیٹھا اور سونے سے تولادان
کرکے جس سونے کے ساتھہ تولا گیا تھا اوسے برہمنون کو پُن کر دیا۔ اسکے
دو سال بعد اوسنے سنہ ۱۶۷۶ع مین ملک کرناٹک تک فوج بھیجی۔ آخرکار سیواجی کی

عمر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور اوسنے سنہ ۱۶۸۰ع میں اس جہان فانی سے رحلت کی

اورنگ زیب کا اپنی حکمت عملی میں غلطی کرنا

سنہ ۱۶۸۰ع سے سنہ ۱۷۰۷ع تک

دانائی اور فراست تو اسبات کی مقتضی تھی کہ سلطان اورنگ زیب اول مرہٹونکی دن بدن بڑھتی ہوئی طاقت کو پامال کرتا اور بعد ازان دکن کی اسلامی ریاستون کے تسخیر کا قصد کرتا فی الحقیقت اعلی درجہ کی مدبری تو یہہ چاہتی تھی کہ شمال اور جنوب کے مسلمان آپس کے جھگڑے تو ترک رکھتے اور متفق ہو کر ہندوؤن کے جتھے کو توڑنے کا قصد کرتے جو روز بروز دکن مین زور پکڑتا جاتا تھا مگر اورنگ زیب نے تو دل مین ٹھان لیا تھا کہ جس طرح ہو دکن کی اسلامی ریاستون کو دہلی کی سلطنت مین شامل کیجیے چنانچہ اس ارادہ کے پورا کرنے مین اوسکی فوج پر فوج ضائع ہوئی اور انجام کار سلطنت مغلیہ اس حالت کو پہونچ گئی کہ مرہٹون کے چھونے کی دیر تھی کہ اوسکے اجزا منتشر ہو گئے ٭

سیواجی کے خاندان کا بیان

سمبھاجی اپنے باپ سیواجی کی جگہہ سنہ ۱۶۸۰ع مین گدی نشین ہوا اور اوسنے سنہ ۱۶۸۹ع تک راج کیا مگر اوسکی زندگی کے ایام تنگی اور مغلونکی لڑائیون مین بسر ہوئے اورنگ زیب نے اوسکو سنہ ۱۶۸۹ع مین گرفتار کر لیا اور گرم سلاخون سے اوسکی آنکھین نکلوائین اور زبان کٹوا ڈالی کیونکہ وہ نبی کی نسبت کفر کے کلمات زبان پر لایا تھا اور آخر کو گردن ماری اوسکا لڑکا ساہو بھی جو اوسوقت چھہ برس

کی عمر کا تھا گرفتار ہو گیا اور اورنگ زیب کی وفات تک مقید رہا مگر جب ۱۷۰۷ع
میں اوسنے دہلی کی اطاعت قبول کی تو اپنی موروثی ریاست پر بحال ہوا سیواجی کے جا
نشینوں کے درمیان باہم بہت تفرقے پڑنے سے مرہٹوں کی اصلی حکومت جانشینوں سے
زائل ہو گئی تھی چنانچہ اوسنے اپنی زندگی محل سرا میں بسر کی اور انتظام ریاست
اپنے دیوان بالاجی وشوناتھ کو پیشوا کا خطاب دیکر سپرد کر دیا۔ رفتہ رفتہ پیشواؤں کا
منصب موروثی ہو گیا اور اونکی طاقت مرہٹوں کے راجاؤں سے بہت زیادہ
ہو گئی یہانتک کہ سیواجی کے خاندان میں صرف ستارا اور کولاپور کی
مختصر ریاستیں باقی رہ گئیں ستارا ۱۸۴۸ع میں وارث نہونے کی وجہ سے
سرکار انگریزی کی عملداری میں شامل ہو گیا اور کولاپور انگریزوں کی محض عنایت سے
قائم ہے اور اسوقت سرکار کی نگرانی میں سیواجی کے خاندان کا اخیر راجہ اوسپر
حکومت کرتا ہے

پیشواؤں کا بیان

اس عرصہ میں مرہٹوں کے بڑے حصے کو پونا میں پیشواؤں کے زیر
حکومت دن بدن تقویت ہوتی رہی یہانتک کہ اول پیشوا بالاجی نے ۱۷۱۸ع میں
ایک فوج دہلی کو سیدوں کی اعانت کے لیے جو بادشاہ گر کہلاتے تھے
روانہ کی اور ۱۷۱۹ع میں بالاجی نے زور ڈال کر دکن کی مالگزاری پر سند
فرمان شاہی جو کہ حاصل کی اور اسی زمانہ میں پونا اور ستارا کے گرد و نواح
کی حکومت مرہٹوں کو مستقل طور سے عطا ہوئی مگر بالاجی اول پیشوا

سنہ ۱۷۱۲ء سے سنہ ۱۷۴۰ء تک چوتھ تحصیل کرنے کی اجازت کی بنا پر جو اوسکے باپ کو عطا ہوئی تھی فی الواقع ملک دکن پر حکومت کرتا رہا اور بیندرہ برس کے عرصہ مین صوبہ مالوہ کو سنہ ۱۷۳۶ء مین سلطنت سے علیحدہ کر او سپر تصرف کرلیا اور نیز اوس ملک پر تسلط کیا جو بندھیاچل کے شمال و مغرب کو دریاے نربدا اور چمبل کے درمیان واقع ہی اور سنہ ۱۷۳۹ء مین بسین کا قلعہ پرتگیزون سے فتح کیا۔

تیسرے پیشوا کا بیان

سنہ ۱۷۴۰ لغایت ۱۷۶۱ عیسوی

تیسرے پیشوا بالاجی باجی راؤ کا زمانہ سنہ ۱۷۴۰ء مین شروع ہوا اور اوسکے وقت مین مرہٹون کی ہیبت کل سلطنت مغلیہ پر چھا گئی اور چند عرصہ تک یہہ کیفیت رہی کہ دکن سے مرہٹون کی فوج کشیان بڑی دریئی شمال و مغرب کی سمت ہوتی رہین اور خاص ملک دکن مین پیشوا نے نظام حیدرآباد سے دو لڑائیان لڑکے اپنی قلمرو کو وسعت دی۔ پونا جو احاطہ بمبئی مین ہی اور ناگپور جو ممالک متوسط مین واقع ہی مخصوص مرہٹون کی اقتدار اور غلبہ کے مقام تھے ناگپور مین مرہٹون کے جتھے سے ایک سپہ سالار نے جو بھونسلا کے نام سے مشہور تھا سنہ ۱۷۴۲ء اور سنہ ۱۷۵۱ء مین صوبہ بنگال کے مرشدآباد کی اسلامی دار الخلافت کے قرب وجوار تک تاخت و تاراج کیا مگر اس تمام زمانہ سلطنت الہ وردی خان نے اوسکو شکست دی اور وہ اڑیسہ کی راہ سے واپس گیا

کلکتہ کی کھائی جو مرہٹون کے نام سے مشہور ہی اوس تہلکہ کی جو اوس زمانہ مین ملک **بنگالہ** مین پڑرہا تھا آج تک کے دن تک یادگار ہی آیندہ سلسلہ یعنی سنہ ۱۷۴۲ء مین رگھوجی بھونسلا نے جو اوسوقت **ناگپور** کے مرہٹون کا سردار تھا بنگالہ پر خود چڑھائی کی اِس وقت سے باوجود تنازعون کے **پونا** اور ناگپور کے مرہٹون سے غنیمت کے بارے مین ہوا کرتے تھے **گنگا** کی وادی زیرین کے زرخیز صوبون مین بھونسلے برابر تاخت و تاراج کرتے رہے اور سنہ ۱۷۵۱ء مین نائب السلطنت الہ وردی خان سے حسب ضابطہ ملک بنگالہ کی مالگزاری کی چوتھ اور صوبہ **اڑیسہ** کا جنوبی حصہ حاصل کیا۔ **پونا** کے مرہٹون نے بھی شمالی ہند کو **پنجاب** تک بخوبی لوٹا امیر افغان احمد شاہ درانی جسنے صوبہ پنجاب کو دہلی کی سلطنت سے چھین لیا تھا نہایت غضبناک ہوکر چڑھ آیا اور مرہٹون کو **پانی پت** کی لڑائی مین افغان اور ممالک شمالی کی فوج کے ذریعے سے شکست فاش دی اسوقت تک شمالی صوبجات برائے نام سلطنت مغلیہ مین شمار کیے جاتے تھے ✽

مرہٹون کے پانچ خاندانونکا بیان

اس ادبار اور تباہی کے زمانے مین جو تھا پیشوا کی مسند پر مادھو راؤ مرہٹون کی گدی پر سرفراز ہوا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ حکم قضا یون ہی تھا کہ ہندوون کا جتھا الیس کی دغا اور پھوٹ اور افغانون کی قوی طاقت سے غارت کیا جاوے کیونکہ سنہ ۱۷۶۱ء کی ابتدا ہی مین یہ کیفیت دیکھنے مین آئی کہ پونا اور ناگپور

کے ہر دو فریق مین بنگالہ کی غنیمت پر جھگڑا ہوا اور دونون ایک دوسرے
سے جنگ کشتی کی اور ۱۷۶۱ء سے پیشتر یہہ نوبت پہنچی کہ دو آوارہ منش سپاہیون یعنی
ہولکر اور سیندھیا متغلبون نے پورے صوبہ مالوہ اور گرد و نواح کی
سرزمین مین جو آج کل اندور اور گوالیار کی ریاستون مین منقسم ہے خودمختار
حاکم بن بیٹھے - پانی پت کی لڑائی مین ہلکر نے جو اندور کے
فریق کا سردار تھا عجب بازی ہرتی دیکھی تو عین وقت پر میدان جنگ سے
چل دیا اور اوسکی دغا کے باعث مرہٹون کو ایسی شکست فاش ہوئی
اس واقعہ کے بعد پیشوا مرہٹون کی پانچ ریاستون کا برائے نام حاکم رہ گیا
جنکے صدر مقام حسب ذیل تھے پونا مین خاص پیشوا رہتے تھے ناگپور
جو ملک متوسط مین واقع ہے بھونسلا کا دار الخلافت تھا - گوالیار سیندھیا
کی بود و باش کی جگہ تھی اندور ہلکر کا دار الریاست تھا اور بڑودہ
مین گائکواڑ کی نوابی عدالت کا مقام تھا - جبکہ معاملات کی یہہ کیفیت تھی
مادہو راو پیشوا نے جہانتک ہوسکا کوشش کی کہ اپنی قوت کو حیدرآباد
اور میسور کے سلطان کے مقابلہ مین اور نیز بھونسلا کے فریق کے
مقابلہ مین جو برار مین تھا قائم رکھے - مادہو راو کا چھوٹا بھائی نرائن راو
سنہ ۱۷۷۲ء مین اوسکی جگہ پانچوان پیشوا ہوا مگر تھوڑے ہی روز مین قاتل کے
ہاتھ سے ہلاک ہوا ۔

سیندھیا اور ہلکر کا بیان

جس طرح پیشواؤن کے برائے نام آقا یعنی سیواجی کی اولاد کی طاقت
ستارا اور کولاپور مین معدوم ہو گئی تھی اسی طرح اس وقت سے خود
پیشواؤن کی طاقت بھی پونا مین زوال پکڑنے لگی پیشوا عالی نسب کے
برہمن تھے مگر مرہٹون کی خاص سپاہ مین ہندوؤن کے رذیل فرقے اکثر
تھے اور یہی وجہ ہوئی کہ مرہٹے سپہ سالار جو جا بجا خود مختار بن بیٹھے
نیچ قوم سے تھے اگرچہ اونکی اصلی طاقت پیشوا کی نسبت جو مرہٹون کے
جتھے کا برائے نام سردار تھا بہت زیادہ ہو چنانچہ شمال کے دو بڑے
خاندانون مین سے ہلکر چوپان تھا اور سیندھیا کفش بردار پانی پت
کی ہولناک شکست کے بعد چند روز تک تو یہ بڑے رئیس خاموش رہے
مگر اوس قاتل معرکے کے دس برس کے اندر ہی اندر اونھون نے مالوہ
کے کل صوبے پر تصرف کر لیا اور راجپوت اور جاٹ اور روہیلون کے
صوبجات پر جو مغرب مین تھے لیکر مشرق مین ملک اودھ تک
سنہ ۱۷۶۱ء سے سنہ ۱۷۸۶ء تک دست درازی کرتے رہے بکسر کی
شکست کے بعد شاہ عالم جو نام ہی نام کا بادشاہ رہ گیا تھا انگریزون کا
پنشن خوار ہو گیا مگر سنہ ۱۷۷۱ء مین اوسنے مرہٹون سے سازش کیا اور
سیندھیا اور ہلکر نے اوسکو دہلی کے تخت پر برائے نام بحال کیا اگرچہ
وہ سنہ ۱۸۰۳ء تک جبکہ مرہٹون نے انگریزون سے دہلی کی جنگ [illegible]

شکست کھائی اونکا قیدی بنا رہا۔ باوجود اسکے کہ انگریزون سے گاہ گاہے
جنگ ہوئی تاہم سیندھیا اور ہلکر کے خاندانون کی حکومت مالوہ کے
زرخیز ملک پر ہنوز قائم ہی

ناگپور کے بھونسلون کا بیان

سنہ ۱۷۵۱ء سے سنہ ۱۸۵۳ء تک

مرہٹون کے خاندانون مین سے تیسرا خاندان برار اور ممالک متوسط کے
بھونسلے کہلاتے ہین اور یہہ لوگ ہند کی مشرق کی سمت تاخت و
تاراج کیا کرتے تھے اونکا ناگپور سے جو اونکا صدر مقام تھا جنگی کارروائی
کرتے تھے سنہ ۱۷۵۱ء مین اونھون نے ملک بنگالہ سے چوتھ جبراً تحصیل
اور صوبہ اڑیسہ کا جنوبی حصہ اپنے تصرف مین لائے مگر جب بنگالہ
مین سنہ ۱۷۵۶ء و سنہ ۱۷۶۵ء سے انگریزون کا تسلط ہوگیا تب مرہٹون کا تاخت
و تاراج کرنا موقوف ہوا اور سنہ ۱۸۰۳ء مین انگریزون کے ایک دستہ فوج نے
مرہٹون کو صوبہ اڑیسہ سے نکال باہر کیا اور سنہ ۱۸۱۷ء مین مرہٹون کی
آخر جنگ مین اونکی طاقت بالکل پامال ہوگئی۔ اور انتظام اونکی صدر عملداری
کا جو اب ممالک متوسط مین شامل ہی سنہ ۱۸۱۷ء سے سنہ ۱۸۳۰ء تک انگریزی
رزیڈنٹ کی صلاح سے ہوتا رہا مگر سنہ ۱۸۵۳ء مین اس خاندان کے اخیر راجا
راگھوجی بھونسلا کے لاولد مرجانے پر ریاست ناگپور جسے اب ممالک
متوسط کہتے ہین ہمرکاب انگریزی عملداری مین شامل ہوگئی ✤

گائکوار برودا کا بیان

شمال کے مرہٹہ خاندانون مین چوتھا خاندان برودا کا ہی جسنے اپنی عملداری کل گجرات اور بمبئی کے شمال مغربی ساحل کاٹھیاوار کے جزیرہ نما پر جو ساحل مذکور کے متصل ہی پھیلائی اور اس طرح پر گائکوار کی منتشر مگر نہایت زرخیز ریاست کا وجود ہوا۔ مرہٹون کی اخیر لڑائی کے زمانے سے جو سنہ ۱۸۱۷ء مین سرکار انگریز کے ساتھ ہوئی گائکوار برودہ کے ملک پر حکمرانی کرتے آئے ہین اور اوسکا انتظام انگریزی ریذیڈنٹ کی صلاح اور ایک کنٹنجنٹ فوج کے ذریعہ سے ہوتا رہا ہی۔ سنہ ۱۸۷۵ء مین گائکوار پر جو اوسوقت گدی نشین تھا صاحب ریذیڈنٹ کو زہر دینے کا مقدمہ قائم ہوا اور جسکی تحقیقات کیواسطے ایک ہائی کمیشن جس مین تین انگریز اور تین ہندوستانی شریک تھے مقرر ہوا اور بعد تحقیقات کے وہ گدی سے اوتار دیا گیا۔ سرکار انگلشیہ نے ریاست کے ضبط کرنے سے اجتناب کیا اور گائکوار کے خاندان کے بانی کی اولاد سے ایک شخص کو جو اوسوقت تک گمنام و مفلس تھا گدی پر بیٹھایا ۔

مرہٹون کی پہلی لڑائی

سنہ ۱۷۷۹ء سے سنہ ۱۷۸۱ء تک

جبکہ مرہٹون کے چارون خاندان جنکا ذکر ہوا اپنے اپنے شغل مین مشغول تھے پیشواؤن کی طاقت مین خاندانی سازشون و نفاق کے باعث دن بدن زوال آتا گیا۔ پیشوائے ششم مادھو راو نراین اپنے باپ کی وفات کے بعد

پیدا ہوا تھا اور اوسکی مختصر زندگی کے اکیس برس مین کل اختیار اوسکے دیوان
نانا فرنویس کے ہاتھ مین ہا مگر رگھوبا نے جو پیشوا ے مرحوم کا چچا تھا اس
لڑکے کی پیدایش کی صحت کے بارے مین جھگڑا اوٹھایا اور خود پیشوائی کا
دعویٰ کیا۔ نابالغ لڑکے کے سرپرست نانا فرنویس نے فرانسیسون سے
مدد چاہی اور انگریز بمبئی سے رگھوبا کی اعانت پر مستعد ہوئے پس فریقین
کے اس طرح پر فرانسیسون اور انگریزون کے ساتھ اتحاد کرنیکا یہہ نتیجہ ہوا کہ
مرہٹون کی پہلی لڑائی چھڑ گئی جو ۱۷۷۹ سے ۱۷۸۱ تک جاری رہی اور ۱۷۸۲ء مین
سالبائی کے صلحنامہ کی رو سے ختم ہوئی عہدنامہ مذکور کی شرائط کے
بموجب سالسٹ اور ایلیفینٹا کے جزائر اور دو اور جزیرے انگریزون
کے ہاتھ آئے اور رگھوبا کو معقول پنشن ملی اور پیشوا ے نابالغ اپنی حکومت
پر مستقل ہوا مگر اس جوان نے سن بلوغ کو پہونچتے ہی اکیس برس کی عمر
مین خودکشی کی۔

مرہٹون کی دوسری لڑائی

سنہ ۱۸۰۳ لغایت ۱۸۰۵

مادھو راؤ نرائن کا چچا زاد بھائی باجی راؤ ثانی اوسکی جگہہ ۱۷۹۵ء مین پیشوا ہوا
یہہ ساتوان اور اخیر پیشوا تھا۔ اب سندھیا کو جو مرہٹون کے شمالی خاندان کا سردار تھا
مرہٹون کے معاملات مین زیادہ دخل ہو گیا اور پیشوا کو یہانتک دبایا کہ وہ مجبوراً
انگریزون کی حمایت کا طالب ہوا بیسین کے عہدنامے کے بموجب

سنہ ۱۸۰۲ع مین باجی راؤ انگریزی فوج کے اخراجات اوٹھانے پر اس غرض سے
راضی ہوا کہ وہ اوسکی حکومت قائم رکھنے مین مدد و معاون ہو شمال کے
مرہٹے خاندان اس عہد و پیمان کے کالعدم کرنے پر متفق اور مستعد ہوے
اور یہی مرہٹون کی دوسری لڑائی کا باعث ہوا جو سنہ ۱۸۰۳ع سے سنہ ۱۸۰۵ع تک
رہی اسئی اور ارگام کے میدان جنگ مین جو جنوب مین واقع ہین جنرل
ولزلی نے جسکو بعد ازان ڈیوک آف ولنگٹن کا خطاب ملا سیندھیا اور
ناگپور کے خاندان کی فوج کو پامال کیا اور شمال مین لارڈ لیک نے
لسواڑی اور دہلی کے میدان کارزار مین مرہٹون کے لشکر کا وارا نیارا
کر ڈالا اور سنہ ۱۸۰۴ع مین ہلکر نے ڈیگ مین شکست فاش کھائی ان لڑائیون
کا نتیجہ یہہ ہوا کہ بہت سا ملک سرکار انگریزی کے ہاتھ لگا اور فرانسیسیون کی بات
ہندوستان مین بگڑ گئی اور دہلی کی بادشاہت انگریزون کی محافظت مین برائے
نام بحال ہوئی ✤

مرہٹون کی اخیر لڑائی

سنہ ۱۸۱۷ع سے سنہ ۱۸۱۸ع تک

پیشوا اور ہلکر اور بھونسلا والی ناگپور ہر ایک علیحدہ علیحدہ سرکار انگریزی سے
سنہ ۱۸۱۷ع اور سنہ ۱۸۱۸ع کے درمیان برسر جنگ ہوے اور ایک ایک کرکے
سبھون نے شکست کھائی ان لڑائیون مین مرہٹون کی طاقت ایسی پامال ہوئی کہ
پھر اونکو سر اوٹھانے کی کبھی جرأت نہوئی باجی راؤ پیشوا نے اپنے تئین انگریزون

کے حوالہ کر دیا اور اوسکی عملداری احاطہ بمبئی مین شامل کر لی گئی اور پیشوا کیواسطے
ایک نہایت معقول وظیفہ مقرر ہوا اور وہ بطور سرکاری پنشن خوار دن کے شہر بٹھور
مین جو کانپور کے قریب واقع ہی اپنی وفات تک رہا اوسکا متبنّی بیٹا وہی نانا
صاحب ہی جو ۱۸۵۷ء کے غدر مین ایسی روسیاہی کے ساتھہ شہرۂ آفاق ہوا
اور اوسکے ساتھہ ہی پیشوا کا نام و نشان دنیا سے معدوم ہو گیا۔

بارھوان باب

اہل فرنگ کی ابتدائی بستیان ۱۵۰۰ء سے ۱۶۰۰ء تک

قبل ۱۵۰۰ء کے یورپ اور ہند کی کیفیت

مسلمان حملہ آور شمال و مغرب کی راہ سے ہند مین داخل ہوے تھے مگر اوسکے
عیسائی فتح کرنیوالے تری کی راہ جنوب سے آئے۔ سکندر اعظم کے زمانے
سے واسکو ڈی گاما کے زمانے تک یورپ اور مشرق کے ملکون مین ایسی
داد و ستد جو براہ راست اور بلا واسطہ ہو بہت کم ہوئی مگر البتہ کاہے سیاح لوگ
وقت مراجعت کے اس سرزمین کی قوی سلطنتون اور بے انتہا دولت کا
بیان کیا کرتے تھے مگر تری کی راہ سے وہان پہونچنا کسی کے وہم و گمان مین
بھی نہ تھا اور خشکی کے رستہ مین یہہ قباحت تھی کہ وسیع ریگستان اور
جنگ آور فرقے درمیان مین حائل تھے یا اینہمہ تجارت کسی وقت مین مطلقاً
موقوف نہوئی بلکہ اٹلی کے شہرون کی وساطت سے جو بحر روم پر واقع
ہین جاری ہی کیونکہ ان شہرون کے باشندے ملک شام کے بندرگاہون تک

دادوستد کرتے تھے۔ سولھوین صدی سے پہلے اہل فرنگ ہند کی ولایت سے
مطلق ناواقف تھے مگر اس زمانہ مین مذہبی انقلاب کی وجہ سے یورپ کی مختلف
قومین خواب غفلت سے بیدار ہوئین اور نئی نئی باتون کے دریافت کرنیکا اشتیاق
پیدا ہوا تو وہ ہند کی طرف متوجہ ہوئین چنانچہ سنہ ۱۴۹۲ء مین کرسٹوفر کلمبس
اسپین کے بادشاہ کے زیر حمایت ہند کی تلاش مین جہاز لیکر بحر
اطلانٹک کے پار روانہ ہوا اور بادشاہ موصوف نے خان تاتار
کے نام خط بھی دیئے مگر بجائے ہند کے امریکہ دریافت ہوا +

واسکوڈی گاما کا بیان

سنہ ۱۴۹۸ء عیسوی

معاملات مذکورالصدر کے پانچ برس بعد کچھ جہاز واسکوڈی گاما
کے زیر حکومت لزبن سے روانہ ہوئے مگر انہون نے کلمبس کے برعکس مشرق
کی سمت اختیار کی اور قریب گیارہ مہینے کی مسافت کے بعد واسکوڈی گاما
راس امید کے گرد ہوتا ہوا مئی کی بیس تاریخ سنہ ۱۴۹۸ء کو کالیکٹ پہنچا
اور شہر کے سامنے لنگر ڈالے۔ عربستان کے رہنے والے شروع ہی سے
واسکوڈی گاما کی مخالفت پر آمادہ تھے اسلیئے کہ اس طرف کی بحری تجارت کل
انھین کے ہاتھون مین تھی مگر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کالیکٹ کا ہندو راجہ
جو زمورن کے نام سے مشہور تھا واسکوڈی گاما کے ساتھ تلطف سے
پیش آیا۔ واسکوڈی گاما قریب چھہ مہینے تک ساحل ملابار پر قیام پذیر رہا اور

بعد کو زموران کی طرف سے شاہ پرتگال کے نام خط لیکر یورپ کو واپس گیا
خط کا مضمون یہہ تھا کہ آپ کے دربار کا ایک امیر مسمیٰ واسکوڈیگاما ہماری
سلطنت مین آیا اور ہمکو اوسکی ملاقات سے کمال مسرت ہوئی اس ولایت مین
دارچینی اور لونگ اور ادرک اور سیاہ مرچ اور جواہرات کثرت سے ہین اور ہم آپ
کے ملک سے سونا اور چاندی اور مونگے اور قرمزی رنگ کے خواستگار ہین

پرتگیز گورنر جو ابتدا مین گذرے

سنہ ۱۵۰۰ء مین شاہ پرتگال نے پوپ سکندر ششم سے ایک فرمان حاصل کیا جسکی رو سے
اوسکو ممالک حبش اور عربستان اور فارس اور ہند مین جہازرانی اور فتوحات اور تجارت کرنیکا
منصب حاصل ہوا اوسی سال مین واسکوڈیگاما دوسری دفعہ بیس جہازون کے بیڑے کے ساتھ
ہند کو روانہ ہوا پہونچکر کوچین اور کانانور کے راجاؤن نے کالیکٹ کے زمورن کے خلاف
عہد و پیمان کیا اور بعد کو زمورن کے محل پر گولہ اندازی کی منجملہ ان مہمون کے جو پرتگال سے مشرق کو
روانہ ہوئین ایک جو سنہ ۱۵۰۳ء مین آیا ایک مشہور و معروف سردار الفانسو دی البوقرق
نام کے زیر حکومت تھا اور سنہ ۱۵۰۵ء مین ایک بیڑہ بائیس جہازون کا جسپر پندرہ ہزار آدمی تھے فرانسسکو دی
المیدہ کے زیر حکومت بھیجا گیا جو ہند کا اول گورنر اور نائب السلطنت مقرر ہوا سنہ ۱۵۰۹ء مین البوقرق
گورنر مقرر ہوا اور پرتگیزون کا رعب دور دور تک پھیلایا وہ کالیکٹ
کے حملہ مین تو ناکامیاب ہوا مگر سنہ ۱۵۱۰ء مین گوا اوسکے قبضہ مین آگیا جو ہنوز
ہند مین پرتگیزون کے علاقہ کا صدر مقام ہی بعد کو سنگلدیپ کے گرد ہوکر
اوسنے ملاکا کے جزیرہ پر قبضہ جما لیا جسکو ہند سے مجمع الجزائر کی آمد و رفت کا

مدخل سمجھنا چاہیئے اور ملک سیام اور مصالحہ کے جزیرون سے طریقہ تجارت کا
شروع کیا انجام کار وہ مغرب کی سمت جہاز لیگیا اور خلیج فارس اور بحر
قلزم تک پونہچا اور وہان سے گوا کو واپس آیا مگر وار دہوتے ہی سنہ ۱۵۱۶ع
مین وفات پائی واسکوڈی گاما بھی تیسرے مرتبہ پھر سنہ ۱۵۲۴ع مین مشرق کو آیا مگر
اوسنے بھی سنہ ۱۵۲۷ع مین کوچین مین انتقال کیا +

ہند مین پرتگیزون سے ظلم و تعدی کا بیان

پورے ایک سو برس یعنی سنہ ۱۵۰۰ع سے سنہ ۱۶۰۰ع تک مشرقی ملکونکی تجارت
کلیۃً پرتگیزون کے ہاتھہ مین ہی مگر پرتگیزون کو نہ تو ملکی طاقت اور نہ ذاتی لیاقت
حاصل تھی جو ہند مین سلطنت قائم کرنے کے لیئے ضرور ہی خاص اپنے ملک مین
جو اونکو عرب و مصر کے مسلمانون سے لڑنا پڑا تھا تو اونکا قومی مزاج بھی ویسی رنگ
پکڑگیا تھا اور اونھون نے تاجرونکی نہین بلکہ سورماؤن اور فاتحون کی وضع اختیار
کی تھی اور پھر یے وین کو پرتگال کا اور مسیح کا دشمن گردانتے تھے جسطرح ہمون
نے اونکی فتوحات کے حالات اوسی زمانہ کے لکھے ہوئے ملاحظہ کیئے ہین
کچھہ اونھین کے ذہن مین پرتگیزون کے تعصبات مذہبی اور زیادتیان
جو اونھون نے اپنے زمانہ حکومت مین ہند مین کین آسکتی ہین صرف ایک
البوقرق نے تو اہل ہند کی بھلائی کی اور ہندو راجاؤن سے مصالحت
کے ساتھہ پیش آیا چنانچہ گوا کے ہندو اور نیز مسلمان اوسکے مرنے کے بعد تک
اوسکی یہانتک عزت و توقیر کرتے تھے کہ اوسکی قبر پر جاکر گویا اوسکی روح سے

سامنے فریاد کرتے اور خداے تعالی سے ملتجی ہوتے کہ اوسکے جانشینون
کے ہاتھہ سے نجات دے

ہندمین پرتگیز فرمانروا

جب سنہ ۱۵۸۰ع مین پرتگال اور اسپین کی سلطنتین ایک ہی فرمانروا
یعنی فلپ دوم کے تحت مین آگئین اوس وقت سے اسپین کے اغراض
متعلقہ یورپ پر زیادہ اور پرتگال کے اغراض متعلقہ ایشیا پر کم توجہ
ہونے لگی سنہ ۱۶۴۰ع مین پرتگال کی بادشاہت پھر علیحدہ ہو گئی لیکن
اس اثنا مین انگریزون اور اہل ہالنڈ کا مشرقی سمندرون مین ظہور ہوا اور
انکے مقابلہ مین پرتگیزون کی ہندی سلطنت جس طرح قائم ہوئی تھی ویسی ہی
سرعت کے ساتھہ تنزل مین آگئی *

پرتگیزون کے مقبوضات سنہ ۱۸۷۱ع مین

سواے گوا اور ڈامن اور ڈیو کے جو سب مغربی ساحل پر واقع ہین پرتگیزون
کے پاس کچھہ باقی نہ تھا ہندمین اور بستیان تھین ہین انکا رقبہ ۱۰۶۲ میل مربع
ہے اور آبادی ۴۰۷۷۱۲ سنہ ۱۸۷۱ع کی مردم شماری کے بموجب انگریزی
عملداری مین چار سو بتیس پرتگیز تھے اس شمار مین مخلوط النسل شامل نہین
جنکی تعداد صوبہ بمبئی اور مدراس مین ۰۰۰۳ اور بنگال مین ۲۰۰۰۰ ہے اور یہ مخلوط
نسل کے پرتگیز خصوصا ڈھاکا اور چاٹگانون کے گردونواح مین
رہتے ہین اور فرنگیون کے نام سے مشہور ہین مگر در اصل سواے اسکے

کہ وہ رومن کاتھلک مذہب کے ہین اور اہل یورپ کے سے
نام رکھتے ہین و منین اور اونکے ہندی پڑوسیون مین اور کوئی تمیز کی بات
باعتبار رنگ یا زبان یا عادات کے نہین پائی جاتی ؀

اہل ہالنڈ کا ہند مین آنا

یورپ کی قومون مین ولندیز پہلے تھے جنھون نے پرتگیزونکی
اجارہ داری توڑی سولھوین صدی مین بروجز اور انٹورپ
اور امسٹرڈام کے شہر ایک و سرے کے بعد بڑی تجارتگاہ بن گئے
جنمین پرتگیز ہند کے ملک کی جنس لاکر جمع کرتے تھے اور یہان سے ملک
جرمنی اور نیز انگلستان کو تقسیم ہوتی تھی اول تو اہل ہالنڈ نے
انگریزون کی دیکھا دیکھی یورپ اور ایشیا کے بر اعظم کے شمالی کنارے
کنارے ہوکر ہند مین پہنچنے کا قصد کیا اور قطب شمالی کی راہ سے تین
مہمین مشہور و معروف ولیم بی رنٹز کے تحت مین بھیجی گئین جنمین سے اخیر
مہم سے وہ سلامت نہ پھرا اول ولندیز جو راس امید کے گرد ہوکر آیا کارنیلیس
ہوٹمان تھا وہ سماٹرا اور بانٹم جزائر مین ۱۵۹۶ء مین داخل ہوا
اوسوقت سے متحدہ صوبون کے مختلف مقامات پر بیشمار جماعتین خانگی
طور سے تجارت کے واسطے قائم ہونی شروع ہوئین مگر ۱۶۰۲ء مین ان
ریاستون کے ناظمون نے کل جماعتون کو ایک جماعت کرکے اوسکا نام ڈچ ایسٹ انڈیا
کمپنی رکھا ولندیزون نے ۱۶۱۹ء مین شہر بٹویہ کی جو جاوا کے

جزیرہ مین واقع ہی بنا ڈالی اور بجاے امبوائنا کے اوسکو اپنی مشرقی بستیون کا صدر مقام تجویز کیا قریب قریب اسی زمانہ مین وہ آسٹریلیا کے ساحل پر پہنچے اور شمالی امریکا مین شہر امسٹر ڈام جدید جو فی الحال نیو یارک کہلاتا ہی آباد کیا÷

اہل ہالنڈ کا غلبہ مشرقی سمندرون مین

سترھوین صدی مین اہل ہالنڈ بحری طاقت مین دنیا کی کل قومون سے گوے سبقت لے گئے تھے چنانچہ سنہ ۱۶۲۳ء مین ایک مشہور حادثہ وقوع مین آیا یعنی اہل ہالنڈ نے انگریزون کو امبوائنا مین قتل کیا یہی وجہ مشرقی مجمع الجزائر سے انگریزون کے کنارہ کش ہوکر ہند مین آتنے کی ہوئی پس سانحہ مذکور سلطنت ہند کی بنا پڑنیکا گویا باعث ہوا انگریزون اور ولندیزو کے درمیان خونخوار بحری لڑائیان مشرق کے تنگ سمندرون مین اوسوقت تک موقوف نہوئین جبتک کہ ولیم آف آرنج نے سنہ ۱۶۸۹ء مین دونون ولایتون کو ایک زیر حکومت متحد نکیا۔ مجمع الجزائر مین تو اہل ہالنڈ نے بلا مزاحمت غیرے حکمرانی کی اور رفتہ رفتہ پرتگیزون کو عنقریب انکی کل مقبوضات سے نکال باہر کیا۔ اونھون نے فارموسا کے جزیرہ پر سنہ ۱۶۳۵ء مین دخل کیا اور سنہ ۱۶۴۰ء مین ملاکا پر قابض ہوئے اس جزیرہ کا جاتا رہنا ایک ایسا صدمہ تھا کہ اوسکے بعد پرتگیز پھر نسنبھلے سنہ ۱۶۴۷ء مین اہل ہالنڈ پلا ر دریا پر سمادرا اسمین خرید و فروخت کرتے سننے جاتے ہین اور سنہ ۱۶۵۱ء

مین اونھون نے راس اُمید پر ایک بستی کی بنا ڈالی تا کہ مشرق کی سمت آنے میں اونکو نصف راہ پر ایک قیام کی جگہہ ملے سنہ ۱۶۵۲ء مین اونھون نے پہلی کوٹھی پالاکالو مین جو مدراس کے ساحل پر واقع ہی تعمیر کی اور سنہ ۱۶۵۸ء مین جفنا پٹم پر جو جزیرہ سنگلدیپ مین پرتگیزون کا آخر مضبوط مقام رہ گیا تھا قبضہ کر لیا سنہ ۱۶۶۳ء مین اونھون نے وہ بستیان جو پرتگیزون نے ابتدا مین ساحل ملابار پر جہان سیاہ مرچ بکثرت پیدا ہوتی ہی قائم کی تھین چھین لین اور سنہ ۱۶۶۹ء مین پرتگیزون کو سنٹ ٹامس اور مکاسر کے جزائر سے بیدخل کر دیا*

ولندیزونکی کوتاہ بینی کی حکمت عملی

معاملہ تجارت مین ولندیزون کی کوتاہ اندیشی کی وجہہ سے اوس سلطنت بحری مین جو اونھون نے دور تک قائم کی تھی زوال آگیا اول تو اونھون نے اپنی تجارت کا اصول عمداً یہہ رکھا تھا کہ مسالحون کی تجارت مین کسی غیر کو شریک ہونے نہ دیجیئے اور اس اصول کے برتاؤ مین شروع سے آخر تک تمدن کے قواعد کا مطلق لحاظ نہ کیا جس طرح زمانہ سلف مین اہل فنیشیا نے اون لوگون کے ساتھہ جو تجارت مین اون سے ہمسری کا دعوی رکھتے تھے بیشتر آنے مین ضرر رسانی کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا ایسی اہل ہالینڈ نے بھی یہی شیوہ اختیار کیا مگر مثل اہل فنیشیا کے اپنا علم و ہنر اون لوگون کو جنسے اونکو واسطہ پڑا نہ سکھایا۔ ولندیزون کی قوت و اقتدار کا زوال وہ وقت سے شمار کرنا چاہیئے

جب کلایو نے ۱۷۵۸ع مین اونپر خشکی اور تری کی راہ سے حملہ کیا اور انکو مجبوراً ایسی شرائط پر اپنے تئین انگریزون کے حوالہ کرنا پڑا جو خفت اور ذلت سے خالی نہ تھین - فرانسیسون کی بڑی جنگ مین جو ۱۷۹۳ع سے ۱۸۱۱ع تک جاری رہی انگریزون نے ولندیزون سے ایک ایک کرکے اونکی سب بستیان چھین لین مگر ۱۸۱۶ع مین جزیرہ جاوا واپس کردیا گیا اور ۱۸۲۴ع مین بالعوض سماٹرا کے ملاکا کا جزیرہ لیا گیا فی زماننا ہند مین اہل ہالنڈ کا کسی مقام پر دخل نہین ہی مگر ان جنیرا اور نیگاپٹم اور چنیاپٹم کے شہرون اور دیگر چھوٹے چھوٹے بندرگاہون مین جو کارومنڈل اور ملابار کے ساحلون پر واقع ہین عجیب قطع کے مکان اور نہرین مسافرونکے دیکھنے مین آتی ہین جنسے ملک ہالینڈ کے مناظر یاد آتے ہین ؎

انگریز جو ابتدا مین قسمت آزمائی کے لیے ہند کو آئے

۱۴۹۶-۱۵۹۶ عیسوی

انگریزون نے جو اول ہی اول ہند مین آنیکا قصد کیا تو شمال و مغرب کی راہ سے کیا ۱۴۹۶ع مین شاہ ہنری ہفتم نے جان کابٹ اور اوسکے تین بیٹون کو جنمین ایک مشہور و معروف سباسٹین تھا بموجب اسناد شاہی کے اجازت دی کہ راہ مذکور کے دریافت کرنے کے لیے دو جہاز طیار کرین - گو اس امر مین تو ناکام رہے مگر نیوفاونڈلنڈ کا جزیرہ دریافت ہوگیا اور امریکہ کے کنارے کنارے تری کی راہ لبراڈار سے ورجینیا تک گئے ۱۵۵۳ع مین کم نصیب سر ہیو ولوبی نے قصد کیا کہ یورپ

اور ایشیا کے شمال منزل مقصود کو پونہچے مگر اس مہم عظیم مین کامیاب
ہونا تو ملک سویڈن کے ایک افسر کے نام لکھا تھا چنانچہ سر ہیوہ تو
بانواع عقوبت ہلاک ہوا مگر اوسکا ماتحت مسمی چانسلر وائٹ نی گے ایک
بندرگاہ مین جسکو اب آرک اینجل کہتے ہین پونہچا اسکے بعد سن ابتداے ۱۵۷۹ع
لغایت سنہ ۱۶۱۶ع شمال و مغرب کی راہ دریافت کرنے کی نظر سے اور بہت سے
عزم ہوے اور انھین کی بدولت فروبشر اور ڈیوس اور ہڈسن اور بافن کے
لازوال نام ہمارے نقشون اور صفحہ روزگار پر موجود ہین اسی عرصہ مین ۱۵۷۷ع
مین سر فرانسس ڈریک نے زمین کے گرداگرد کا سفر کیا اور وقت مراجعت
ٹرنیٹ مین جو ملاکا کے جزیرون سے ہے داخل ہوا اور وہان کے بادشاہ
نے اپنے ملک کی لونگ کی کل پیداوار انگریزون کو دینے کا وعدہ کیا —
کہتے ہین کہ پہلا انگریز جو ہند کو آیا ٹامس اسٹیفن مدرس اعلی اوس دار العلم کا تھا
جو جزوئٹ فرقے کے پادریون نے جزیرہ سالسٹ پر قائم کیا تھا اوسکا
آنا سنہ ۱۵۷۹ع مین ہوا سنہ ۱۵۸۳ع مین تین انگریزی سوداگر مسمیان رالف فچ
اور جیمس نیوبری اور لیڈس خشکی کی راہ ہند کو تجارت کی نظر سے آئے مگر
پرتگیزون نے حسد کے مارے اونکو پہلے ارمز مین اور پھر گوا مین قید رکھا
نیوبری نے آخرکار گوا مین دوکان کہولی اور لیڈس نے مغلون کے شاہنشاہ
کی ملازمت اختیار کی اور رالف فچ بنگال و پیگو اور سیام
اور ملاکا اور دیگر مشرقی مقامات کی سیر کرتا ہوا عرصہ دراز کے بعد انگلستان

کو واپس گیا۔ جبکہ سنہ ۱۵۸۸ء مین اوس زبردست بیڑے نے جو اسپین
اور پرتگال کی سلطنت متحدہ نے انگلستان کی تسخیر کو بھیجا تھا
شکست کھائی تو اس واقعہ سے اور بھی انگریزون کو بحری مہمات کے عزم مین
ایک تازہ تحریک ہوئی۔ چنانچہ سنہ ۱۵۹۶ء مین کارنیلیس ہوٹ مان نے
بکامیابی تمام سفر کیا جسکے ذریعہ سے راس اُمید کے گرد ہوکر اون سمندرون
مین جانے کا راستہ دریافت ہوا جن مین اوسوقت تک سوا پرتگیزون کے
کوئی دوسرا نہ پہونچا تھا۔

انگلش ایسٹ انڈیا کمپنیون کا بیان

جو رقابت لندن اور اسٹرڈام کے شہرون کے باہم تجارتی معاملات
مین پیدا ہوگئی تھی وہی انگلش ایسٹ انڈیا کمپنی کی بنا کا باعث ہوئی سنہ ۱۵۹۹ء
مین اہل ہالنڈ نے انگریزون کی مخالفت پر سیاہ مرچ کی قیمت تین روپیہ سے
چھہ اور آٹھہ روپیہ فی سیر تک بڑھا دی اسپر لندن کے تاجرون نے ۲۴ ستمبر کو
فاونڈرس ہال مین ایک جلسہ منعقد کیا جسکا میر مجلس لارڈ مئیر تھا اور یہہ قرار
پائی کہ ہند سے براہ راست تجارت کرنے کی غرض سے ایک جماعت مشترکہ
قائم کیجاوے۔ ملکہ الیزبتھہ نے بھی سر جان ملڈن ہال کو قسطنطنیہ کی راہ سے
مغلون کے شہنشاہ کے پاس روانہ کیا کہ جاکر انگریزی کمپنی کے لیے حقوق
تجارت کی استدعا کرے اور ۳۱ دسمبر سنہ ۱۶۰۰ء کو ایسٹ انڈیا کمپنی بموجب سند شاہی
کے مقرر ہوئی اور گورنر کمپنی تاجران لندن تجارت کنندہ ہند کے نام سے کہلائی۔

اصل کمپنی مین صرف ایک سو پچیس ۱۲۵ حصہ دار تھے اور کُل سرمایہ سات لاکھہ کا تھا مگر
سنہ ۱۶۱۳ع مین چالیس لاکھہ کر دیا گیا یہہ اول ہی مرتبہ تھا کہ جہاز ایک جائنٹ
اسٹاک کمپنی کی طرف سے سفر پر روانہ ہوئے کورٹن کی مشارکت جو اساڈہ جزو تاجران
کے نام سے مشہور ہی سنہ ۱۶۳۵ع مین قائم ہوئی اوسکی وجہ تسمیہ یہہ ہی کہ اونھون نے
اس نام کی کوٹھی جزیرہ ماڈگاسکر مین قائم کی تھی مگر یہہ جماعت چند عرصہ
آپس مین جھگڑا کرنے کے بعد سنہ ۱۶۵۰ع مین لندن کمپنی مین شامل ہو گئی
سنہ ۱۶۵۵ع مین ایک اور تاجرون کی جماعت نے کرامول سے ہند کی
تجارت کیواسطے سند حاصل کی مگر یہہ بھی دو سال بعد اصل کمپنی مین مل گئی اسکے
بعد سنہ ۱۶۹۸ع مین ایک اور جماعت انگریزی سوداگرون کی رقابت پر آمادہ ہوئی
اس جماعت کے بڑے بڑے حامی تھے اور اوسکا سرمایہ دو کرور روپیہ تھا مگر
لارڈ گوڈالفن نے درمیان مین پڑکے مصالحہ کروا دیا اور لندن اور
انگلش کمپنیان انجامکار سنہ ۱۷۰۸ع مین ملکر ایک ہوگئین اور کمپنی متحدہ تاجران
انگلستان تجارت کنندہ ہند کے نام سے موسوم ہوئین +

انگلش کمپنی کے ابتدائی سفر

انگریزی جہاز جو اول ہی اول مشرقی سمندرون مین داخل ہوئے وہ ہندی
مجمع الجزائر سے آگے نہین بڑھے - کپتان لانکاسٹر نے ایک امتحانی سفر کمپنی
کی طرف سے سنہ ۱۶۰۲ع مین اختیار کیا اور اچین کے بادشاہ سے تجارتی
تعلقات قائم کیے اور بانٹم کے جزیرے مین ایک کوٹھی یعنی گودام

تعمیر کیا آیندہ برسون مین سیاہ مرچ اور عمدہ مصالحہ کے انبار پر امان اور باندہ اور امبوائنا اور پلوذہ کے جزیرون سے لائے گئے -
اسوقت تک پرتگیزون کا ہند کے مغربی ساحل پر غلبہ تھا اور وہ انگریزونکی مداخلت پر بر سر جنگ ہوئے سنہ ۱۶۱۱ع مین سر ہنری مڈلٹن نے کامبے مین باوجود پرتگیزون کی سخت مخالفت کے اونکی آنکھون کے سامنے کمال استقلال کے ساتھ تجارتی جنس جہازون پر لادی اور سنہ ۱۶۱۵ع مین سوالی کی مشہور و معروف بحری لڑائی دریاے تاپتی کے مُہانے کے سامنے ہوئی جسمین کپتان بسٹ نے پرتگیزون کے جہازون کو جو انگریزون کے مقابلہ مین بہت زیادہ تھے چار مرتبہ مار کر ہٹا دیا یہہ دیکھکر ہندوستانیون کے دلون پر انگریزون کی شجاعت نقش ہوگئی اسی سال مین سر طامس رو بادشاہ جیمس اول کی طرف سے سفیر کی حیثیت مین سلطان جہانگیر کے دربار کو بھیجا گیا اور اوس نے بہت سی عایتین انگریزون کی تجارت کے لیئے حاصل کین ۔

امبوائنا کا قتل

سنہ ۱۶۲۳ عیسوی

پرتگیزون نے تو ہند مین انگریزون کی رقابت کی ہی تھی مگر ولندیز مصالحہ کے جزیرون مین اُنسے بہت بڑھکر اونکے دشمن نکلے رفتہ رفتہ ولندیزون کی خشونت انگریزون کی نسبت جو مشرقی سمندرون مین تجارت کرتے تھے اس حد کو پہونچ گئی کہ اوسکا نتیجہ انجامکار امبوائنا کا قتل ہوا جس سے

انگریزون مین تہلکہ پڑگیا۔ اول تو وہ ایک دوسرے کو متہم کرتے رہے بعد کو ولندیزون نے انگریزون کے کپتان ٹاوڑسن صاحب کو امبوائنا مین مع نو اور انگریزون اور نو جاپانیون اور ایک پرتگیز ملاح کے فبروری سنہ ۱۶۲۳ع مین گرفتار کیا اور وقت تحقیقات کے ان قیدیون کو اذیت دی اور اونپر یہہ جرم ثابت کیا کہ یہہ سازش کرکے قلعہ پر چھاپا مارنے آئے تھے سچ تو یہہ ہی کہ ان بیچارون کو سخت جسمانی ایذا دیگئی اور انکے ساتھہ گو بظاہر طریقہ عدالت برتا گیا مگر درحقیقت سزاے موت عالم خشمناکی مین دی گئی اسپر انگلستان کے لوگون کا غصہ ازحد بڑھ گیا۔ آخرکار بذریعہ ثالثون کے دونون قومون کے دعوون کا تصفیہ ہوا اور ولندیزون کو ۳۶۱۷۰۰ روپیہ بطور ہرجہ کے مقتولون کے ورثا کو دینا پڑا۔ غرض کہ اوسوقت سے ولندیز بلا مزاحمت لنٹو اور گردنواح کے جزیرون کے مالک ہوے اور جبتک کہ بڑی بحری لڑائیان سنہ ۱۷۹۳ع مین شروع نہوئین مجمع الجزائر کی کل تجارت انھین کے قبضہ مین رہی +

بستیان جو ابتدا مین انگریزون نے احاطہ مدراس مین قائم کین

یہہ امبوائنا کے قتل ہی کا باعث تھا کہ انگریز مصالحہ کے جزیرون کو چھوڑکر براعظم ہند کو آئے اور اونھون نے پہلے پہل کاروومنڈل کے ساحل پر بستیان قائم کین سنہ ۱۶۱۱ع مین ایک آڑتہہ مچھلی بندر مین قرار پائی

اور سنہ ۱۶۳۲ء مین از روے ایک فرمان کے جو شاہ گولکنڈہ سے حاصل ہوا
اور جو زرین فرمان کے نام سے مشہور ہے مچھلی بندر کا گودام کوٹھی سے نامزد
موسوم ہوا اس سے چند سال پیشتر سنہ ۱۶۲۶ء مین بمقام آرمگاون ایک
کوٹھی کی بنا پڑی تھی یہہ جگہہ نلور کے ضلع مین اب ویران پڑی ہے اوس
زمانہ مین وہان بارہ توپین ہتی تھین اور تیئیس گماشتے کاروبار کرتے تھے
آخرکار سنہ ۱۶۳۸ء مین فرانسس ڈے نے جو آرمگاون کا حاکم تھا
چندرگری کے راجہ سے ایک بہتر قطعہ زمین کا جو ساحل کے جنوب
کی سمت واقع تھا خریدا جسکو مدراس پٹم یا چینی پٹم کہتے تھے اس مقام پر
اوسنے سنٹ جارج کا قلعہ تعمیر کیا اور اسطرح پر شہر مدراس کا بانی ہوا یہہ پہلی
ملکیت تھی جو کمپنی کو ہند مین حاصل ہوئی چند سال تک تو مدراس بانٹم کے
شہر کے جو جاوا کے جزیرے مین واقع ہے ماتحت رہا مگر سنہ ۱۶۵۳ء مین وہ
ایک علیحدہ صدر مقام کر دیا گیا۔

بستیان جو ابتدا مین انگریزون نے احاطہ بمبئی مین قائم کین

سورت جو مغربی ساحل پر واقع ہے عرصہ دراز تک انگریزونکی تجارت کا
صدر مقام رہا یہہ کوٹھی سنہ ۱۶۱۵ء مین قائم ہوئی تھی اور اوسکے ساتھہ ہی اور
چھوٹی چھوٹی ماتحت کوٹھیان گھاگرا احمد آباد اور کامبے مین قائم
ہوئین ان کوٹھیون کو اوس بحری فتح کا ثمرہ سمجھنا چاہیے جو انگریزون کو

پرتگیزون پر سوالی کے قریب حاصل ہوئی تھی اس زمانہ مین سورت سلطنت
مغلیہ کا خاص بندرگاہ تھا جسکے ذریعہ سے کل تجارت شمالی ہند اور یورپ کے
درمیان جاری تھی سنہ ۱۶۶۱ء مین شاہ پرتگال نے بمبئی کا جزیرہ انگریزون
کو اپنی بیٹی کاتھرائن برگانزا کے جہیز مین عطا فرمایا تھا مگر پرتگیزون نے
اسکو سنہ ۱۶۶۵ء تک انگریزون کے حوالے نہ کیا سنہ ۱۶۶۸ء مین شاہ چارلس
دوم نے بمبئی کی حقیت ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھ سو روپیہ سالانہ پر فروخت
کرڈالی۔ اوس زمانہ مین بمبئی کا شہر محض ایک گاؤن تھا جسمین مچھلی کی تجارت
ہوا کرتی تھی اور پرتگیزون کے ایک کہنہ قلعہ کے زیر حکومت تھا اور وہان کی
آب وہوا مشرق کے ملکون مین بھی ناقص مشہور تھی مگر وہ ایک نہایت عمدہ موقع
یعنی ایک جزیرہ پر واقع تھا جہان مرہٹون کے سوار تاخت وتاراج کو نہ پہونچ سکتے
تھے سنہ ۱۶۶۳ء مین سوائے انگریزون کے گودامون کے سیواجی نے سورت
کے سارے شہر کو خوب لوٹا بار بار آن یہہ تجویز ہوئی کہ مغرب کا صدر مقام سورت
سے بمبئی کو منتقل کیجیے چنانچہ یہہ امر سنہ ۱۶۸۷ء مین وقوع مین آیا اگرچہ اوسکے بابت
مین دو برس پیشتر حکم صادر ہوچکا تھا +

بستیان جو ابتدا مین انگریزون نے احاطہ بنگال مین قائم کین

بنگال کی بستیان دیر کرکے قائم ہوئین اور ابتدا مین نسبت مدراس اور
بمبئی کی بستیون کے بے قیام تھین سنہ ۱۶۶۱ء تک سورت کی

کی شاخین اجمیر اور آگرہ اور مشرق مین پٹنے تک مقرر ہو چکی تھین مگر سنہ ۱۶۳۴ع سے
پیشتر سمندر کے ساحل تک رسائی نہوئی سال مذکور مین سلطان مغلیہ کیطرف سے
ایک فرمان عنایت ہوا اور کمپنی کو بنگالہ مین تجارت کرنے کی اجازت ملی مگر اونکے
جہازون کو سوا پپلی کے بندرگاہ کے جو اڑیسہ مین تھا اور کہین اونکا
حکم نہ تھا بندرگاہ مذکور سمندر خشکی کی طرف ہٹ آیا ہے کہ اب یہہ بھی تمیز نہین ہوتی
کہ وہ دراصل کہان تھا۔ ہگلی کی کوٹھی سنہ ۱۶۴۰ع مین قائم ہوئی اور بالاسور
کی سنہ ۱۶۴۲ع مین ان واقعات کے تین سال بعد یعنی سنہ ۱۶۴۵ع مین گبریل بوٹن
نے جو جہاز ہوپ ول کا سرجن تھا شاہجہان بادشاہ سے حسن خدمت
کے صلہ مین کمپنی کے لیئے تجارت کے حقوق بلا اشتراک غیرے حاصل کیے
سنہ ۱۶۸۱ع مین بنگال کی کوٹھیان مدراس کی کوٹھیون سے علیحدہ کر لی
گئین اور مسٹر ہاجز کمپنی کی طرف سے گماشتہ اور گورنر مقرر ہوا کہ اونکے کاروبار
کا خلیج بنگالہ مین انتظام کرے اور نیز اون چھوٹی کوٹھیون کا جو قاسم بازار
پٹنہ بالاسور مالدہ اور ڈھاکا مین واقع تھین۔ مگر اوسوقت تک
بنگالہ مین انگریزون کے کچھ ملک ہاتھ نہ آیا تھا جیسا کہ مدراس اور بمبئی
مین دستیاب ہو گیا تھا یہان فقط چھوٹی چھوٹی بستیان آباد شہرون کے بیچ
مین واقع تھین اور ہندوستانی حکام کی دست درازی اور تلون مزاجی سے محفوظ
رہنے کی کوئی صورت نہ تھی چنانچہ سنہ ۱۶۸۶ع مین نواب شایستہ خان نے حکم دیا
کہ انگریزون کی کل کوٹھیان جو بنگال مین ہین ضبط کر لی جاوین اور سنہ

ہگلی کے تاجر اپنے سردار جوب کارنگ کے حکم کے موجب ستانٹی کو اوٹھ
کر گئے جو اوس زمانے مین دریا کے اوتار چھبیس میل کے فاصلہ پر نشیب
مین ایک گاؤن تھا اور یہہ جگہہ اب کلکتہ کے شمالی حصہ مین داخل ہے اوس
مقام پر اونھون نے قلعہ فورٹ ولیم کی بنا ڈالی اور سنہ ۱۷۰۰ع مین تین موضعے
یعنی ستانٹی کالیکاٹا گوبندپور اورنگ زیب کے بیٹے شہزادہ
اعظم سے خریدے

کمپنی کا ملک گیری کی طرف متوجہ ہونا

تقریباً سنہ ۱۶۸۹ع مین کمپنی کا یہہ قصد ہوا کہ صاحب ملک ہو کر ہندوستان مین
اپنے قیام کو مستحکم دیکھے تاکہ مغلون اور مرہٹون کی دست درازیون کا مقابلہ
ہو سکے اس نظر سے کمپنی نے لوکل گورنمنٹون کے نام یہہ یادداشت روانہ
ابلاغ کی کہ آمدنی کی افزونی ہمارے واسطے بلحاظ خاطر ہے جسقدر تجارت کی
ہے کیونکہ ہماری طاقت اوسی سے قائم رہ سکتی ہے جبکہ بیسیون اتفاقات
ناگہانی سے ہماری تجارت مین خلل آجانا ممکن اور یہی ذریعہ ہندوستان مین ہمارے
ایک قوم بن جانے کا ہے لہذا ان مقاصد کے پورا کرنے کی نظر سے
سر جان چائلڈ کو گورنر جنرل و امیر البحر ہند مقرر کیا اور کل اختیارات صلح
و جنگ اور نیز انتظام مقبوضات کمپنی کے عطا کئے

دیگر لسٹ انڈیا کمپنیان

پرتگیزون نے کسی وقت کمپنی قائم کرنیکا قصد نہین کیا البتہ انگلینڈ کی ایسٹ

کے بعد لارڈ کلائو سے لارڈ کیننگ تک یعنی ابتداے سنہ ۱۷۵۸ء لغایت سنہ ۱۸۵۸ء گذرے ہیں اونکی سن وار فہرست ذیل میں مندرج کی جاتی ہی۔

ہند کے گورنروں اور گورنر جنرلوں کی فہرست جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہد حکومت میں سنہ ۱۷۵۸ء سے سنہ ۱۸۵۸ء تک گذرے

اول گورنر لارڈ کلائو سنہ ۱۷۵۸ء

ہاری ورلسٹ سنہ ۱۷۶۷ء

جان کارٹیر سنہ ۱۷۶۹ء

وارن ہیسٹنگز اول گورنر جنرل سنہ ۱۷۷۲-۷۴ء

سر جان میکفرسن (برسبیل چندے) سنہ ۱۷۸۵ء

مارکوئیس آف کارن والس سنہ ۱۷۸۶ء

سر جان شور جسکو بعد کو لارڈ ٹینمت کا خطاب ہوا سنہ ۱۷۹۳ء

سر الیورڈ کلارک (برسبیل چندے) سنہ ۱۷۹۸ء

لارڈ مارننگٹن جسے بعد مارکوئیس ولسلی کا خطاب ہوا سنہ ۱۷۹۸ء

مارکوئیس آف کارنوالس (بار دیگر) سنہ ۱۸۰۵ء

سر جارج بارلو (برسبیل چندے) سنہ ۱۸۰۵ء

ارل آف منٹو سنہ ۱۸۰۷ء

ارل آف مائرا جسے بعد کو مارکوئیس ہیسٹنگ کا خطاب ہوا سنہ ۱۸۱۳ء

جان آدم (ذرا سے چند سے) سنہ ۱۸۲۳ء

ارل آمہرسٹ سنہ ۱۸۲۳ء

لارڈ ولیم کاوندش بنٹنک سنہ ۱۸۲۸ء

سر چارلس مٹکاف جسے بعد کو لارڈ مٹکاف کا خطاب ہوا (ذرا چند سے) سنہ ۱۸۳۵ء

لارڈ آکلنڈ سنہ ۱۸۳۶ء

ارل آف النبرو سنہ ۱۸۴۲ء

وائکاونٹ ہارڈنگ سنہ ۱۸۴۴ء

ارل ڈلہوزی جسے بعد کو مارکوئیس کا خطاب ہوا سنہ ۱۸۴۸ء

ارل کیننگ سنہ ۱۸۵۶ء

ہند کے ویسرائے (نائب السلطنت) جو عہد شاہی میں گزرے

(از ۱۸۵۸ء تا ۱۸۸۵ء)

ارل کاننگ سنہ ۱۸۵۸ء

ارل آف ایلجن سنہ ۱۸۶۲ء

سر جان لارنس جسے بعد کو لارڈ لارنس کا خطاب ہوا

ارل آف میو سنہ ۱۸۶۹ء

ارل آف نارتھ بروک سنہ ۱۸۷۲ء

ارل آف لٹن سنہ ۱۸۷۶ء

مارکوئیس آف رپن سنہ ۱۸۸۰ء

فرانسیسون اور انگریزون کی کیفیت دکن مین

ہند مین انگریزی عملداری کی تواریخ کی ابتدا اٹھارھوین صدی سے شمار کرنا چاہیے یعنی اسوقت سے کہ فرانسیسون کے ساتھ صوبہ کرناٹک مین لڑائی شروع ہوئی شہر ارکاٹ کے محاصرہ مین کلائیو کے اقبال کا ستارہ چمکا اور وانڈواش کے میدان جنگ مین فرانسیسون کی ہند مین سلطنت قائم کرنے کی امید بالکل منقطع ہو گئی یہہ بات بیان ہو چکی ہے کہ فورٹ سنٹ جارج یعنی مدراس پہلا مقام تھا جو ہند مین انگریزون کے قبضے مین آیا اور جسکی بنا فرانسس ڈے نے سنہ ۱۶۳۹ء مین ڈالی اور پانڈی چیری کی بستی جو ساحل کارومنڈل پر مدراس سے [illegible] میل جنوب کو ہے فرانسیسون نے سنہ ۱۶۷۴ء مین قائم کی اور سو برس تک انگریز اور فرانسیس بلا رقابت اور ملک گیری کے خیال کے تجارت کرتے تھے

دکن کی سنہ ۱۷۰۷ء کے بعد کی کیفیت

اورنگ زیب کے مرنے کی سنہ ۱۷۰۷ء مین جیسا بیان ہو چکا ہے کل جنوبی ہندوستان دہلی کی حکومت سے [illegible]

اپنا خاندان قائم کیا اور حیدرآباد کو اپنا دارالریاست بنایا جسکی حکومت برائے
نام کل جنوبی ہند پر تھی - وسط کی سطح مرتفع اور مشرقی سمندر کے درمیان جو
نشیب کارناٹک کے نام سے مشہور ہے اوسپر نظام کیطرف سے ایک نائب
حکمرانی کرتا تھا جسکو نواب آرکٹ کہتے تھے اور اوسنے بھی ملک مذکور
موروثی حکومت کا دعوی کیا - جنوب کی سمت آگے بڑھکر شہر ترچناپولی
ایک ہندو راجہ کی دارالخلافت تھا - اور تنجور کی ہندو ریاست سیوا جی
کی گدی نشین اولاد میں سے ایک راجہ کے زیر حکومت تھی - آگے بڑھکر وسط
کی طرف میسور کی تیسری ہندو ریاست ان دنوں ورہ بگڑتی جاتی تھی علاوہ
اسکے ہر مقام میں چھوٹے چھوٹے سردار جو نائک یا پالیگار کہلاتے
تھے اپنی اپنی گڑھیوں میں خودسری کا دم بھرتے تھے یہ لوگ پچھلے زمانہ کی
ہندو ریاستوں کے ٹکڑے تھے اور اکثر ان میں ایسے تھے کہ جب سنہ ۱۵۶۵ء
میں ریاست بجیانگر کا زوال ہوا تبھی سے گاہے خراج دینے کے ہر طرح سے
خودمختار رہے ہیں

کارناٹک میں انگریزوں کی پہلی لڑائی

سنہ ۱۵۴۴ - ۴۸ عیسوی

جبکہ جنوبی ہند کے معاملات کی کیفیت ایسی تھی یورپ میں انگریزوں
اور فرانسیسیوں کے درمیان سنہ ۱۷۴۴ء میں لڑائی شروع ہوئی - اس وقت ڈوپلے
پانڈیچری کا گورنر اور کلائیو مدراس میں ایک کم سن محرر تھا اول کارومنڈل

کے ساحل پر انگریزون کا ایک بیڑہ آیا مگر ڈوپلے ایک ہوشیاری کی
چال چلا کہ نواب آرکٹ کو نذرانہ دیکر دونون قومون مین لڑائی کی ممانعت
کروادی ۱۷۴۶ع مین ایک بیڑہ فرانسیسی جہازون کا لابرڈنا کے زیر
حکومت آیا اور اوسکے مقابلہ مین مدراس بلا لڑے تابع ہوگیا اور اب انگریزون کے
پاس صرف فورٹ سینٹ ڈیوڈ کی بستی رہگئی جو کہ پانڈیچری سے چند
میل جنوب کو ہی یہان کلائیو اور چند اور شخصون نے بھاگ کر پناہ لی —
اور نواب بلا سے رعایت اپنی رائے پر قائم رہا اور دس ہزار سپاہ لیکر فرانسیسیون
کو مدراس سے نکالنے کو گیا مگر شکست کھائی ۱۷۴۸ع مین انگریزون
کا ایک بیڑہ امیر البحر باسکاون کے ماتحت داخل ہوا اور پانڈیچری
کے محاصرہ کا قصد کیا اور میجر لارنس نے جنکا ذکر آگے چلکر کلائیو کے
ساتھ ہوگا سپاہیون کے ساتھ مین آ ملکا خشکی کی راہ سے محاصرہ کو تقویت دی مگر فرانسیسیون
نے ہر حملہ کو بیکار اور بیہودہ کر دی بہر حال اوس سال مین اکس لا شاپل کے صلحنامہ کے
درمیان کے سبب مدراس انگریزون کو واپس کر دیا گیا ⁂

ڈوپلے کا بیان

پہلی لڑائی جو فرانسیسیون سے ہوئی اوسکو دس برس کی جنگ کا جو یورپ
مین ہوئی تھی ضمیمہ سمجھنا چاہیے — مگر دوسری لڑائی ہند کے معاملات سیاست
سے پیدا ہوئی اگرچہ اسوقت انگلستان اور فرانس مین صلح تھی
فرانسیسیون کو جو پالسائی تمام فتوحات حاصل ہوئی تھین اس سے ڈوپلے کا دل

بڑھ رہا تھا اور اوسنے ہندمین مسلمانون کی حکومت کے زیر سایہ ایک فرانسیسی
سلطنت قائم کرنیکا قصد کیا اس عرصہ مین حیدرآباد اور نیز آرکٹ مین
گدی نشینی کے بارے مین تنازع ہوا اور ڈوپلے نے اس موقع کو اپنی
مطلب برآری کے لیے غنیمت سمجھا اور دونون گدیون پر اوسنے اپنے
آدمی بٹھائے اور پہلے چندے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ معاملہ سیاست
مین کل دکن کا تصفیہ اوسی پر منحصر ہے۔ حق تو یہہ ہے کہ عالی ہمتی اور بلند نظری
اور ممالک مشرقی کے معاملات کی واقفیت ڈوپلے کی ایسی تھی کہ وہ اپنا ثانی
نہ رکھتا تھا مگر فن سپہگری سے وہ مطلق بے بہرہ تھا اور طرہ یہہ کہ کلایو کے سے
شخص کی خداداد ذکاوت سے میدان کارزار مین کام پڑا۔ اس زمانہ مین اپنی
حفاظت کی نیت سے مدراس کے انگریزون نے ڈوپلے کے برخلاف
ایک شخص دیگر کی حمایت پر جو نیز آرکٹ کی گدی کا خواہان تھا کمر باندھی اوسکا
نام محمد علی تھا جو بعد کو تواریخ مین والاجاہ کے نام سے مشہور ہوا ❊

کلایو کا بیان

مورخ آرمی نے اوس لڑائی کا جو فرانسیسون اور انگریزون کے باہم جنوبی ہندوستان
مین ہوئی تفصیل وار بیان کیا ہے۔ کلایو کا سنہ ۱۷۵۱ع مین شہر آرکٹ پر قبضہ کرنا
اور بعدہ بڑی جرأت اور استقلال کے ساتھ اوسکی حفاظت کرنا اس جنگ کا نہایت مشہور
واقعہ ہے یہہ سورماؤن کا سا فعل جو انگریزون سے ظہور مین آیا اونکی بہادری کا سکہ بلا کسی
لڑائی سے بھی زیادہ تمام ہندمین بیٹھ گیا اسکے چند روز بعد کلایو کو بیماری کی وجہ سے

انگلستان کو جانا پڑا اگر لڑائی کئی برس تک وقتاً فوقتاً جاری رہی لیکن نتیجہ یہہ ہوا
کہ کرناٹک یا مدراس کے ساحل پر انگریزون کے رعب و داب کا غلبہ ہوا
اور اُنکے آوردہ محمد علی کے قدم ارکاٹ مین جمے رہے مگر اندرونی حصے
یعنی دکن مین فرانسیسیون کے پنجے مین فرق نہین آیا اور علاوہ اسکے انھون نے
سمندر کے کنارے کے ملک پر جسکو شمالی سرکار کہتے ہین قبضہ کر لیا

واندواش کی لڑائی

واقع سنہ ۱۷۶۰ع

انگریزون اور فرانسیسیون کے درمیان آخر لڑائی جس سے آپسکی نزاع کا تصفیہ ہوا
سنہ ۱۷۶۰ع مین ہوئی اس سال مین کرنل آیر کوٹ نے جسکو بعدہ سر کا خطاب ہوا
فرانسیسون کے جنرل لالی کو واندواش کی جنگ مین شکست فاش دی اور
پانڈیچری کا محاصرہ کیا یہہ شہر رسد نہ پہنچنے کی وجہہ سے جنوری سنہ ۱۷۶۱ع
مین تابع ہو گیا اور اسکے تھوڑے عرصے کے بعد جنجی کا قلعہ بھی انگریزون کے قبضہ
مین آیا صرف آخری کامیابی کا بیان کہ فرانسیسون پر انکی ان دو رقیب قومون کی جنگ
کا جو کرناٹک و مسولی پٹن کے ساحل پر عرصہ دراز سے ہو رہی تھی خاتمہ ہوا
اور ہندوستان مین فرانسیسی قوم کا ایک نشان بھی باقی نہ رہا جسکو فرانس کی سلطنت تسلیم کرتی

بنگالہ کے نواب

سنہ ۱۷۴۰ع سے سنہ ۱۷۵۶ع تک

یہانتک تو اون خدمات نمایان کا جو کلائیو نے مدراس مین کی ہین بیان ہوا

اب اون فتوحات کا جو اوسنے صوبہ بنگال مین حاصل کین ذکر کیا جاتا ہی —
اورنگ زیب کے انتقال پر جو سنہ ۱۷۰۷ء مین واقع ہوا مرشد قلی خان ملک بنگالہ کا نواب
یا گورنر تھا جو انگریزی تواریخ مین جعفر خان کے نام سے مشہور ہی یہہ شخص اصل کا برہمن
تھا مگر اوسنے فارس مین بطور غلام کے پرورش پائی تھی لہذا ہندوونکی سی
لیاقت اور مرتدون کا تعصب دینی اور جور و ستم اوسکی ذات مین موجود تھا اس
زمانہ تک تو ڈھاکہ جو سلطنت کی مشرقی حدپر واقع ہی اور جہان سے پرتگیزون اور
اراکان کے رہنے والون یعنی ماگہ کے دریائی حملون کا بخوبی انسداد ہو سکتا تھا
بنگالہ کا دار الخلافت رہا اب مرشد قلیخان نے اپنی بود و باش مرشد آباد کو
قاسم بازار کے قرب و جوار مین جو اوسوقت گنگا کی تجارت کا بندرگاہ تھا
منتقل کی یہان پر اور نیز ڈھاکا اور پٹنہ اور مالدہ کے شہرون مین انگریزون
اور فرانسیسون اور ولندیزون کی کوٹھیان تھین مگر انگریزون کا صدر مقام کلکتہ
اور فرانسیسون کا چندن نگر اور ولندیزون کا چنسرا تھا اور یہہ تینون شہر
ایک دوسرے کے قریب دریاے ہگلی پر سمندر کے نزدیک جہان جہاز آ سکتے تھے
واقع تھے — مرشد قلیخان نے باقبالمندی تمام ملک بنگالہ پر کئی برس سلطنت
کی اور اپنے داماد اور پوتے کو اپنی سلطنت چھوڑ مرا مگر سنہ ۱۷۴۰ء مین الہ وردیخان
حقدارون کو علحدہ کر کے خود نواب بن بیٹھا اگرچہ یہہ شخص غاصب تھا مگر
بنگالہ کے اخیر مشہور نوابون مین شمار کیا جاتا ہی اسکے وقت مین مرہٹون کے سوارون
نے ملک کو لوٹنا شروع کیا اور سنہ ۱۷۴۲ء مین کلکتہ کے باشندون نے

شہر کے گرد خندق بنانے کی اجازت حاصل کی جو آج کے دن تک مرہٹون
کی کھائی کے نام سے مشہور ہے*

کلکتہ کی کال کوٹھری

الوردی خان نے ۱۷۵۶ء مین وفات پائی اور اوسکی جگہہ اوسکا پوتا سراج الدولہ
مین عالم شباب مین جبکہ اوسکی عمر اٹھارہ برس کی تھی گدی نشین ہوا وہ ایسا بدمزاج
اور مطلق العنان تھا کہ دو مہینے کے اندر ہی انگریزون سے بگاڑ بیٹھا نزاع کی
بنا یہہ تھی کہ نواب کے ایک قرابتی نے اوسکے غضب سے بھاگ کر
کلکتہ مین پناہ لی اور نواب ایک لشکر عظیم لیکر شہر پر چڑھ آیا بہت سے انگریز جہازون
پر چڑھ کے دریا کی راہ سمندر کی طرف اوتر گئے باقیون نے کچھہ یون ہی سے
مقابلہ کے بعد اپنے تئین حوالہ کر دیا اور وہ ساری رات کو بلاک ہول یعنی کال
کوٹھری مین بند کر دیے گئے یہہ فورٹ ولیم کا جیلخانہ تھا اور وسعت
مین چہہ گز مربع سے زیادہ نہوگا اور اوسمین صرف دو کھڑکیان تھین جنمین لوہے کی سلاخین
لگی تھین یہہ موسم گرما مین جبکہ فوجی قواعد نہایت سخت تھے قلعہ کی فوج کا [illegible]
تھا اور اگرچہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ نواب کو اونکا حال [illegible]
جون کی گرمی اور حبس مین اتنے بہت سے مرد اور عورتون کا ایسی قید سے جانبر ہونا
غیر ممکن تھا لہذا جبکہ دوسرے دن صبح کو دروازہ کھولا تو منجملہ ایک سو چھیالیس کے
صرف تیئیس شخص زندہ نکلے*

کلائیو اور واٹسن

انگریزون کی خوش نصیبی تھی کہ اس حادثہ کے وقت کلائیو انگلستان سے
مدراس کو واپس آگیا تھا اور طالع کی یاوری سے مدراس مین ایک بیڑہ
شاہی جہازون کا بھی امیر البحر واٹسن کے زیر حکومت موجود تھا چنانچہ جسقدر
فوج فراہم ہو سکی اوسکو لیکر کلائیو اور واٹسن گنگا کے دہانے کو روانہ ہوئے
اور کچھ یون ہی سے مقابلہ کے بعد کلکتہ پر پھر قبضہ کر لیا اسپر نواب صرف
صلح کرنے پر راضی ہوا بلکہ کمپنی کے ضبط شدہ حقوق واپس دیئے اور اونکے
نقصان کی حتی الامکان تلافی کی +

پلاسی کی لڑائی

واقع سنہ ۱۷۵۷ عیسوی

اگر نزاع کی ایک ہی صورت ناگہان اور کھڑی ہو جاتی تو ممکن تھا کہ نزاع
رفع دفع ہو جاتا مگر مشیت ایزدی تو کچھ اور ہی تھی عین اوسوقت یورپ مین
انگریزون اور فرانسیسون کے باہم جنگ شروع ہو گئی اور کلائیو نے بھی فرانسیسی
کارروائی کرنا شروع کی جو کرناٹک کی گذشتہ لڑائی مین اوسکے دیکھنے مین
آئی تھی اور فرانسیسون سے چندن نگر کی بستی جو دریا ہگلی پر واقع ہے چھین
لی چونکہ اس چھیڑ سے سراج الدولہ کی قلمرو کے امن چین مین خلل واقع ہوا لہذا
طیش مین آکر وہ فرانسیسون کا طرفدار ہو گیا ادھر کلائیو بھی اس حکمت عملی پر جو اوس
وقت ملے سے پیش آئی کاربند ہوا یعنی یہہ کہ میر جعفر کو صوبہ بنگالہ کی گدی کی

مقابت کے لیے تیار کیا اور خود ایک ہزار گورے اور دو ہزار تلنگے اور آٹھ
ضرب توپ لیکر دلیرانہ پلاسی کے باغات کی راہ لی جو تیس میل کے فاصلہ
کلکتہ کے شمال کو واقع ہی نواب سراج الدولہ پینتیس ہزار پیدل اور پندرہ
ہزار سوار اور پچاس ضرب توپ لیکر مقابلہ کو نکلا۔ کہتے ہین کہ کلایو نے اپنے
مشیرون کی رائے کے خلاف جنگ کی مگر سچ تو یہہ ہی کہ موقع ہی ایسا آپڑا تھا
کہ سوائے لڑنے کے کوئی چارہ نہ تھا صبح کے چھہ بجے نواب نے اپنے
کل توپخانہ سے لڑائی شروع کی مگر کلایو نے اپنی سپاہ کو ایک بڑے باغ کی آڑ
مین رکھا جو مٹی کے مضبوط پشتہ سے گھرا ہوا تھا۔ دوپہر کو دشمن اپنے مورچون
مین کھانا کھانے کو گئے اور اگرچہ کلایو کی رائے تھی کہ رات ہی کو حملہ کرنے کا
کامیابی کی امید ہو سکتی ہی مگر غالباً چونکہ اسوقت دشمن کی فوج بے فکری سے
کھانے پینے مین مشغول تھی کلایو نے غنیم کے ایک ٹیلہ پر جس سے
اوسکو تکلیف پہونچتی تھی حملہ کیا اور بعد ازان لشکر کے ایک کونہ پر ہلہ بولدیا
اسوقت نواب کے چند افسر کام آئے اور فوج مین ابتری اور کھلبلی پڑگئی اور نواب
سراسیمہ ہوکر ایک سانڈنی پر سوار ہو بھاگ گیا اور اوسکی تمام فوج منتشر ہوگئی
اسطرح پر ایک سستی فتح کلایو کے ہاتھ آئی اسوقت میر جعفر بھی جو وقت
لڑائی کے تذبذب مین تھا کہ دیکھیے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہی اور جسکو کلایو
بارہا یاد کر ترغیب دے چکا تھا اپنے رسالے کے ساتھ انگریزون سے آملا
اسکے بعد مرشداباد کے راستے پر کوئی مزاحمت کرنیوالا نہ رہا۔

میر جعفر کا بیان

۱۷۵۷ عیسوی

پلاسی کی لڑائی ۲۳ جون ۱۷۵۷ء کو ہوئی اور جبکہ ۱۸۵۷ء میں غدر زور
وشور پر تھا تو لوگوں کو یہہ تاریخ بہت یاد آتی تھی۔ مورخوں نے بالاتفاق
تاریخ مذکور کو انگریزوں کی مشرقی سلطنت کے آغاز کی تاریخ قرار دیا ہے حالانکہ
نتائج جو اس فتح سے پیدا ہوئے وہ کچھہ چنداں اہم نہ تھے کیونکہ چند سال تک
اور سخت جنگ و جدل کرنا پڑی تب جاکر بنگالیوں کے دلوں پر بھی انگریزوں
کے غلبہ کا سکہ بیٹھا بہر حال اسوقت تو کوئی مقابلہ کرنیوالا نہ رہا تھا اس فتح
پر کلائیو پھر ڈوپلے کی چال چلا اور میر جعفر کو مرشد آباد میں نظامت کی گدی پر سرفراز کیا
اور اس کارروائی کے جواز کے لیے فرمان سلطانی حاصل کیا انگریزوں نے
میر جعفر کو گدی پر بٹھایا تو سہی مگر اسکے عوض میں اس سے زر کثیر طلب کیا
صرف کمپنی کے ہرجہ کا دعوی ایک کروڑ روپیہ تھا۔ کلکتہ کے انگریزی
باشندوں کے لیے نصف کروڑ روپیہ اور ہندوؤں کے لیے بیس
لاکھہ اور ارمنیوں کے لیے دس لاکھہ طلب کیا گیا اور بحری بری فوج کے
لیے پچیس پچیس لاکھہ روپیہ چاہا گیا۔ ممبران کونسل کو حسب ذیل روپیہ ملا
گورنر ڈریک صاحب اور کرنل کلائیو کے حصے میں فی کس ۲۸۰۰۰۰
روپیہ آیا۔ مسٹر بیچر اور واٹس اور میجر کلپاٹرک کو فی کس ۲۴۰۰۰۰ روپیہ ملا اور منکہم
کل دعوی کی میزان ۲۲۶۹۷۰۰۰ روپیہ تھا۔ اس میں باشندگان کلکتہ انگریزوں

خیالات ہند کی دولت کے بارے مین از بس مبالغانہ تھے مگر اسقدر زر کثیر کی سبیل کی کوئی صورت نہ تھی لہذا اونکو رقم معہود کے نصف پر قناعت کرنی پڑی اور اسپر بھی ایک ثلث کے عوض مین جواہرات اور ظروف نقرئی و طلائی لینا پڑے کیونکہ سکہ اور زر و سیم تو دیکھنے کو بھی نہ رہا تھا +

چوبیس پرگنون کا عطا ہونا

سنہ ۱۷۵۷ عیسوی

اس عرصہ مین نواب نے ایک وسیع قطعہ ملک کی زمینداری جو کلکتہ کے گرد واقع ہے اور فی الحال چوبیس ۲۴ پرگنون کا ضلع کہلاتی ہے کمپنی کو عطا فرمائی اس قطعہ کا رقبہ ۸۸۲ میل مربع ہے ۱۷۵۷ء مین تو کمپنی کو صرف کسانون سے زر لگان جمع کرنے اور سرکاری مطالبہ نواب کو جو شاہ دہلی کا قائم مقام تھا ادا کرنے کے حقوق عطا ہوئے تھے اور اسکے ساتھ ہی اختیارات انتظام مالگزاری بھی حاصل تھے مگر ۱۷۵۹ء مین دہلی کے بادشاہ نے اپنے فرمانروا ہونے کی حیثیت سے گو یہ برائے نام ہی تھی کلائو کو سرکاری محصول بھی معاف فرمایا اور اس کارروائی سے ایک عجیب صورت پیدا ہو گئی کہ کمپنی جو کلائو کی آقا تھی اوسکی رعیت ہو گئی — من بعد اس زمینداری کے بارے مین جو کلائو کی جاگیر کہلاتی تھی انگلستان مین تحقیقات ہوئی اور ۱۷۶۳ء مین لارڈ کلائو کی حقیت کی نسبت اس بنا پر کہ خود وہ اسکے آقا یعنی کمپنی اوسکی رعیت تھے جرح کی گئی اور ۲۳ جون ۱۷۶۴ء کو جب وہ انگلستان سے واپس آیا تو ایک

ہی دستاویز تحریر ہوئی جسکے روسے جاگیر دس سال کے لیے بلا شرط کلائو کے
نام مقرر ہوئی اور بعد منقضی ہونے اوس معیاد کے کمپنی کیطرف دوام کے لیے
منتقل ہونا قرار پایا دستاویز مذکور پر ۱۲ اگست ۱۷۶۵ء کو دہلی کے بادشاہ کی
مہر ہوئی اور اِس صورت سے اصلی جاگیر کے جوازمین جو لارڈ کلائو کو عطا ہوئی
تھی کلام نرہا اِس دستاویز کے بموجب انجام کار چوبیس پرگنہ بطور عطیہ کے کمپنی
کی دوامی ملکیت ہو گئے جاگیر مذکور کا محصول معینہ جسوقت کہ ۱۷۵۷ء مین
کمپنی کو بخشی گئی ۲۲۲۹۵۸ روپیہ تھا اور یہ رقم لارڈ کلائو کو ۱۷۶۵ء سے
اوسکی وفات تک جو ۱۷۷۴ء مین واقع ہوئی برابر ادا کی گئی اور اوسکے بعد
حقیت مالکانہ کمپنی کی طرف منتقل ہوگئی ۞

کلائو بنگالہ کا پہلا گورنر

۱۷۵۸ عیسوی

کلائو ۱۷۵۸ء مین کورٹ آف ڈائرکٹرس کیطرف سے کمپنی کی آبادیون کا
جو بنگال مین تھین اول گورنر مقرر ہوا اسوقت دو طرفون سے حملون کا اندیشہ
تھا شمال و مغرب کی طرف دہلی کا شاہزادہ جو بعد کو شاہ عالم بادشاہ ہوا افغانون
اور مرہٹون کی فوج لیے ہوئے صوبہ بنگالہ کی حکومت کا دعویدار بنا اور
اودھ کا نواب وزیر اوسکی پشتی پر تھا اور جنوب مین فرانسیسون کا کہنا شننا لالی
اور بسی کے زمانے مین اسقدر زیادہ ہوگیا تھا جسکے مقابلہ مین انگریزون کی
مدراس مین کچھ وقعت نہی تھی مگر کلائو کے نام کا دبدبہ ہر دو جانب پڑا

میر جعفر تو اسبات پر آمادہ تھا کہ کچھ روپیہ دیکر شاہزادہ کو جسنے پٹنہ کا محاصرہ
کر لیا تھا ٹال دیجیے مگر کلائیو خود ساڑھے چار سو گورے اور ڈھائی ہزار
تلنگے لیکر پٹنہ کی مخلصی کے واسطے مستعد ہوا اور مغلون کی فوج نے بلا مقابلہ
محاصرہ سے ہاتھ اوٹھایا اور منتشر ہو گئی اسی سال مین کلائیو نے کچھ فوج
کرنیل فورڈ کی ماتحتی مین جنوب کو روانہ کی جسنے مچھلی بندر کو فرانسیسیون سے
دوبارہ چھین لیا اور انگریزون کا رعب وداب شمالی سرکار اور حیدرآباد
کے دربار مین ایسا کچھ بیٹھا کہ آج کے دن تک قائم ہے بعد اسکے کلائیو نے
ولندیزون پر حملہ کیا اب یہی ایک یورپ کی قوم رہ گئی تھی جس سے انگریزون
کو رقابت کا اندیشہ ہو سکتا تھا مگر کلائیو نے انکو بھی خشکی اور تری دونون جگہ
شکست دی اور اسوقت سے چنسرا کی آبادی کا قائم رہنا محض
انگریزون کی عنایت پر موقوف رہا ۔

انتظام صوبہ بنگالہ

سنہ ۱۷۶۰ع سے سنہ ۱۷۶۴ع تک

کلائیو سنہ ۱۷۶۰ع سے سنہ ۱۷۶۵ع تک انگلستان مین رہا جاتے وقت وہ
بنگالہ کے نظم ونسق کا کوئی معین قاعدہ نہیں چھوڑ گیا تھا البتہ یہ خیال لوگون
کے دلمین پیدا ہوا تھا کہ فرنگیون کے نام کے رعب سے جسقدر دولت چاہیے
ہندوستانیون سے فراہم ہو سکتی ہے پس سنہ ۱۷۶۰ع مین یہ امر قرین مصلحت اور نیز
مفید مطلب معلوم ہوا کہ میر جعفر کو جسے انگریزون نے مرشدآباد کا نواب بنایا تھا

گدی سے اوتارکے اوسکی جگہہ اوسکے داماد میر قاسم کو نواب مقرر کردینا چاہیے۔ چنانچہ ایساہی ہوا اور اس کارروائی سے خفیہ نذرانون کے علاوہ انگریزون کو بردوان مدناپور چاٹ گانو تین ضلعون کی معافی ملی جسکی تحصیل پچاس لاکھہ روپیہ سالانہ تھی +

میر قاسم کا باغی ہونا

سنہ ۱۷۶۳ع

میر قاسم کو نواب ہوے بہت عرصہ نہوا تھا کہ اوسنے ہاتھہ پاؤن نکالے اور انگریزون کی حکومت سے آزاد ہونیکا منصوبہ باندھا اس نیت سے اوسنے اپنی بود و باش بجاے مرشدآباد کے منگیر مین قائم کی جو گنگا پر ایک مستحکم مقام ہے اور ادھرہی ہوکر ممالک شمال و مغرب کی آمد و رفت کا راستہ ہے میر قاسم نے منگیر مین فوج درست کرکے اوسے انگریزون کی طرز پر قواعد سکھائی اور سامان پوشش وغیرہ مہیا کیا اور نواب وزیراودھہ کو ملاکر انگریزون کے ساتھہ لڑائی کا قصد کیا اور اتفاق سے ایک معقول حیلہ بھی ہاتھہ آیا کمپنی کے ملازم تمام ملک بنگال مین خانگی طور سے تجارت کرتے اور اپنے تئین ہر طرح کے سرکاری مطالبہ و محصول سے بری سمجھتے تھے اور نواب کے افسران برٹش اور ہندوستانی سوداگرون کے باہم جھگڑا ہونے کی یہی وجہہ تھی کیونکہ یہہ بیوپاری سچ یا جھوٹ بیان کیا کرتے تھے کہ ہم ملازمان کمپنی کی طرف سے تجارت کرتے ہین۔ اور نواب کا بیان تھا

کہ میرے انتظام ملکی میں خلل واقع ہوتا ہے اور حکم کی تعمیل نہیں ہوتی کلکتہ
کی کونسل کے اکثر ممبرون نے اس شکایت پر کچھ التفات نہ کیا مسٹر وانسٹارٹ
گورنر اور ہیسٹنگز نے جو کونسل کا جونیر ممبر تھا اس مضمون میں معاملہ کرنیکا ارادہ
کیا مگر سود مند نہوا اور تنازع اعتدال سے تجاوز کر گیا اور نواب کے عہدہ دارون
کا انگریزون کی ایک کشتی پر بندوق چلانا تھا کہ معاً تمام صوبے میں فساد
پھیل گیا۔ انگریزون کے دو ہزار ہندوستانی سپاہیون کے پٹنہ
میں ٹکڑے کر ڈالے گئے اور دو سو انگریز جو یہان اور صوبے کے
دیگر مقامات میں مسلمانون کے ہاتھ پڑے قتل ہوئے ۔

ملک بنگالہ کا دوسری مرتبہ فتح ہونا

سنہ ۱۷۶۴ع

جس وقت لڑائی مدعی چھڑ گئی تو میر قاسم کی قسمت نے مطلق یاوری نہ کی
اور میجر اڈمس نے وسکی قواعد دان پلٹنون کو دو سخت لڑائیون میں جو گھیریا اور
اودھا نالا پر ہوئین شکست دی اور میر قاسم نے بھاگ کر نواب وزیر والی اودھ
کے یہان پناہ لی اور اسنے اوسے انگریزون کے حوالہ کر دینے سے انکار کیا
اور یہی لڑائی کے طول پکڑنے کا باعث ہوا شاہ عالم نے جو اپنے باپ کی
جگہہ بادشاہ تھا اور شجاع الدولہ نواب وزیر اودھ نے متفق ہو کر پٹنہ کو جو انگریزون
کے قبضے میں پھر آگیا تھا دھمکی دی مگر لینے بڑھکا ایکا اور دشمن نے خود انگریزون
کے لشکر میں منہہ دیکھا یا ہر سپاہیون کا پہلا غدر تھا جسکو میجر منرو نے جسے

بعد کو سر کا خطاب ہوا اسطرح فیصلہ کیا کہ چوبیس سرغنون کو توپ سے باندھکر
اوڑوا دیا جیسا زمانہ سلف مین مغلون کے یہان نمکحرامی کی سزا کا دستور تھا
اور سنہ ۱۷۶۴ء مین میجر منرو نے بکسر کی لڑائی فتح کی جس سے نزاع کا قطعی فیصلہ
ہوگیا اور والی اودھ کو بجز اسکے کہ ظفرمندون کے لطف و کرم کا دامن پکڑے
اور کچھہ بن نہ پڑا اور مغلون کا بادشاہ مثل ملتجیون کے اونکے لشکرگاہ مین آیا۔

کلائو کا دوسرے مرتبے گورنر مقرر ہونا

سنہ ۱۷۶۵–۶۷ عیسوی

اس عرصے مین جب کلائو ہند سے غیرحاضر تھا کلکتہ کی کونسل کو صوبہ
بنگال کی نوابی نئے نواب کے ہاتھہ فروخت کرنے کے حسب دلخواہ دو موقع ملے
مگر سنہ ۱۷۶۵ء مین کلائو بارن کا خطاب لیکر ملک بنگال کی گورنری کے
عہدہ پر بار دیگر کلکتہ کو واپس آیا اوسنے اپنے عہد حکومت مین دو باتون کا زیادہ
لحاظ رکھا اول یہہ کہ فرمان شاہی کے پردے مین جو کہ ایک محض بناوٹ
کی بات تھی فقط ملک گیری کے نام پر قناعت نہ کی بلکہ حکومت اصلی کا خواہان
ہوا۔ دوسرے یہہ کہ اوسکو بدل منظور تھا کہ سرکار کمپنی کی ملازمت کو اوس
آلودگی سے جو اوسمین آگئی تھی پاک کرے اور اس نظر سے اوسنے ناجائز یافت
کی قطعی ممانعت کی اور معقول تنخواہین معین کین۔ ان دونون مین سے کسی بات
پر اوسکے جانشینون نے عمل نہین کیا مگر جیسے پلاسی کی فتح انگریزون کی قوت کا مبدا گنا جاتا ہے
اسی طرح اونکی حکومت کی ابتدا کلائو کے دوسرے مرتبہ گورنر ہونیکی تاریخ سے شمار کیجاتی ہے

ملک بنگالہ کی دیوانی کی خدمت کا عطا ہونا

واقعہ سنہ ۱۷۶۵ عیسوی

کلائو بذات خود کلکتہ سے مار مار الہ آباد پونہچا اور وہان تقریباً نصف ہند کے معاملات ملکی کا تصفیہ کیا ملک اودھ نواب وزیر کو اس شرط پر واپس دیا گیا کہ وہ نصف کروڑ روپیہ اخراجات جنگ کی بابت ادا کرے۔ اور الہ آباد اور کوڑا کے صوبجات جسمین بڑا حصہ دوآب کا داخل ہی بادشاہ شاہ عالم کو دیئے گئے اور اسکے عوض مین بادشاہ نے صوبجات بنگال بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی یعنی انتظام مالی اور شمالی سرکار کا انتظام ملکی کمپنی کو عطا فرمایا۔ نواب برائے نام مرشدآباد مین قائم رکھا گیا اور اوسکو کمپنی کیطرف سے ساٹھ لاکھ کا وظیفہ ملتا رہا اس رقم کا نصف بادشاہ کو بطور خراج کے بنگال سے دیا جاتا تھا۔ اس صورت سے ایک دوہرا طریقہ انتظام کا قائم ہوا جسکے بموجب کل محصل ملک تو انگریزون نے لیا اور خرچ فوج اونکے ذمہ رہا مگر محکمہ فوجداری کا اختیار نواب کو حاصل تھا خلاصہ یہہ کہ کمپنی دیوان تھی اور نواب ناظم تھا مگر اس انتظام کے بعد بھی سات برس یعنی سنہ ۱۷۶۵ء سے سنہ ۱۷۷۲ء تک مالگذاری کا جمع کرنا ہندوستانی اہلکارون کے ہاتھہ مین رہا۔

کلائو کا ملازمان کمپنی کا از سر نو انتظام کرنا

سنہ ۱۷۶۶ء

دوسرا بڑا کام جو کلائو سے ظہور مین آیا یہہ تھا کہ اوسنے کمپنی کے ملازمون کا

انتظام از سر نو کیا اوس زمانہ مین کیا مالی افسر اور کیا جنگی کوئی بھی رشوت ستانی اور غبن کے لوث سے پاک نہ تھا وجہ اوسکی یہہ تھی کہ سبکی تنخواہین قلیل اور قوت بسری کے لیئے کافی نہ تھین مگر اسکے ساتھہ ہی وہ اپنے طور پر تجارت کرنے کے مجاز تھے اور گاہے ایسا ہوتا تھا کہ بعض لوگ بذریعہ تجارت اور نذرانون کے اپنی تنخواہ سے سو گنا زیادہ پیدا کر لیتے تھے پس ملازمان مالی کلایو کی اصلاحون سے سخت ناراض ہوئے اور دو سو جنگی افسرون نے واقعی بغاوت اختیار کی مگر باوجود ان سب باتون کے کلایو نے اپنی اصلاحون کو انجام کو پہنچایا اور خانگی تجارت اور نذرانون کی آیندہ کو قطعی ممانعت ہو گئی اور نمک کے اجارہ کی آمدنی سے سبھون کو معقول تنخواہین دی گئین ۔

دو عملی کا بیان

سنہ ۱۷۶۷ لغایت ۱۷۷۲ع

لارڈ کلایو سنہ ۱۷۶۷ع مین تیسری دفعہ ہند سے رخصت ہوا اور سنہ ۱۷۶۷ع کی اخیر تاریخ سے وارن ہیسٹنگز کے سنہ ۱۷۷۲ع مین عہدہ گورنری پر مقرر ہونے تک بنگال مین کوئی بڑا معاملہ وقوع مین نہین آیا ہان البتہ ایک نہایت سخت قحط سنہ ۱۷۷۰ع مین ضرور پڑا جس مین سرکاری تحریر کے بموجب ایک ثلث باشندے ہلاک ہوئے ۔ دو عملی کا طریقہ جو کلایو نے سنہ ۱۷۶۵ع مین قائم کیا تھا نہ چل سکا لہذا وارن ہیسٹنگز کمپنی کا ایک تجربہ کار ملازم جو ذہانت اور دیانت مین ممتاز اور ممالک مشرقی کے رسم و رواج سے خوب ماہر تھا کورٹ آف ڈائرکٹرس یعنی

کمپنی کے ممبران کارپرداز کی طرف سے گورنر مقرر ہوا اور اوسکو جملہ تجویز شدہ
اصلاحون کے عمل مین لانے کی بتاکید ہدایت کی گئی - کورٹ موصوف کا
خود اپنا بیان ہی کہ ہمکو منصب دیوانی کے ہر اسم کا پورا پورا ادا کرنا منظور ہی
لہذا ہم چاہتے ہین کہ کل انتظام مالی ہمارے اہلکارون کے توسل سے
عمل مین آوے اس تجویز پر کاربند ہونے کی نظر سے ہیسٹنگز نے خزانہ عامرہ
کو مرشدآباد سے کلکتہ کو منتقل کیا اور انگریزی اہلکار کلکٹر کے متعارف خطاب
سے معین کیے کہ مطالبہ سرکاری کے وصول کی نگرانی اور عدالتہای
مال کا اہتمام کرین ٭

وارن ہیسٹنگز

سنہ ۱۷۷۲-۸۵ عیسوی

کلائیو نے تو بنگال مین سلطنت انگلشیہ کی عملداری کی بنا ڈالی مگر ہیسٹنگز
کی نسبت کہہ سکتے ہین کہ اوسنے سلطنت مذکور کے لیے نظم ونسق کا قاعدہ
پیدا کیا - بہر حال جو لڑائیان اوسکو ہندوستانی رئیسون سے مجبورا لڑنا پڑین اور
روپیہ کی پکار جو آئے دن انگلستان مین اوسکے آقاون نے مچا رکھی
تھی اور یہان پر فرانسس اور اوسکے ساتھیون کی خصومت جو عین انتظام
ملکی مین خلل انداز تھی یہ سب باتین اوسکی دانشمندانہ تجویزون کی تکمیل کی مانع
تھین تا ہم سرکاری قلمی نوشتے جو موجود ہین اون سے اوسکی مدبرانہ کارگزاری اور ستودہ
[illegible] دو عملی کا طریقہ جو کلائیو نے قائم کیا تھا سنہ ۱۷۶۵ع سے سنہ ۱۷۷۲ع تک رہا

جسمین ہندوستانی ماتحتون اور انگریزی افسرون کی خوب بن پڑی تیرہ برس یعنی سنہ ۱۷۷۲ء سے ۱۷۸۵ء تک وارن ہیسٹنگز نے انگریزی اہلکارون کے ذریعہ سے دیہات کا انتظام کرنیکی کوشش کی مگر یہہ نظم و نسق کی عمارت اوسکے جانشینون کے عہد مین طیار ہوئی بہرحال جیسے کلائو نے انگریزونکی ہندی سلطنت کی بنا ڈالی ویسی ہی ہیسٹنگز نے اوسکے نظام ملکی کو مرتب کیا۔

ہیسٹنگز کے کارنمایان

ہیسٹنگز کی شہرت اوسکے انتظام ملکی پر موقوف ہی جو اوسنے اپنے عہد حکومت مین ہند مین کیا اوسنے انگریزی ملازمون کا انتظام کیا اور صیغہ مال کے ہر محکمہ کی اصلاح کی۔ دادرسی کے لیئے عدالتین قائم کین اور بری بھلی پولیس مقرر کی مگر تاریخ مین اوسکے اندرونی انتظام کی ترقیون کو اکثر فراموش کرکے اوس بیباکانہ حکمت عملی کا جو اوسنے غیر ریاستون کے ساتھہ برتی اور جو اوسکی لغزشون کا باعث ہوئی شرح و بسط کے ساتھہ بیان کیا ہے ہیسٹنگز نے سنہ ۱۷۷۲ء سے سنہ ۱۷۷۴ء تک بنگال کی گورنری کا کام انجام دیا اور تاریخ مذکور سے سنہ ۱۷۸۵ء تک وہ اول گورنر جنرل ہند کا رہا اس عہدہ اور نیز ایک کونسل کا تقرر جسکا میر مجلس گورنر جنرل تھا پالیمنٹ کی طرف سے ریگولیٹنگ ایکٹ یعنی قانون انتظامی مجریہ سنہ ۱۷۷۳ء کے بموجب ہوا ہند کے تنہا حاکم مین جبکہ فلپ فرانسس کی مخالفت کے جو کونسل کا ایک ممبر تھا ہیسٹنگز کو دقتین پیش آئین مگر ملک اودھ اور حیدر علی کے معاملات کے بارے مین کونسل کو اوسکی راے اکثر مجبوراً قبول کرنی پڑی

حکمت عملی جو ہیسٹنگز نے ہندوستانی رئیسون کے ساتھہ برتی

جو حکمت عملی ہیسٹنگز نے خاص انگریزی عملداری کی نسبت برتی اور جو تعلقات اوسکو ہندوستانی ریاستون کے ساتھہ تھے ان دونون پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اوسنے کامل غور کے ساتھہ جملہ مراتب اپنے ذہن مین طے کر لیے تھے۔ اول تو ہیسٹنگز کو جہان سے بنے کورٹ آف ڈائرکٹرس کے پاس انگلستان کو روپیہ پونہچانا ضرور تھا کیونکہ ہند کی دولت کی حرص ان صاحبون کو کچہہ اپنے ملازمون کی نسبت کم نہ تھی صرف ذرا وضعداری ہی کا فرق تھا۔ علاوہ اِسکے انگریزی عملداری کا ہندوستانی ریاستون سے محفوظ رکھنا بھی لازمی تھا اور اگر وہ اونکو برباد نکرتا تو وہ اوسے نیست و نابود کر ڈالتین پس ایسی حالت مین ایک دیانتدار شخص کا بھی راہ راست سے ڈگ جانا محل تعجب نہین ہی۔ اپنے معاملات ذاتی اور منفعت خانگی کے بارے مین اوسکا برتاؤ ویسا پایا جاتا ہی جیسا ایک عالی حوصلہ اور شریف انگریز کو شایان تھا مگر ہند کے نظم و نسق مین اوسنے راستی پر ثابت قدم رہنے مین ایسی بے احتیاطی کی جیسے ہندوستان کے سارے عمّال جنسے اوسے کام پڑتا تھا کیا کرتے تھے پارلیمنٹ مین اوسکی بعض حکمت عملیون پر سخت اعتراضات ہوئے اور نہ کوئی حق پسند آدمی اونکی تائید کر سکتا ہی۔ مگر اس مقام پر اوسکی بچاونیکی عیب گیری یا طرفداری

سے غرض نہین ہی بلکہ ایک مختصر اور مسلسل طور پر اوسکا بیان کرنا منظور ہے +

ہیسٹنگز کا بنگالہ کا خرچ بنگالہ ہی سے نکالنا

اول تو ہیسٹنگز کو بنگالہ کے اخراجات کے لیئے بنگالہ ہی سے روپیہ پیدا کرنے کی ضرورت پڑی اور یہہ امر کلائو کی مقرر کی ہوئی دوعملی مین ممکن نہ تھا جبکہ اوس دوعملی کے طریقہ کو منسوخ کیا تو اوسنے نواب کا وظیفہ نصف کم کردیا اور اس صورت سے قریب سولہ لاکھہ روپیہ کے بچت نکالی اس فعل کی تائید مین یہہ کہا جا سکتا ہی کہ اسوقت کا نواب جو نابالغ تھا اور صرف نام ہی نام کا نواب تھا اس بے انداز وظیفہ کے عوض مین کوئی خدمت برائے نام بھی ادا نہین کرتا تھا علاوہ اسکے اصل رقم یعنی اناسٹھہ لاکھہ مین کلائو نے خود پندرہ لاکھہ کی تخفیف کی تھی جبکہ اوسنے ۱۷۶۶ء مین ایک جدید نواب کو گدی پر بٹھایا تھا اور جبکہ ۱۷۶۹ء مین پھر اور نواب گدی نشین ہوا تو اور دس لاکھہ کی تخفیف عمل مین آئی سچ تو یہہ ہی کہ یہہ وظیفہ چونکہ ذات خاص سے متعلق تھا لہذا اسکے بڑھانے گھٹانے کی بہت گنجایش تھی علاوہ برین نابالغ نواب کے وظیفہ کے اور زیادہ کم کیئے جانے کے بارے مین تو خود کورٹ آف ڈائرکٹرس کا حکم ہیسٹنگز کے تقرر سے چھہ مہینہ پیشتر صادر ہوچکا تھا +

الہ آباد اور کوڑا کے صوبجات کا فروخت کرنا

۱۷۷۳ء

ہیسٹنگز نے روپیہ حاصل کرنے کی ایک اور تدبیر یہہ کی کہ اوسنے الہ آباد

اور کوڑا کے صوبے کو جو اوسکے متصل ہی اودھ کے نواب وزیر کے ہاتھہ
فروخت کیا یہہ ہی صوبجات ہین جو کلائیو نے گنگا کی وادی کی سرزمین کا حصہ
بخرہ کرتے وقت مع تخمیناً چھبیس لاکھہ روپیہ سکہ رائج کے بعوض خراج شاہ عالم
بادشاہ کو بالعوض عطیہ ملک بنگالہ کے نذر کیے تھے مگر اس وقت بادشاہ
مرہٹون کے قبضے مین تھا اور ہیسٹنگز کی یہہ رائے ہوئی کہ چونکہ جہان پناہ
خود مختار نہین ہین لہذا ایسی حالت مین انگریزون کا مرہٹون کو شمالی ہند
مین روپیہ دینا جبکہ ظاہر ہی کہ جنہی دنون مین اونسے جنوب مین لڑنا پڑیگا مصلحت
ملکی سے ازبس بعید ہی بنابرآن اوسنے بادشاہ کو نعلبندی کا چھبیس لاکھہ روپیہ دینے
سے انکار کیا بلکہ یون کہا چاہیئے کہ رقم مذکور مرہٹون سے جنکی وہ حراست
مین تھا باز رکھی ÷

روہیلون کی لڑائی

سنہ ۱۷۷۳ع

جبکہ سنہ ۱۷۶۵ع مین کلائیو نے گنگا کی وادی کی سرزمین تقسیم کی تھی تو الہ آباد
اور کوڑا کے صوبے بادشاہ کو دیے گئے تھے مگر چونکہ بادشاہ اب مرہٹون
کے قبضے مین تھا لہذا اوسنے وہ صوبے اونکے حوالہ کر دیے اور ہیسٹنگز کی
یہہ رائے ہوئی کہ اس فعل سے بادشاہ کا اون صوبون پر حق نہ رہا پس ہیسٹنگز
نے صوبجات مذکور وزیر اودھ کے ہاتھہ دوبارہ فروخت کیے اس
تدبیر سے اوسنے کمپنی کا چالیس لاکھہ روپیہ سالانہ کا صرف بچایا جو اون

صوبون کی فوج کے اہتمام مین خرچ ہوتا تھا اور علاوہ اسکے پچاس لاکھ روپیہ
سے زائد زر قیمت کمپنی کے خزانہ مین آیا مگر بیع کی شرائط مین یہہ شرط بھی داخل
تھی کہ انگریزی سپاہ روہیلون کے مغلوب کرنے کے لیئے دی جائیگی جنکا اون
صوبون کے ایک بڑے حصہ پر احمد شاہ کی تباہ کرنیوالی یورش کے زمانے
سے جو سنہ ۱۷۶۱ع مین ہوئی قبضہ تھا اور ان روہیلون نے کسانون پر بہت سختی
کی تھی انھون نے اب لیری کے ساتھ مقابلہ کیا مگر وزیر اودھ نے
انگریزون کی کمک سے اونھین نکال دیا جیسا کہ ایشیا کے ملکون کی لڑائی
مین ہوا کرتا ہی پامال کیا ان تجاویز کے ذریعہ سے ہیسٹنگز نے ملک بنگالہ
کی آمدنی مین اضافہ اور خرچ مین کمی کرکے ایک کروڑ روپیہ کی بچت نکالی مگر
اس بچت کی نکاسی مین نہ تو عہد و پیمان کا جو کلائیو نے کیئے اور نہ اون وظیفون
کا جو اوسنے عطا فرمائے سمجھے لحاظ رکھا گیا +

چیت سنگھ اور اودھ کی بیگم سے جبراً روپیہ لینا

چیت سنگھ اور اودھ کی بیگم کی لوٹ سے ہیسٹنگز نے بقول لوگون کے
کمپنی کا خزانہ اور بھی آباد کیا اوسکی کیفیت یہ ہی کہ چیت سنگھ بنارس کا مہا
انگریزی عملداری کے سایۂ حمایت مین متمول ہو گیا تھا اور وارن ہیسٹنگز نے
چاہا کہ وہ کچھہ فوج کے مصارف مین دیوے مگر راجہ نے انکار کیا اور اس الزام
پر کہ اوسنے سرکار انگریزی کے دشمنون سے خط و کتابت کی ہی گرفتار ہوا مگر
وہ کسی طرح سے نکل گیا اور جھنڈا بغاوت کا کھڑا کیا لیکن کچھہ پیش نہ گئی اور نتیجہ

اوسکی ریاست ضبط کر لی گیئی اور اوسکے بھتیجے کو خراج مزید پر دی گیئی - بیگم یعنی

والی اودھ کی ماکی نسبت یہہ جرم عائد ہوا کہ اوسنے بنارس کے سرکش

راجہ کی اعانت کی پس اوسپر بھاری جرمانہ کیا گیا مگر بیگم نے حتی المقدور جرمانہ ندیا

اسپر اوسکو اور محل کے خواجہ سراؤن کو بہت اذیت دی گئی اور ایک کروڑ روپیہ جبرا

وصول کیا گیا ؛

ہیسٹنگز کے مقدمہ کی تحقیقات

سنہ ۸۸-۹۵ عیسوی

جب وارن ہیسٹنگز انگلستان کو واپس گیا تو سنہ ۱۷۸۶ع مین وکلا کے

دیوان عام نے اوسکو ان ظالمانہ کارروائیون کے جرم مین جنکا ذکر ہوا اور نیز

دیگر اسی قسم کے امورات کی نسبت ماخوذ کیا اور امرا کے دیوان خاص نے سنجیدگی تمام

تحقیقات کی اور مقدمہ سات برس یعنی سنہ ۸۸-۹۵ء تک زیر تحقیقات رہا اور انگلستان

کی تواریخ مین یہہ ایک نہایت مشہور سرکاری مقدمہ ہے انجام کار ہیسٹنگز کل الزامات

سے بری ہوا مگر جوابدہی کے مصارف نے اوسکو مفلس محض بنا دیا مگر کورٹ

آف ڈائرکٹرس نے اپنی معمولی عادات کے موافق کمال عالیہمتی سے اوسکی

دستگیری کی ؛

ہیسٹنگز کی تائید کے عذرات کا ذکر ہونا

ہیسٹنگز کی بعض کارروائیون کی نسبت جو اوسنے بنگالہ مین کین درحقیقت

یہہ عذر ہو سکتا ہے کہ اوسکو سخت دشواریان درپیش تھین اول یہ کہ ہندوستانی رئیسون

کی عہد شکنیون کی وجہہ سے اوسکو مشتنہ کارروائی کا موقع ملا اور کہ باوجود ان
موقعون کے اوسنے ایسی زیادتیان نہین کین جیسے اگر کوئی مغل نائب السلطنت
اوسکی جگہہ پر ہوتا تو کرتا مگر ایسے بیدار مغز اور مستقل مزاج حاکم اور منتظم کے حق مین جسکی
مثل پھر کبھی ہند کو نصیب نہین ہوا ایسے عذرات محض پوچ ہین لیکن چونکہ جنوبی
ہند کے معاملات مین بنگالہ کی مثل ہیسٹنگز کو صرف آمدنی ہی کی افزایش مدنظر
رکھنے کی ضرورت نہ پڑی لہذا وہان کے انتظام مین اس نہایت لائق شخص کے
جوہر دیکھنے مین آتے ہین کہ مشیرون کے جلسہ مین وہ کیسا سنجیدہ مزاج اور مہم
کے اختیار کرنے مین کیسا محتاط تھا مگر درصورت پیش آجانے کے کس چستی
و چالاکی سے اوسکو انجام کو پونہچاتا تھا غرضکہ جس کام کو اختیار کرتا تھا اسمین اوسکی
جرات مغلوب ہونا نہین جانتی تھی +

مرہٹون کی پہلی لڑائی

سنہ ۱۷۸۱ عیسوی

بمبئی کی گورنمنٹ مدراس اور بنگال کی فتوحات پر حسد کی نظر سے
دیکھتی تھی آخر اوسنے اس بات پر کمر باندھی کہ پونا کی گدی پر اپنا آدمی بٹھائے
تاکہ وہان سے ملکی معاملات مین اوسکی لے کو غلبہ ہو اس حوصلہ کے پورا
کرنیکا سنہ ۱۷۷۵ع مین موقع ملا اور سورت کے عہدنامہ کے موجب رگھناتھ راو
جو پونا کی گدی کے دعویدارون مین سے تھا انگریزون کو سالسٹ اور بسین
کے جزائر اس شرط پر دینے کو راضی ہوا کہ پونا کی گدی اسکو دلوائی جاوے —

پس جو فوج کشیاں اس ملک کے حاصل کرنے میں ہوئیں مرہٹوں کی پہلی لڑائی
کے نام سے مشہور ہیں وارن ہیسٹنگز نے جو گورنر جنرل کی حیثیت میں
بمبئی کی گورنمنٹ کی تجاویز کے منظور یا رد کرنے کا مجاز تھا سورت کے
عہدنامہ کو ازبس ناپسند کیا مگر جب لڑائی واقعی شروع ہو گئی تو بنگالہ کی کل فوج سے
مدد دینے میں ہرگز دریغ نہ کیا اوسکے چیدہ افسروں میں سے کرنل گاڈارڈ
نے جزیرہ نما کو ایک ساحل سے دوسرے ساحل تک طے کیا اور گجرات
کے زرخیز صوبہ پر بلا مزاحمت قابض ہوا ایک دوسرے افسر نے جسکا نام
کپتان پاپہام تھا گوالیار کے پہاڑی قلعہ کو جو ہندوستان کی کنجی سمجھا جاتا
تھا سر کیا۔ بنگالہ کی فوج کی ان فتوحات نمایاں نے وارگام کے
عہدنامہ کا وقعت مٹا دیا یہ عہدنامہ سنہ ۱۷۷۹ع میں ہوا تھا جبکہ مرہٹوں نے
بمبئی کی فوج کو مغلوب کر کے اپنی شرطوں پر صلح کرنے کے لیے مجبور
کیا تھا۔ بہرحال لڑائی سنہ ۱۷۸۱ع تک جاری رہی اور سنہ ۱۷۸۲ع میں سالبائی کے
عہدنامہ کے ساتھ ختم ہوئی جسکے بموجب فریقین کی وہی صورت برقرار رہی
جو کہ جنگ شروع ہونے کے وقت تھی گجرات مرہٹوں کو واپس دیا گیا اور انگریزوں
نے سالسٹ اور ایلیفنٹا کے علاوہ دو اور جزیرے اپنے قبضہ میں رکھے

میسور کی لڑائی

سنہ ۱۷۸۰-۸۴ عیسوی

اسی عرصہ میں وارن ہیسٹنگز کو مرہٹوں کے جتھے کی نسبت ایک مستعد تر دشمن ریاست میسور

سے کام مگر گورنمنٹ مدراس کی بے احتیاطی کے باعث حیدر علی
والی میسور اور نظام والی دکن جو ہند کے اسلامی رئیسون مین سب سے بڑے
تھے انگریزون کی مخالفت پر آمادہ ہوئے اور انھون نے کوشش کی کہ
مرہٹون کو انگریزون کے برخلاف اپنا شریک کیجیے۔ نظام اور ناگپور
مرہٹہ راجہ کو تو ہیسٹنگز کے مدبرانہ جوڑ توڑ نے پھر اپنا بنا لیا مگر حیدر علی کا لشکر
کرناٹک مین انگریزون کی عملداری پر مثل سیل کے گرا اور پالیلور پر ایک پوری
دستہ فوج کا جو کرنل بیلی کے زیر حکم تھا قتل ہوا اور میسور کے سوار چار سو
مدراس کی شہر پناہ تک تاخت و تاراج کرتے رہے اسوقت مین ہیسٹنگز کی
جرات اور ہمت نے مرشداباد اور بنگالہ کی فوج کو جو کشتیون پر لائی جسنے انگریزون
کی آبرو بچائی ہیسٹنگز نے سر آئر کوٹ کو جسنے وانڈیواش کی لڑائی فتح کی
تھی تری کی راہ مدراس کی کمک پر جسقدر آدمی اور روپیہ فراہم ہو سکا
دیا بھیجا اور راجہ برار اور نظام کے دھمکانے کی غرض سے کرنل پیرس
خشکی کی راہ سے جنوب کو روانہ کیا مگر لڑائی خوب شد و مد سے جاری رہی
کیونکہ سر آئر کوٹ مین اب بڑھاپے کی وجہ سے پہلی سی ہمت نہ رہی تھی
علاوہ اسکے میسور کی فوج ایک مجموعہ عمدہ اور آراستہ تھی اور حیدر علی اور
اوسکے بیٹے ٹیپو نے اوس سے بڑی ہوشیاری اور کاروائی سے کام لیا
حیدر علی نے سنہ ۱۷۸۲ع مین وفات پائی اور انجام کار ٹیپو سے سنہ ۱۷۸۴ع مین
اس شرط پر صلح ہو گئی کہ فریقین اپنی اپنی فتوحات واپس کردین ؎

بندوبست مالگزاری ملک بنگالہ

مگر سب سے بڑی کارگزاری جس سے لارڈ کارنوالس کا نام مشہور ہے
بنگالہ کا بندوبست استمراری ہے اس سے پہلے مالگزاری قریب قریب
مغلوں کے معین کیے ہوئے پرانے طریقہ پر تحصیل کیجاتی تھی —
زمیندار بطور سرکاری ٹھیکہ داروں کے تھے اور خدمت مذکور موروثی
ہو جانے کی طرف مائل تھی پس انھیں لوگوں کا استحقاق کاشتکاروں سے
مالگزاری وصول کرنے کا تسلیم کیا گیا تھا لیکن ہنوز کوئی قاعدہ اور
اصول تشخیص جمع کا نہ تھا بلکہ رقم وصولی ہر سال گھٹتی بڑھتی رہتی تھی —
لہذا لارڈ ہیسٹنگز نے یہہ قصد کیا تھا کہ بندوبست میعادی پانچ سال کا
چند مرتبہ دوری تجربہ کرکے آیندہ کے لیے مستقل شرح معین کرنے کا قاعدہ
بہم پہنچائے مگر اسکے خلاف ہیسٹنگز کا رقیب مسٹر فرانسس اس بات کا
مؤید تھا کہ جمع حال ہمیشہ کے لیے مستقل ہو جائے اور یہہ
ولایت والوں کو بھی پسند تھی کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ کمپنی کی آمدنی کی بنیاد
مضبوط ہو جائے اور کچھ اس وجہ سے کہ یہہ طریقہ زمینداری کا ولایت کی
مالکانہ طریقہ کے مثل تھا بنابراں ۱۷۹۳ء میں لارڈ کارنوالس نے بندوبست
استمراری کے احکام کی ہدایتیں صادر کیے جو سب کے ... داخل ہو

بندوبست استمراری

سنہ ۱۷۹۳ عیسوی

جمعبندی کا سلسلہ سنہ ۱۷۸۹ء مین شروع اور سنہ ۱۷۹۱ء مین ختم ہوا مگر نہ دیہات کی پیمایش ہوئی اور نہ پیداوار کی تشخیص کی گئی جیسا کہ اکبر کے وقت مین ہوا تھا اور جیسا کہ اب سرکاری ضلعون مین بندوبست جدید کے وقت عمل مین آتا ہے۔ آیندہ کا سطانہ محض گذشتہ رقم وصولی پر قائم کیا گیا اصل اول صرف دس سال کے لیے بندوبست کیا مگر پھر سنہ ۱۷۹۳ء مین اوسے استمراری قرار دیا۔ اسکی روسے کل جمعبندی مبلغ ۲۶۸۰۰۹۸۹ روپیہ سکہ چہرہ دار کی معین ہوئی۔ اس تجویز کا نفاذ جملا لارڈ کارنوالس کے عہد مین ہوا مگر جہانتک کہ تجویز مذکور جزئیات سے متعلق ہی اوسکی نیکنامی و بدنامی سرجان شور کے ذمہ ہی۔ یہہ عہدہ دار متعہد جسکو بعد ازان لارڈ ٹن متھ کا خطاب عطا ہوا اپنے زمانہ مین معاملات ہند سے بے مثل واقفیت رکھتا تھا۔ اور اگر موقع ملتا تو امید تھی کہ سرجان شور اس انتظام مین احتیاط زیادہ سے تحصیل ہوتا اگرچہ مین شک نہین کہ لارڈ کارنوالس کے خیالات جو مالگزاری کی نسبت تھے اور کورٹ آف ڈائرکٹرس کا جمع سرکاری پختہ کرنیکا تقاضا مناسب مذکور سے کیا گیا تھا

میسور کی دوسری لڑائی

۱۷۹۰ عیسوی

میسور کی دوسری لڑائی میں جو ۱۷۹۰ء سے ۱۷۹۲ء تک جاری رہی دو باتیں قابل لحاظ کے ہیں اول یہ کہ گورنر جنرل لارڈ کارنوالس خود انگریزی فوج کا سپہ سالار بنا اور جملہ سامان جنگ کی تیاری ایسی عظمت و شان کے ساتھ کی کہ اورنگ زیب کے مہمات یاد آتے تھے۔ دوم یہ کہ اس جنگ میں نظام دکن اور مرہٹوں کا جتھہ انگریزوں کے مددگار تھے اور انہیں دونوں کی حکومت کو جنوبی ہند میں غلبہ تھا اس کا نتیجہ ہوا کہ جب ٹیپو سلطان نے دیکھا کہ لارڈ کارنوالس نے اوسکی دارالخلافت کا محاصرہ کرنا شروع کر دیا تب وہ اپنی نصف سلطنت انگریزوں اور انکے مددگاروں میں تقسیم کر دینے اور نیز تین کروڑ روپیہ بطور مصارف جنگ دینے پر راضی ہوا یہ شرطیں تو پوری کیں مگر اوسوقت سے انگریزوں سے انتقام لینے کی آتش مثل آگ کے اسکے دل میں سلگتی رہی +

مارکوئیس آف ولزلی کا عہد حکومت

۱۷۹۸ء سے ۱۸۰۵ء تک

گورنر جنرل سر جان شور کے عہد میں جو ۱۷۹۳ء سے ۱۷۹۸ء تک تھا کوئی امر اہمیت میں درج ہونے کے قابل ظہور میں نہیں آیا ۱۷۹۸ء میں لارڈ مارننگٹن جو مارکوئیس ولزلی کے نام سے زیادہ مشہور ہے ہندوستان

دخل ہو۔ اسکے خیال مین پہلے ہی سے وہ شاہانہ تجویزین بستی تہین جنسے
انتہائی ممالک ہند کے قبضہ و دخل کی صورت کچھ کچھ نکلتی ہے۔ یہ
گورنر جنرل وزیر اعظم پٹ کے تربیت یافتہ لوگون مین تھا اور لوگون کا گمان
ہی کہ معاملات ملک گیری مین صاحب موصوف سے خیالات کا اسقدر رویہ
ہونا اور فرانسیسون سے کمال نفرت ہونی پٹ ہی کے فیضان صحبت کا
اثر تھا اوسنے ابتدا ہی سے اسبات کو اپنا دستور العمل قرار دیا کہ کل جزیرہ نمائے ہند مین
انگریزون کا فرمانروا ہونا ضرور ہی اور کہ ہندوستانی رئیس صرف اوسی حالت
مین اپنی گدی پر قائم رہ سکتے ہین کہ سرکار انگریزی کی اطاعت قبول کرین اور
خود مختاری سے دست بردار ہون۔ لارڈ ولزلی کے عہد سے ہند کے
معاملات اسی حکمت عملی کے نتائج تھے جو بتدریج ظہور پذیر ہوئے اور جنکی تکمیل
اوس دن ہوئی جب ملکہ معظمہ وکٹوریا نے پہلی تاریخ جنوری سنہ ۱۸۷۷ء کو قیصر ہند کا
لقب اختیار کیا +

فرانسیسون کا رعب وداب ہند مین

سنہ ۱۸۰۰-۱۷۹۸ عیسوی

غیر ریاستون کی نسبت مارکوئیس ولزلی کی حکمت عملی کا دار مدار اسبات پر تھا کہ جسقدر
ہوسکے فرانسیسون کی یورش کا انسداد کیجیے کہ کہین ایسا نہو کہ نپولین
بونا پارٹ کی سرکردگی مین وہ ہند کا قصد کرین۔ سنہ ۱۷۹۸ء مین وزیر اعظم
مملکت فرانس کی نسبت مسٹر ڈنڈاس کا وہی خیال تھا جو بعد ازان ...

نسبت پیدا ہوا اگر اوسوقت مین یہہ خطرہ اسقدر بعید نہ تھا جیسا شاید لوگ آج
کل خیال کرتے ہون کیونکہ نہ صرف یہی پلٹنین نظام کو زیر نظر رکھنے اور دھمکی
دینے کو حیدرآباد مین موجود تھین اور سیندھیا کی سپاہ کو جو سرہون
جنتھہ کا فوجی سردار تھا فراسیسون نے جو ہند مین قسمت آزمائی کو آئے
تھے قواعد سکھائی تھی اور وہی لوگ اونکے افسر بھی تھے اور ٹیپو سلطان والی
میسور اور فرانس کے کارپردازان سلطنت کے درمیان خط وکتابت جاری تھی
اور اوسنے ایک آزادی کا درخت اپنی قلمرو مین لگوایا تھا اور خود اپنے تئین فرانس کی ایک
جمہوری انجمن کا ممبر قرار دیا تھا علاوہ اسکے ماریشس اور بربون سے جو جزیرے
وسط راہ مین ساتھون کی بحث ویزا اور فوج کے اجتماع کے لیے نہایت مشکل مقام ہو
گئے تھے بڑی وجہہ یہہ تھی کہ بونا پارٹ اوسوقت مصر مین تھا اور شاید ہند کی
کی سی ظفریابی کا خیالی پلاو پکاتا تھا اور کسی کو ہرگز معلوم نہ تھا کہ کس سمت کو وہ اپنی
فوج نصرت موج رجوع کریگا

لارڈ ولزلی سے قبل جو ہند کی کیفیت تھی

سنہ ۱۷۹۸ عیسوی

اس تجویز کا مجوز لارڈ ولزلی تھا کہ ہند کے سرحدون کو بالاتفاق اپنا محکوم
کر کے ایشیائی طرف سے فراسیسون کی امیدون کو بالکل منقطع کر دے
ملک بنگالہ مین تو کلائو کی شمشیر اور وارن ہیسٹنگز کی حکمت عملی نے انگریزون کو
سب پر غالب کر دیا تھا اور اٹھارھوین صدی ختم ہونے نہ پائی تھی کہ انگریزون کی حکومت

ہند سے لیکر بنارس تک جو گنگا کی وادی بالا مین واقع ہی مستحکم ہوگئی اس حد کے آگے ملک اودھ کے نواب وزیر نے بالعوض انگریزی فوج کی اعانت کے روپیہ سے مدد کرنیکا وعدہ کیا تھا اور یہہ رقم ۱۷۹۷ء مین چھبیس لاکھ روپیہ سالانہ تھی اور چونکہ رمطالبہ ہمیشہ نواب پر باقی رہتا تھا لہذا اوس زر نقد کے عوض مین کچھہ ملک انگریزون کے حوالہ کر دینا چاہا چنانچہ ۱۸۰۱ء مین بموجب لکھنؤ کے عہدنامہ کے دوآبہ یعنی گنگا و جمنا کے بیچ کی زرخیز زمین مع روہیلکھنڈ کے انگریزون کے ہاتھہ آئی جنوبی ہند مین قبل لارڈ ولزلی کے عہد کے انگریزون کے پاس مدراس و بمبئی کے فقط ساحل کے ضلاع تھے مگر لارڈ نے اسبات پر کمر باندھی کہ انگریزون کا شمالی ہند مین دہلی تک ہوجاوے اور جنوب کی ریاستین کمپنی کی گورنمنٹ سے تابعت کے عہد پیمان کرنے پر مجبور کی جاوین چنانچہ اس نواح کے رؤسا عظام کی سازشون کی وجہہ سے مقصد کے پورا کرنیکا عمدہ موقع ہاتھہ آیا اور عہد شکنی کی بھی ضرورت نہ پڑی اب وہ وقت آپہونچا تھا کہ یا تو انگریزون کو ہند مین پورا پورا غلبہ حاصل ہو یا اپنے گھر کی راہ لین کیونکہ سلطنت مغلیہ غارت ہوچکی تھی پس لابد تھا کہ اوسکی جگہہ خواہ اوس سلطنت کے مسلمان حکام خواہ مرہٹون کا جتھہ خواہ انگریز قائم ہون بہرحال ولزلی نے مصمم ارادہ کیا کہ حکومت انگریزون ہی کے ہاتھہ رہے +

لارڈ ولزلی کی حکمت عملی

اول تو لارڈ ولزلی کو شمالی ہند کے معاملات مین آسانی ہوئی کیونکہ
بذریعہ لکھنؤ کے عہدنامے کے انگریزون کو ممالک مغربی و شمالی کے وسط
تک کی فرمانروائی حاصل ہو گئی تھی اور اونکا دبدبہ سیاست ملک اودھ پر
بیٹھ گیا تھا۔ حدود مذکور کے باہر مرہٹون کے شمالی خاندانون کی
عملداری تھی اور بادشاہ اونکے قبضہ مین تھا لارڈ ولزلی نے اونسے کچھ
برسون تک تو کسی طرح کی مزاحمت نہ کی جبتک کہ ۱۸۰۳ اور ۱۸۰۴ع
کے درمیان مرہٹون کی دوسری لڑائی مین اوسے اونکی کل قوم کا پورا
علاج کرنیکا موقع نہ ملا۔ جب اوسنے دیکھا کہ جنوبی ہند مین نظام حیدرآباد
میری حمایت کا محتاج ہی تو اوسکو اپنے جھگڑون مین اپنا کارآمد دوست
بنا لیا مگر جنوب مین ٹیپو سلطان والی میسور کو اپنا کر لینا چندان آسان نتھا
پس لارڈ ولزلی نے اوسکی سرکوبی پر کمر باندھی اور چونکہ اوسکی طرف سے
چھیڑ چھاڑ اکثر ہوتی رہتی تھی لہذا موقع بھی جلد ہاتھ آیا۔ اور جنوبی ہند کی
تیسری حکومت یعنی مرہٹون کے جتھے کے اجزا کچھ ایسے غیر مربوط تھے
کہ لارڈ ولزلی کو پہلے اونکے ساتھ میل ملاپ سے رہنے کی امید تھی مگر
چند سال کی بے قیام و بے اعتبار دوستی کے بعد اوسکو یقین کامل ہو گیا
کہ جنوبی ہند مین یا تو مرہٹے یا انگریز حکمران ہو سکتے ہین دونون کی
گنجائش نہین ہے۔

نظام کے ساتھ عہد و پیمان

سنہ ۱۷۹۸ عیسوی

لارڈ ولزلی اول جنوبی ہندستان کے سب سے ضعیف تر یعنی نظام حیدرآباد کی طرف مخاطب ہوا اور ایسی حکمت عملی کی چال چلا کہ جسکی نسبت قابل اعتبار ہوسکتا تھا اوسکو حکم بردار دوست بنا لیا۔ چنانچہ حیدرآباد کی فرانسیسی پلٹنین توڑ دی گئین اور نظام نے عہد و پیمان کیا کہ بلا رضامندی سرکار انگلشیہ کے وہ کسی اہل یورپ کو اپنی ملازمت مین نرکھیگا اوسوقت سے یہ جملہ ہر عہدنامہ مین جو ہندوستانی ریاستون کے ساتھ ہوتا ہے داخل کیا جاتا ہے۔

میسور کی تیسری لڑائی

سنہ ۱۷۹۹ عیسوی

اب لارڈ ولزلی ٹیپو سلطان کیطرف جسکو لارڈ کارنوالس نے شکست تو دی تھی مگر مطیع نکیا تھا بڑی سرگرمی کے ساتھ متوجہ ہوا چنانچہ ٹیپو نے جو فرانسیسیون سے انگریزون کے مقابلہ مین ساز کیا تھا وہ اب برملا ظاہر کیا گیا اور ٹیپو کو ایک موقع دیا گیا کہ جتنے بندوبست تھے جسکو اوسکے حامی اتفاق رکھتے تھے شریک ہووے مگر جبکہ اوسنے انکار کیا تو جنگ کا اعلان دیا گیا اور لارڈ ولزلی شاہانہ عظمت و شان سے مدراس مین داخل ہوا کہ بذات خود اوس مہم کا اہتمام کرے اور موقع و محل کا نگران رہے سرکار

انگریزون کی ایک فوج مع نظام کی امدادی سپاہ کے مدراس سے میسور کو روانہ
ہوئی اور دوسری مغربی ساحل سے اوتری ٹیپو نے میدان جنگ مین
کچھ یون ہی سا مقابلہ کیا اور سیرنگ پٹن شہر کو لوٹ گیا اور جب اوسکی
تختگاہ پر حملہ ہوا تو فصیل کے شگاف مین بڑی بہادری سے لڑکر سنہ ۱۷۹۹ء
مین مارا گیا جب سے پلاسی کی لڑائی ہوئی کسی اور واقعہ کا اسقدر ہندوستانیون
پر اثر نہین پڑا جیسا سیرنگ پٹن کے فتح ہوجانیکا ہوا اس فتح کے صلہ
مین جنرل ہارس زمرہ امرا مین داخل کیا گیا اور لارڈ ولزلی کو مارکوئس کا خطاب
عطا ہوا لارڈ ولزلی نے ٹیپو کی ریاست کے اہتمام مین بڑی دانائی و تحمل کو
کام فرمایا اور وسط کے حصہ پر جو میسور کی قدیمی ریاست تھی ایک نابالغ کو
جو ہندو راجاؤن کے اوس خاندان سے تھا جسے حیدر علی نے گدی سے
اوتار دیا تھا مسند نشین کیا اور باقیماندہ ریاست نظام اور مرہٹون اور انگریزون
مین تقسیم ہوگئی اوسی زمانہ مین تنجور کی ریاست اور ہندستان کا جنوبی و مشرقی حصہ
جو کرناٹک کہلاتا ہے اور نواب آرکٹ کے تصرف مین تھا سرکار انگریزی
کے انتظام اور تحت حکومت مین آیا اور اس طرح پر احاطہ مدراس کے حدود
قائم ہوئے اور قریب قریب ویسی ہی آج کے دن تک موجود ہین ٹیپو کے
بیٹون کے ساتھ لارڈ ولزلی پدرانہ شفقت سے پیش آیا اونکے واسطے نہایت
معقول وظیفہ تجویز کیا اور وہ نہایت شاہانہ ٹھاٹ سے اول ویلور اور بعد کو
کلکتہ مین سکونت پذیر رہے اس خاندان کا آخر شہزادہ غلام محمد شہر

کلکتہ کا رئیس اعظم اور ایک مستعد قاضی القضات تھا جس نے ۱۸۰۶ء میں قضا کی +

مرہٹوں کی سنہ ۱۸۰۰ء کی حالت

دونوں لڑائیوں میں جو ٹیپو سے ہوئیں مرہٹے برائے نام انگریزوں کے مددگار تھے مگر اونسے کوئی کار آمد اعانت نہ پہنچی اور نہ مثل نظام کے وہ انگریزوں کے بالکل طرفدار ہو گئے تھے۔ اسوقت مرہٹوں کے پانچ بڑے سردار تھے اور پیشوا کو جو شہر پونا میں رہتا تھا سب جتھہ کا سردار تسلیم کرتے تھے اور اوسکی عملداری میں مغربی گھاٹ کا کوہستانی ملک جسکو مرہٹوں کی قوم کا مہد سمجھنا چاہیئے داخل تھا اس زمانہ میں گائکوار پیشوا کے سوار ہر سال گجرات کے زرخیز صوبے کو اجاڑ کرتے تھے اور وسط ہند میں کبھی گوالیار کے سیندھیا کا اور کبھی اندور کے ہلکر کا غلبہ ہوا کرتا تھا یہ دونوں بڑے لٹیرے سردار گنے جاتے تھے اور مشرق کی جانب بھونسلا ناگپور کا راجہ برار سے اڑیسہ کے ساحل تک حکومت کرتا تھا۔ لارڈ ولزلی نے ہر طرح کوشش کی کہ ان مختلف مرہٹہ سرداروں کو اپنے انتظام امدادی کے جال میں پھانسے مگر کامیاب نہوا بہرحال جب سنہ ۱۸۰۲ء میں ہلکر نے پیشوا کو شکست دی اور وہ بھاگ کر انگریزی عملداری میں پناہ لی تو مقتضائے وقت سے پیشوا نے ذرت لیکر کے عہدنامہ پر دستخط کر دیئے اوسکی شرائط کے بموجب اوسنے سرکار انگریزی

سے وعدہ کیا کہ وہ کسی غیر ریاست سے خواہ یورپ کی ہو یا ہندوستان
کی کسی طرح کا رابطہ اتحاد نہ رکھیگا اور فوج امدادی کے مصارف کے لیئے
چند اضلاع انگریزوں کے حوالے کیئے اس سے انگریزی عملداری کی وسعت
کمپنی احاطہ میں بہت زیادہ ہوگئی مگر چونکہ سیندھیا اور ناگپور کے راجہ
پیشوا کا مرہٹوں کی خود مختاری انگریزوں کے حوالہ کردینا گوارا نہ ہوا لہذا یہی
مرہٹوں کی دوسری لڑائی کا باعث ہوا ۔

مرہٹوں کی دوسری لڑائی

سنہ ۱۸۰۳ سے ۱۸۰۵ عیسوی

اس سلسلے کی لڑائیوں میں انگریزوں کی فوج نے وہ شہرت و عظمت
حاصل کی کہ شاید ہی کسی کو تاریخ میں کبھی حاصل ہوئی ہوگی اس مہم کی بہادری
کی عمدہ تجویز کیا اور مناسب ساز و سامان بہم پہونچایا اور ایسی جرأت کام میں لایا
جو مطلوب ہو یا نہیں ہو سکتی تھی بلکہ یقین لاتی تھی کا کام تھا انگریزی فوج ان
کے سپہ سالار سر آرتھر ولزلی اور جنرل لیک تھے ان میں سے بعد ازاں
پہلے کو ڈیوک آف ولنگٹن کا خطاب ہوا اور دوسرے کو لارڈ کا ۔ ولزلی نے اپنی
کارگذاری دکن میں دکھائی اور چند مہینوں کے عرصہ میں اسائی و ارگام کی بڑی
لڑائیاں فتح کیں اور احمد نگر پر تسلط کیا ۔ لارڈ لیک کی لڑائیاں شمالی ہندوستان
میں ہوئیں جو عظمت و شان میں کچھ کم نہ تھیں گو زیادہ خون سے لبریز اور نہ کم خون ریزی
کی ہے اور سب سے اعلیٰ درجہ [illegible] لسواڑی [illegible] میدان جنگ میں ہوئی

لڑائیاں ہارین اور دہلی اور آگرہ کے شہرون پر قبضہ کر لیا علاوہ اسکے
سیندھیا کی فوج کو کہ فرانسیسیون کی سرکردگی مین تھی منتشر کیا اور مغل بادشاہ
کی بڑی مستعدی کے ساتھ اوسکے موروثی دار الخلافت مین حمایت کی۔
سنہ ۱۸۰۳ع آخر ہوا تھا کہ سیندھیا اور ناگپور کا راجہ بھونسلا دونون صلح
کے ملتجی ہوئے۔ سیندھیا اوس ملک کے دعوی سے جو دریاے
جمن کے شمال کو واقع ہے دست بردار ہوا اور بوڑھے اور نابینا بادشاہ
شاہ عالم کو انگریزون کی حفاظت مین چھوڑا۔ بھونسلے کو صوبہ اڑیسہ
انگریزون کے اور صوبہ برار نظام حیدرآباد کی نذر کرنے پڑے
صوبہ اڑیسہ پر تو انگریزون نے پہلے ہی سے سنہ ۱۸۰۳ع مین ایک دستہ
فوج سے قبضہ کر لیا تھا البتہ نظام حیدرآباد کی قلمرو مین سرکار انگریزی
کی رفاقت اور خاطرداری کی وجہ سے دن بدن ترقی ہوتی رہی۔ اب سواے
جسونت راو ہلکر ڈاکو کے جو مالوہ اور راجپوتانہ کے صوبجات کی لوٹ مار
اپنی سپاہ کی قوت بسری کرتا تھا کوئی اور رقیب میدان مین نہ رہا۔ لارڈ ولزلی
کی حکومت کے اخیر سال ہلکر سے متواتر جنگ و جدل کرنے مین صرف ہوئے
مگر اوس سے انگریزون کو کچھ ناموری حاصل نہوئی بلکہ سنہ ۱۸۰۴ع مین وسط
ہند سے کرنل مانسن کا ایسا ہونا وار نکلنا جسکے عہد نامہ کی اور حیدر علی کے
کرنل بیلی کی فوج کے تباہ کرنے کی یاد دلاتا تھا۔ لارڈ لیک کا سنہ ۱۸۰۵ع
مین بھرت پور کے محاصرے سے نامراد واپس آنا ہندوستان مین انگریزون کی فوج

کے ناکامیاب ہونے کی ایک مشہور نظیر ہو۔ بھرت پور سنہ ۱۸۲۶ء تک سر نہیں ہوا ۔

لارڈ ولزلی کے بعد ہند کی کیفیت

سنہ ۱۸۰۵ عیسوی

لارڈ ولزلی نے چھ برس کی حکومت میں ملک گیری کی اپنی کل تجاویز بہ ترتیب سرانجام کو پہونچائیں ۔ لارڈ لیک کی شمالی ہند کی لڑائیوں سے ملک دوآبہ و دہلی جسکو اب ممالک مغربی و شمالی کہتے ہیں مع شاہ دہلی کے انگریزوں کے قبضہ میں آگیا اور بہت سے ضلعے بڑے بڑے ضلعوں میں جو قبل اسکے نواب وزیر والی اودھ سے ملے تھے شامل ہوگئے اور ممالک مفتوحہ و مقبوضہ کے نام سے کہلاتے تھے شمالی ہند اسطرح پر اوس وقت تک منقسم رہا جبکہ سکھوں کی لڑائیوں کی وجہہ سے جو سنہ ۱۸۴۵ء و ۱۸۴۹ء میں ہوئیں انگریزوں کا تسلط پنجاب پر ہوگیا بیشتر بیان ہوچکا ہی کہ کس طرح ہند کے جنوب و مشرق میں لارڈ ولزلی کی فتوحات سے احاطہ مدراس کی وسعت قریب قریب اوسی قدر ہوگئی تھی جو آج کے دن تک موجود ہی اور جنوب و مغرب میں پیشوا نے بمقام بسین سرکار کمپنی کی اطاعت قبول کی مگر احاطہ بمبئی کے حدود موجودہ مرہٹوں کی اخیر لڑائی واقع سنہ ۱۸۱۸ء تک قائم ہوئے ۔

چودھوان باب

ہند مین انگریزی عملداری کا پختہ و مستحکم ہونا

لارڈ کارنوالس کا بار دیگر مقرر ہونا

سنہ ۱۸۰۵ عیسوی

لارڈ ولزلی کے عظیم مہمات مین اسقدر زر کثیر صرف ہوگیا کہ انجام کار کورٹ آف
ڈائرکٹرس ایسے مصارف زیادہ گوارا نہ کر سکے اور سنہ ۱۸۰۵ع مین لارڈ کارنوالس کو
دوسرے مرتبہ گورنر جنرل مقرر کرکے بھیجا اور یہہ ہدایت کی کہ جسطرح بن پڑے
لڑائی موقوف کرے اور آشتی کا طریقہ برتے حالانکہ ہلکر ہنوز مطیع نہوا تھا
اور سیندھیا بھی آمادہ بجنگ تھا مگر کارنوالس کے قویٰ اب نہایت ضعیف
ہوگئے تھے اور تندرستی مین بھی فرق آگیا تھا اور چونکہ اُسنے [illegible]
مین اُسکو شمال و مغرب کی سمت دورہ کرنیکا اتفاق پڑا [illegible] تاب
نلا سکا اور [illegible] مین وارد ہوتے وقت [illegible]
مین جان بحق تسلیم ہوا

سر جارج بارلو کا عہد

سنہ ۱۸۰۵ عیسوی

سرکار کمپنی کے معتمد ملازمون مین سے سر جارج بارلو [illegible] تجربہ کار
[illegible] مین [illegible] مگر قائم مقامی کی حیثیت مین [illegible] اسکے کہ [illegible]

اپنے آقاؤن یعنی کورٹ آف ڈائرکٹرس کی تعمیل حکم کرے اوسکو کوئی اور چارہ
نہ تھا چنانچہ اونکے احکام کے مطابق اوسنے انگریزی عملداری کے حدود
کم کردیے اور رہ جیپوتون پر ہلکر اور سیندھیا کا جور و ستم روا رکھا حالانکہ یہ
امر عہد و پیمان کے بالکل خلاف تھا۔ اسی عہد مین مدراس کے سپاہیون نے
بمقام ویلور سنہ ۱۸۰۶ع مین بغاوت کی اور اگرچہ وہ فی الفور دفع ہوگئی تاہم کل
قلمرو مین عدم حفاظت کا اندیشہ پیدا ہوگیا غرضکہ اس عہد مین کفایت شعاری
کی حکمت عملی کی وجہ سے بہت نقصان ہوا مگر خوش طالعی سے چند ہی دن مین
عنان حکومت قوی تر ہاتھون مین آگئی ۔

ارل آف منٹو

تا سنہ ۱۸۱۳ عیسوی

لارڈ منٹو نے سبکدوشانہ سنہ ۱۸۰۷ع سے سنہ ۱۸۱۳ع تک ہا لارڈ ولزلی کی فتوحات
کو پختگی اور التیام بخشا اس عہد مین ڈومسم ایک جزیرہ موریشس اور دوسرا
جزیرہ جاوا کے فتح کرنے کی غرض سے ہوئے مہم آخر الذکر پر جو فوج گئی اوسکے
ہمراہ لارڈ منٹو خود گیا اور اگرچہ وسط ہند کی ابتر حالت رفع ہوئی تاہم لارڈ منٹو کی
حسن تدبیر کے باعث کوئی شدید ہنگامہ ہونے نہ پایا۔ اور فوج کشی کی کوئی ضرورت
نہ پڑی سرکار کمپنی کا حکم تھا کہ خود مختار رؤسا ہند کی نسبت عدم مداخلت کی حکمت
عملی کا برتاؤ کیا جاوے اور یہ لارڈ منٹو کی خوش انتظامی تھی کہ بلا اسکے کہ سلطنت
انگریزی کے رعب داب مین فرق آنے دے اوسنے ہدایت مذکورہ کی تعمیل کی

کے زمانہ مین گورنمنٹ ہند نے چند اور غیر ملکون سے رابطہ اتحاد پیدا کرنے
کی کوشش کی اور اس نظر سے پنجاب اور افغانستان اور فارس
کو سفارت روانہ کین - ان سفیرون نے لارڈ ولزلی کی ماتحتی مین تعلیم پائی تھی
اور ان تینون کے بعد ایسے نامی اور مصلحت شناس ملکی مدبر سرکار کمپنی کے
ملازمون مین شاید ہی پھر پیدا ہوئے ہون ان مین سے مٹکاف رنجیت سنگھ
کے دربار کو جو لاہور مین تھا بھیجا گیا اور الفنسٹن نے امیر افغانستان سے
پیشاور مین ملاقات کی اور مالکم فارس کو روانہ کیا گیا اگرچہ ان سفارتون سے
کوئی دائمی نتیجہ پیدا نہین ہوا تاہم اوس وقت سے سفارتی تعلقات جدید کی
بنا پڑی اور انگریزون کے کہنے سننے کو زیادہ وسعت ہو گئی ؛

لارڈ مائرا کا عہد حکومت

سنہ ۱۸۱۳ عیسوی

لارڈ منٹو کے بعد لارڈ مائرا اوسکی جگہہ پر آیا یہہ گورنر جنرل مارکوئیس آف
ہیسٹنگز کے لقب سے جو اوسے بعد کو حاصل ہوا زیادہ تر مشہور ہی اوسنے
لارڈ ولزلی کے وسط ہند کے فتوحات کو مکمل کیا اور احاطہ بمبئی کی وسعت
موجودہ اوسی کے عہد کی قائم کی ہوئی ہی اوسنے نو برس یعنی سنہ ۱۸۱۳ع سے
سنہ ۱۸۲۳ع تک حکومت کی اس عرصہ مین دو معرکے عظیم وقوع مین آئے اول تو
نیپال کے گورکھون پر فوج کشی کی گئی اور بعد اسکے مرہٹون سے
آخری جنگ و جدل ہوئی ؛

نیپال کی لڑائی

سنہ ۱۵-۱۸۱۴ عیسوی

گورکھے جو فی زماننا ملک نیپال مین حکمرانی کرتے ہین دراصل یہین کے ہندو ہین جنھون نے غیر ملک مین سکونت اختیار کی اور اونکو راجپوت کی نسل سے ہونیکا دعوی ہی اور نیپال کے دیسی باشندے جو نوار کہلاتے ہین بلکہ تبت کے باشندون کی اولاد سے ہین اور بودھ مذہب کے پیرو ہین گورکھون کی سلطنت کا آغاز سنہ ۱۷۶۸ء سے شمار کیا جاتا ہی کیونکہ سال مذکور مین اونھون نے کھٹمنڈو کی گھاٹی پر تسلط کر لیا اور رفتہ رفتہ نیپال کی پہاڑیون اور گھاٹیون کو اپنے تصرف مین لائے چونکہ انکا ملکی انتظام جاگیرداری کی بنا پر تھا لہذا تھوڑے ہی عرصے مین قرب وجوار کے لوگون کو اونکی اذیت کا اندیشہ پیدا ہوا یہہ قوم کبھی مشرق مین سکم پر اور کبھی مغرب مین کماون پر اور کبھی جنوب کی سمت گنگا کے میدانون پر حملہ کرتی تھی - جب مقام آخرالذکر مین انگریزی رعایا کو اونسے اذیت پہونچی تو ضرور ہوا کہ اونکے آگے بڑھنے کا انسداد کیا جاوے اور چونکہ سر جارج بارلو اور لارڈ منٹو دونون ان زیادتیون کی شکایت کر چکے تھے اور اونکے کان پر جون بھی نہ رینگی تھی لہذا لارڈ مائرا کو سواے اسکے کہ جنگ پر آمادہ ہو کوئی اور صورت نظر نہ آئی سنہ ۱۸۱۴ء مین پہلی مہم ناکام ہوئی اول تو اوس ملک کی ناموافق آب و ہوا اور دشوار گذار پہاڑیون سے سخت دقتین پیش آئین اور پھر انگریزی فوج نے گورکھون کی مستحکم قلعہ بندیون پر پیہم حملے کیے جنمین شکست فاش ...

کھائی ان پہاڑیون نے اپنی چھتریون سے جنکو وہ ٹکڑی کہتے ہین آفت
برپا کردی مگر اسی سال کے سرا مین جنرل اختر لونی نے دریاے ستلج سے فوج
اوتار کے پہاڑی قلعے ایک ایک کر کے سر کئے قلعے مذکور کوہ ہمالیہ
کی ریاستون مین گورنمنٹ پنجاب کے علاقہ حکومت مین ہنوز موجود ہین
اسپر نیپال کی سرکار لاچار ہوکر صلح کی ملتجی ہوئی۔ دوسرے سال ۱۸۱۵ع مین
اسی جنرل نے کمال تزک و شان کے ساتھ پٹنے سے کھٹمنڈو کی
وادی بالا پر چڑھائی کی اور دار الخلافت کے قریب پہونچکر نیپالیون کو اون
شرائط کے قبول کرنے پر مجبور کیا جو انھون نے پہلے رد کی تھین۔
سگولی مین عہدنامہ ہوا جسکی رو سے انگریزون اور نیپالیون کے تعلقات
طے ہوے اور آج کے دن تک ویسے ہی قائم ہین اس عہدنامہ کے بموجب
گورکھے ستلج سے جنوب و مشرق کو ہٹ گئے اور سلسلہ ہمالیہ کے دامن
جہان انھون نے آگے بڑھکر چوکیات قائم کی تھین جنوب و مغرب کی
جانب کنارہ کش ہوے اور وسطی پہاڑ نینی تال اور مسوری اور شملہ
کے صحت بخش مقام انگریزون کے ہاتھ آگئے۔

پنڈارون کا بیان

سنہ ۱۸۰۴ع سے سنہ ۱۸۱۷ع تک

اس عرصہ مین وسط ہند کی حالت دن بدن بدتر ہوتی گئی مرہٹون کے
لٹیرے سردار لوٹ قزاقی چھوڑکر ریاستہاے جیسے کہ گئے تھے مگر ان کا ہاتھ سے پنڈارون کی

قوم پیدا ہوگئی تھی۔ مرہٹے تو بہرحال ایک مجمع اہل ہنود کا تھے اور ایک طرح
کی گورنمنٹ اور جتھہ رکھتے تھے اور اپنی قدیم روایتوں اور دستوروں کے
پابند تھے مگر پنڈارے تو محض ڈاکوؤں اور غارتگروں کی جماعت تھے جنکو
یورپ کے زمانہ وسطی کی آزاد کمپنیوں سے مشابہت دے سکتے ہیں اون میں
قومیت اور مذہب کی کچھ قید نہ تھی وہ اپنی جماعت میں ہند کے خانہ بدوش
اور ردی فرقوں کو بلا تمیز اس بات کے کہ وہ افغان ہوں یا مرہٹے یا جاٹ
بخوشی شامل کر لیتے تھے ان لوگوں کو سلطنت مغلیہ کی تلچھٹ تصور کرنا
چاہیے جو اون ہندو اور اسلامی ریاستوں میں جنکا وجود اوسکے برباد ہونے
پر ہوا آمیز ہو جانے سے بیچ رہے تھے۔ کچھ عرصہ تک تو ایسا گمان ہوا کہ
عجب نہیں کہ سلطنت مغلیہ کا وارث یہی رہزنوں کا لشکر ہو جاوے۔ ملک
بنگالہ میں بھی ایسے گروہ مسلمان معزول شدہ سپاہیوں اور ہندوؤں کے
رذیل فرقوں کے مل جانے سے تیار ہو گئے تھے مگر وارن ہیسٹنگز
کی قوی حکومت میں یہ لوگ منتشر کر دیے گئے بہرحال وسط ہند میں پنڈاری
بڑھ گئے تھے اور ایسا زور پکڑا کہ بغیر فوج کشی کے اونکا استیصال نہ ہو سکتا

پنڈاروں کی لڑائی

سنہ ۱۸۱۷ عیسوی

پنڈاروں کا صدر مقام مالوہ تھا مگر اونکی غارتگری کچھ وسط ہند ہی تک
محدود نہ تھی بلکہ سپاہیوں اور ہزاروں جمع ہو کر گھوڑوں پر سوار ہو کر

اور ادھر مدراس کے ساحل تک تاخت و تاراج کرتے تھے۔ ایک
شخص امیر خان نامی اونکا سب سے بڑا اور زور آور سردار تھا اور اوسکے پاس
چند قواعد دان پلٹنیں اور توپخانے تھے دو اور سرغنہ جو چیتو اور کریم کے
نام سے مشہور تھے اتنے خوشحال تھے کہ اونھون نے ایک مرتبہ دس
لاکھ روپیہ سیندھیا کو بطور فدیہ کے نذر کیئے۔ ان پنڈارون کو پامال کرنیکی
غرض سے جنکے سب مرہٹے سردار کم و بیش طرفدار تھے لارڈ ہیسٹنگز
نے سنہ ۱۸۱۷ء میں ایک لشکر جرار ایک لاکھ بیس ہزار آدمیون کا جسکے مثل
ہند مین دیکھنے مین نہین آیا مہیا کیا اسکے نصف حصہ نے شمال سے
اور نصف نے جنوب سے کارروائی شروع کی سیندھیا تو یہہ سامان
جنگ دیکھکر ڈر گیا اور کان بھی نہ ہلائے اور امیر خان نے بھی جب اوسکو
اوس علاقہ کے ملنے کا اطمینان ہوگیا جو اب ٹونک کی ریاست مین داخل ہے
تو اوسنے اپنی فوج توڑ دی باقی ماندہ پنڈارے اپنی بود و باش کی جگہون مین
گرفتار ہوکر تہ تیغ ہوئے۔ کریم نے فتحمندون کے لطف و کرم کا دامن پکڑا
چیتو جنگل کو بھاگ گیا اور شیر کا لقمہ ہوا۔

مرہٹون کی اخیر لڑائی

سنہ ۱۸۱۷-۱۸ عیسوی

جس سال اور مہینہ یعنی نومبر سنہ ۱۸۱۷ء مین پنڈارے پامال کیئے گئے
تین بڑے مرہٹے سردار پیشوا اور ناگپور والا اور ہلکر مین علیحدہ علیحدہ انگریزون

سے برسر جنگ ہوئے پیشوا باجی راو تو ایک مدت سے عہدنامہ بسین
کی شرائط پر جو اوسکو سنہ ۱۸۰۲ء میں مجبور کرنا پڑی تھیں چار کھائے بیٹھا تھا اور اوسپر
طرہ یہہ ہوا کہ جون سنہ ۱۸۱۷ء میں پونا کے جدید عہدنامہ کے بموجب گائکوار اوسکے
احاطۂ حکومت سے باہر ہوگیا اور امدادی فوج کی تنخواہ کے عوض میں اوسکو بارہ
ضلعے انگریزون کو تفویض کرنے پڑے اور یہہ شرط کرنی پڑی کہ آیندہ کے
تنازع تصفیہ کے لیئے گورنمنٹ انگریزی کے روبرو پیش ہوا کرینگے الفنسٹن
کو جو اوسوقت پونا مین رزیڈنٹی کے منصب پر مامور تھا فساد کے آثار نظر
آئے لہذا وہ چھاونی سے کرکی کو جہان اوسنے ایک گورے کی پلٹن بلوائی
تھی چلا گیا اوسکے دوسرے ہی دن رزیڈنسی مین آگ لگا دی گئی اور پیشوا
کی کل فوج کا کرکی پر حملہ ہوا انگریزون نے بڑی بہادری سے حملہ آورون کو
پسپا کیا اور پیشوا فی الفور ہی دار الریاست سے بھاگ نکلا عنقریب یہی صورت
ناگپور مین بھی پیش آئی یہان سپاہیون نے مقابلہ کیا ایک جماعت کثیر کے
بڑی مردانگی سے سیتابلدی کی پہاڑی کی حفاظت کی اور انگریزی فوج
کے نام پر دھبہ نہ لگنے دیا اور ماہ آیندہ مین مہدپور کی شدید جنگ مین ہلکر
کی فوج نے شکست فاش کھائی

مرہٹون کی اخیر لڑائی کے نتائج

جب کوئی علاج نہ تھا پیشوا لاچار ہوا تو مفرورون کا انتخاب کیا گیا اور ۱۸۱۸ء کی
شرائط جن سے امن و امان قائم ہو قبول کرنے پر مجبور کیئے گئے اس حد

کے انجام دینے مین سر جان مالکم نے نہایت کوشش کی پیشوا کی
عملداری جو کہ ملکی احاطہ مین شامل کر لی گئی اور وہ ملک جو پنڈارون سے ہا
آئے اوس سے صوبجات متوسط کی بنا پڑی جب اور کچھ بن نہ پڑی تو پیشوا
سمجھا کہ حاضر ہوا اوسکے لیئے آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ کا وظیفہ مقرر ہوا اور کانپور
کے قریب بٹھور مین رہنے کی اجازت ملی وہ مردود نانا صاحب جسنے ۱۸۵۷ع
کے غدر مین نمکحرامی کی اسیکا لیپالک تھا پیشوا کی جگہہ جو مرہٹون کے سمجھہ کا
سردار سمجھا جاتا تھا سیوجی کی اولاد مین سے ایک شخص کو کہ اوسوقت تک بے
نام ونشان تھا ستارہ کی گدی پر سرفراز کیا اور ایک نابالغ ہلکر کا وارث
تسلیم ہوا اور ایک اور صغیر سن ناگپور کا راجہ مشتہر کیا گیا اور سرکار انگریزی نے
اوسکی سرپرستی اختیار کی اسی زمانہ مین راجپوتانہ کی ریاستون نے سرکار
انگلشیہ کی اطاعت کا حلقہ کان مین ڈالا اور باجگذار ہونا قبول کیا اس تغیر وتبدل
کے بعد لارڈ ہیسٹنگز کے زمانہ سے لارڈ ڈلہوزی کے عہد تک سرکار
انگلشیہ کی قلمرو مین چندان کمی بیشی نہوئی لارڈ ہیسٹنگز اور سر جان مالکم کو اس
امر پر فخر تھا کہ اونھون نے سرکار کی عملداری کے حدود بڑھائے مگر وہ
اسبات پر البتہ نازان تھے کہ اونکے حسن انتظام سے کڑورہا خلقت کو جو مرہٹون
اور پنڈارون کے جور وستم سے نالان وگریان تھی امن وعافیت کی نعمت عظمی
حاصل ہوئی ۔

لارڈ امہرسٹ کا عہد حکومت

سنہ ۱۸۲۳ عیسوی

مارکوئیس آف ہیسٹنگز کی جگہہ لارڈ امہرسٹ چند مہینے بعد مقرر ہوا اور اس
بیچ مین مسٹر آدم ایک متعہد ملازم سے گورنر جنرلی کا کام انجام دیا۔ ہند کے
جزیرہ نما مین مرہٹون کی لڑائی ختم نہوئے پائی تھی کہ انگریزون کی فوج کو سمندر
پار نئے دشمنون کا مقابلہ کرنا پڑا۔ لارڈ امہرسٹ نے پانچ سال یعنی سنہ ۱۸۲۳ء
سے سنہ ۱۸۲۸ء تک حکمرانی کی اوسکے زمانہ کے دو بڑے واقعے برہما کی
پہلی لڑائی اور بھرت پور کی تسخیر ہین +

برہما کی زمانہ سلف کی کیفیت

چند برسون سے انگریزی عملداری کی شمال و مشرقی حد پر برہما کے لوگ
لوٹ مار کیا کرتے تھے۔ برہما کا ملک خلیج بنگالہ کے مشرقی ساحل پر مثل
حاشیہ کے واقع ہی اور اوسکا طول دریاے اراولی کی وادی بالا تک
چلا گیا ہی اوسکے باشندے ملک تبت اور چین والون کی نسل سے
ہین وہ انکی اپنی تواریخ بھی نرالی ہی روایت سے یون دریافت ہوتا ہی کہ ابتدا مین
تہذیب کا چرچا ایک برہما مین ساحل کارومنڈل کے لوگون نے
جاری کیا جنکی صلیت یا انکا نام تیلنگ جو تلنگانہ کے متشابہ ہی دلالت
کرتا ہی ایسا ہو یا نہو مگر اس مین شک نہین کہ بودھ مذہب جسکے برہما
کے لوگ فی الحال پیرو ہین وہ کسی زمانہ ابتدائی مین ہند سے آیا تھا اور

یہہ بھی تحقیق ہی کہ جنوب مین ملک سیام سے اور شمال مین وسط ایشیا کے
ویران پہاڑون سے اس سرزمین پر یورشین ہوئی ہین ان یورشون مین
ویسے ہی بے ضرر اور وحشیانہ اور بلا تمیز قتل ہوئے جیسا کہ تبت
اور چین کی قومون کا خاصہ ہی مگر علم و ہنر کی ترقی جسکا باعث بودھ مذہب
ہوا تھا باوجود ان صدمون کے قائم رہی بلکہ بندرون کے گرد نواح مین
اوسکو دن بدن ترقی ہوئی۔ پندرھوین صدی مین یورپ کے سیاحون
نے پیگو اور شان سرم کے صوبون کی سیر کی اور اونکے بیان سے
معلوم ہوتا ہی کہ ان مین بحر کی تجارت کثرت سے ہوتی تھی۔ اور پرتگیزون
کے زمانے مین جبکہ اونکو مشرق مین غلبہ تھا بہت سے فرنگستان
کے لوگون نے جنکی کوئی معاش نہتھی اراکان مین اکر قسمت آزمائی کے
لیے پناہ لی اور اراکان کے باشندون نے انکی مدد سے اپنی حکومت
آگے بڑھائی اور چاٹگاؤن پر تسلط کرلیا یہہ لوگ ماگھہ کہلاتے تھے
اور گنگا کی ڈلٹا کے رہنے والون پر انکی ہیبت چھا گئی تھی تقریبًا سنہ ۱۷۵۰ع
مین ایک نیا خاندان شاہی جسکا بانی الومپرا تھا پیدا ہوا اور شہر آوا
مین دار الریاست قائم ہوئی چنانچہ برہما کی خودمختار ریاست ہنوز انہی ان کے خاندان
مین چلی آتی ہی +

برہما کی پہلی لڑائی

سنہ ۱۸۲۴ سنہ ۱۸۲۶ عیسوی

جبکہ الومپرا کے جانشینون نے کل برہما پر تسلط کر لیا اور آسام کو بھی
جو اسوقت ایک خودمختار ریاست تھی مغلوب کر چکے اوُنھون ملک بنگالہ
کے انگریزی ضلاع پر دست اندازیان کرنی شروع کین اور چونکہ صلح کے
جمیع پیام و سلام کو اوُنھون نے حقارت سے رد کیا لہذا لارڈ امہرسٹ کو
مجبور ہوکر سنہ ۱۸۲۴ع مین جنگ کا اشتہار دینا پڑا ایسے مخالفون کو جیسے
برہما کے لوگ تھے مغلوب کرنے مین چندان ناموری حاصل ہونے کی توقع
نہ تھی کیونکہ بجز وبائی آب ہوا کے کوئی اور امر اوس ملک کی تسخیر کا مانع نہ تھا
ایک لشکر تو آسام کو برہمپتر دریا کی راہ سے ناؤن مین روانہ ہوا دوسری
فوج خشکی کی راہ چاٹگانو سے ہوکر اراکان کو گئی اس لیئے کہ بنگال کے
سپاہیون نے تری پر چلنے سے انکار کیا تیسری فوج نے جو سب سے
قوی تھی مدراس سے سیدھی دریاے اراوتی کے مہانے کی راہ
لی اس جنگ نے دو برس سے زیادہ طول کھینچا اور جب بیس ہزار جانین مخصوص
بیماری سے تلف ہو گئین اور چودہ کرور روپیہ صرف ہو چکا تو اوُسکے
بادشاہ نے سنہ ۱۸۲۶ع مین یندبو کے عہدنامہ پر دستخط کیئے اوسکی شرطون
کے بموجب بادشاہ کو آسام کے دعوی سے دستبردار ہونا پڑا اور
اراکان اور تناسرم کے صوبجات جنپر انگریزون کی فوج قبضہ کیئے

ہوئے تھی اونکو دینا پڑے اور کل اراوڈی کی وادی سمندر کے کنارہ تک شاہ برہما کے تصرف مین ہی ✣

بھرت پور کی تسخیر

سنہ ۱۸۲۷ع

وسط ہند مین بھرت پور جاٹون کی بہت بڑی ریاست ہی اوسکی گدی نشینی کے بارے مین تنازع ہوا اور سرکار انگریزی کو مداخلت کرنی پڑی پس لارڈ کامبر میر نے جنوری سنہ ۱۸۲۷ع مین شہر پر قبضہ کیا اور اسطرح لارڈ لیک کے سنہ ۱۸۰۵ع مین پسپا ہونے کی بدنامی دور ہوئی گولہ اندازی نے تو اوسکے جوڑے دھس پر کچھ اثر نہین کیا مگر جب سرنگ کے ذریعہ سے اوسکی دیوار مین شگاف کر دیا تو ہلا بول کر شہر کو فتح کر لیا اس سے تمام خیالی جو تمام ہند مین پھیلی ہوئی تھی کہ بھرت پور کا قلعہ فتح ہو ہی نہین سکتا اور جس سے اپنے معاملات ملکی مین اندیشہ متصور تھا رفع ہو گئی ✣

لارڈ ولیم بنٹنگ

سنہ ۱۸۲۸ع لغایت ۱۸۳۵ع

لارڈ ولیم بنٹنگ تیئس برس قبل جبکہ ویلور مین غدر ہوا تھا سنہ ۱۸۰۶ع مین احاطہ مدراس کا گورنر رہ چکا تھا اور اب عہدہ گورنر جنرلی پر مقرر ہو کر آیا اوسکے سات سال کے عہد حکومت مین نہ تو کوئی ملک فتح ہوا اور نہ عملداری کی وسعت بڑھی جس سے مورخ سلطنت کی ترقی کا اندازہ کیا کرتے ہین مگر

اوسکا زمانہ ایک انتظامی اصلاح کا زمانہ تھا جسمین بتدریج رعایا کے دلون مین اپنے اجنبی حکام کی قدر و منزلت اور نیز رعب و داب دن بدن جڑ پکڑتا گیا پس ہم کہہ سکتے ہین کہ برٹش ہند کی تواریخ کا وہ زمانہ جبکہ انگریزون نے کمال خیر اندیشی اور خلوص نیتی سے اس ملک کا انتظام محض ہندوستانیون کی بہبودی کی نظر سے کرنا شروع کیا لارڈ ولیم بن ٹنگ کے عہد سے شمار کرنا چاہیئے
کلکتہ مین گورنر جنرل موصوف کی شبیہ آہنی پر لارڈ مکالے کا تحریر کیا ہوا نوشتہ اوسکے عہد کے مشہور واقعات کی اس طرح پر شہادت دیتا ہے کہ اوسنے زبون و وحشیانہ رسمین منسوخ کین ۔ قومی تنفر تے جو موجب ذلت کے تھے مٹائے ۔ آزادانہ راے دینے کی عموماً اجازت بخشی ۔ اور رعایا جو ودیعت ایزدی ہین درستی اخلاق اور ترقی علم و ہنر کا خیال کسی دم دل سے فراموش نہ کیا ۔

لارڈ بن ٹنگ کی مالی اصلاحین

برہما کی جنگ کے مصارف کی وجہہ سے سرکاری خزانہ کی حالت ابتر ہو گئی تھی لہذا لارڈ بن ٹنگ ہند مین داخل ہوتے ہی اوسکی درستی کی طرف متوجہ ہوا اوسنے تین شکلین نکالین اول تو اخراجات سعینہ مین ڈیڑھ کرور روپیہ کی تخفیف کی دوسرے اوس اراضی پر جو جمعبندی سے چھوٹ گئی تھی جمع باندھ کے مالگزاری بڑھائی اور تیسرے مالوہ کی افیون پر محصول لگایا ۔ اوسنے تعلیم یافتہ ہندوستانیون کے سرکار کمپنی کی ملازمت مین زیادہ داخل ہو

کی صورت نکالی بہرحال اوسکی بعض اصلاحین ملازمان متعہد اور افسران فوج کو
بہت ناگوار گذرین مگر کورٹ آف ڈائرکٹرس اور انگلستان کی گورنمنٹ
عالیہ نے جو اوسوقت فریق لبرل سے تھی لارڈ ولیم بن ٹنگ کی کمال استحکام
کے ساتھہ اعانت کی ٭

رسم ستی کی موقوفی اور ٹھگی کا انسداد

ستی کی رسم کی موقوفی اور ٹھگون کا انسداد لارڈ بن ٹنگ کے عہد کے
دو بڑے کام ہین جنکی تمانا اسبات کا ذہن مین آنا کہ ان مذموم اور وحشیانہ
رسوم کی وجہ سے ہندوؤن کی معاشرت مین کسقدر برائی آگئی تھی گو نہ
دشوار ہی۔ اہل فرنگ کے عالمون کی تحقیقات سے بخوبی ثابت ہی کہ
جو وید کا حکم بیواؤن کی ستی کی تائید مین پیش کیا جاتا ہی اوسکی عمداً غلط تعبیر
کی گئی ہی۔ مگر ازانجا کہ یہہ رسم مدت مدید سے رائج تھی لہذا اوسکو اہل ہنود کی
راے مین فرائض مذہبی کا رتبہ حاصل ہوگیا تھا اور گو اکبر شاہ نے اوسکی
ممانعت کی مگر مسدود نہ کرسکا اور انگریزی حکام کو زمانہ ابتدا مین لوگون کی
دینی رسوم مین مداخلت کرنے کی جرأت نہ پڑی۔ کہتے ہین کہ ایک حاطہ
بنگال مین کم سے کم سات سو بیوہ سنہ ۱۸۱۷ع مین زندہ جلادی گئین اور ہندوؤنکی
جاترن کے مقدس مقامات پر جو آج کے دن تک چھوٹے چھوٹے سپید ستون
کثرت سے جابجا دیکھنے مین آتے ہین ستیون کے یادگار ہین۔ چوتھی
دسمبر سنہ ۱۸۲۹ع کو لارڈ ولیم بن ٹنگ نے باوجود انگریزون اور ہندوستانیون

کی سخت مخالفت کے باجلاس کونسل یہہ قانون نافذ کیا کہ جو کوئی ستی ہونے
مین مدد کریگا وہ قتل انسان کے جرم کا مرتکب سمجھا جائیگا۔ ٹھگی کے انسداد
کی نیکنامی مین کپتان سلیمن لارڈ ولیم بنٹنگ کے شریک ہین۔ ٹھگ خفیہ
قزاق تھے جنکا موروثی پیشہ یہہ تھا کہ پھانسی ڈال کر مار ڈالا کرتے تھے اُن
لوگون کے گروہ کے گروہ تاجرون اور جاتریون کے بھیس مین سفر کرتے
تھے۔ یہہ سب خونخوار دیبی **کالی** کی پوجا کرتے تھے اور آپس مین قسم
ہوچالی تھی کہ ایک دوسرے کے رفیق اور مددگار رہینگے سنہ ۱۸۲۶ء اور
سنہ ۱۸۳۵ء کے درمیان سرکار انگریزی کی عملداری کے مختلف حصون مین ۱۵۶۲
ٹھگ گرفتار ہوئے اور مجرمان اقراری کی شہادت سے بتدریج یہہ بلا صفحہ
روزگار سے رفع ہوئی

سند شاہی کی تجدید

سنہ ۱۸۳۳ء

لارڈ ولیم بنٹنگ کے عہد حکومت سے دو اور تاریخی واقعات متعلق ہین
ایک یہہ کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی سند شاہی کی میعاد سنہ ۱۸۳۳ء مین بیس برس کے لیے
زیادہ کی گئی مگر یہہ شرط لگادی گئی کہ کمپنی تجارت سے مطلقاً دست بردار ہو اور
اہل فرنگ کو ملک مین بودوباش کرنے کی اجازت دے اسی ماہ مین ایک
چوتھا ممبر جسکا تعلق امور قانونی سے تھا گورنر جنرل کی کونسل مین بڑھایا گیا جسکا
ملازمان کمپنی سے ہونا خواہی نخواہی ضرور نہ تھا علاوہ ان باتون کے ایک کمیشن

قانون کی ترمیم کرنے اور ایک مجموعۂ آئین تیار کرنے کے لیئے قرار پایا اور مکالے کونسل کا پہلا قانونی ممبر اور کمیشن قانونی کا پہلا میر مجلس مقرر ہوا۔

ریاست میسور کی حمایت اور کورگ کا الحاق

ریاست میسور مین انگریزی انتظام قائم کرنے کی سنہ ۱۸۳۰ء مین ضرورت پڑی اور یہہ انتظام مارچ سنہ ۱۸۸۱ء تک قائم رہا مگر اسکے بعد ہی وہان پھر دیسی انتظام ہو گیا سنہ ۱۸۳۴ء مین ریاست کورگ کے راجہ کی مجنونانہ بدانتظامی کی جہہ سے ایک مختصر مگر تیز تند لڑائی ہوئی راجہ کو بنارس مین بودوباش کرنیکی اجازت ملی اور اس کوہستانی چھوٹی ریاست کے بہادر اور صاحب ہمت باشندے سرکار کمپنی کی ماتحتی اختیار کرنے پر مستعد ہو گئے لارڈ ولیم بن ٹنگ کے عہد حکومت مین یہی ایک ملک سلطنت مین شامل کیا گیا اور یہہ امر اوس ملک کے باشندون کی خاص مرضی و اتفاق رائے سے عمل مین آیا۔

لارڈ مٹکاف

سنہ ۱۸۳۵ء سے سنہ ۱۸۳۶ء تک

سرچارلس مٹکاف جو کونسل کا ممبر اعلی تھا اور جسکو آخرکار لارڈ کا خطاب ملا لارڈ ولیم بن ٹنگ کی جگہہ گورنر جنرل مقرر ہوا اوسنے اپنے عہد کے مختصر زمانہ مین وہ تجویز جسکی بنا لارڈ بن ٹنگ نے ڈالی تھی اختتام کو پہونچائی اور اخبارات کو پوری آزادی عطا کی انگلستان مین کورٹ آف ڈائرکٹرس کی مخصوص یہہ خواہش تھی اور ہند مین سبھون کی راے تھی کہ مٹکاف صاحب

گورنر جنرل سابق کی حکمت عملی کو تمکین دینے کے بخوبی لائق ہین اور انکے
منصب گورنر جنرلی پر مقرر کیئے جانے کی تجویز بطور رفع ضرورت نہین
بلکہ مدت معینہ کے لیئے تھی +

لارڈ آکلنڈ

سنہ ۱۸۳۶ء سے ۱۸۴۲ء تک

مگر انگلستان مین تبدیل سلطنت کی اختلاف رائے کی وجہ سے لارڈ آکلنڈ
کی تقرری کی ضرورت پڑی اور اوس تاریخ سے گویا جنگ و تسخیر کا زمانہ شروع
ہوا اور بیس برس تک جاری رہا جس وقت لارڈ آکلنڈ کے طالع کی نحوست
نے اوسکو اس بات پر آمادہ کیا کہ شاہ شجاع کو کابل کے تخت پر بٹھائے
جو ہر سو امن و امان تھا مقصد مذکور کے حصول کے واسطے کابل پر
چڑھائی ہوئی مگر اس مہم کے اہتمام مین ایسی بد انتظامیان عمل مین آئین کہ انجام کار
انگریزی فوج جو کابل مین متعین ہوئی تھی بالکل نیست و نابود ہو گئی +

افغانستان کی کیفیت درانیون کے عہد مین

سنہ ۱۷۴۷ء سے سنہ ۱۸۲۶ء تک

سلاطین غزنی اور غور کے زمانہ کے بعد یہہ کیفیت اول ہی مرتبہ دیکھنے
مین آئی کہ کل افغانستان سنہ ۱۷۴۷ء مین ایک قومی بادشاہ یعنی احمد شاہ
درانی کے تسلط مین آگیا اس جوانمرد سپاہی نے جبکہ نادرشاہ ایرانی کی وفات
کے بعد سلطنت مین انتشار و ابتری پھیلی ہوئی تھی موقع پاکر اپنا کام بنایا اور

اوسکی وفات کے جو ۱۷۷۳ء مین واقع ہوئی احمد شاہ کی سلطنت ہرات
سے پیشاور اور کشمیر سے سندھ تک پھیل گئی تھی اور اوسکی مداخلت سے
۱۷۶۱ء مین مرہٹون کی فوج نصرت موج پانی پت کے میدان جنگ
مین پسپا ہوئی اور ایک مسلمان بادشاہ دہلی کے تخت پر پھر مسلط ہوا بہرحال
احمد شاہ نے کسی وقت ہند مین مقیم ہونا پسند نہین کیا بلکہ اپنی قوم کی
دار الخلافون یعنی کابل اور قندھار مین باری باری سے بہ عظمت و شان
رونق افروز رہا - دُرّانی بادشاہ نہایت کثیر الاولاد تھے اور جب کبھی نئے
سردار کی تخت نشینی کی نوبت پہونچتی تو شہزادے اکثر آپس مین کٹ مرتے
تھے ایک موقع پر ایسا ہوا کہ بڑے کشت خون کے بعد آخر کار ۱۸۲۶ء
مین دوست محمد خان نے جو بارکزئی کے زبردست خاندان کا سردار تھا
اپنے تئین امیر کے خطاب سے کابل کی حکومت پر قائم کیا اور انھین
دنون مین دُرّانی خاندان کے دو شہزادے جو بھائی تھے پنجاب کی
حد پر لدھیانہ مین سرکار انگریزی کے زیر سایہ رہتے تھے +

انگریزون کے معاملات ابتدائی کابل کے ساتھ

لارڈ ولزلی کے زمانہ مین سرکار انگلشیہ کی توجہ افغانون کے معاملات
کی طرف رجوع تھی کیونکہ گورنر جنرل موصوف کو اس بات کا اندیشہ تھا کہ کہین
ایسا نہو کہ زمان شاہ جو ۱۸۰۰ء مین اپنے دربار کے لاہور مین موجود
تھا مثل احمد شاہ کے ہندوستان پر یورش کرے کیونکہ پنجاب سکھون

کے وقت مین سکھون کی زبردست سلطنت کا نمود ہوا تو یہہ اندیشہ قطعی رفع ہوگیا۔ مین بعد جبکہ سنہ ۱۸۰۹ء مین فرانسیسون کا ہندپر حملہ کرنا ایک ایسا امر محال نہین سمجھا گیا تھا کہ جسکے انسداد کی کچھہ ضرورت نہو مانٹ اسٹوارٹ الفنسٹن لارڈ منٹو کی طرف سے زمان شاہ کے بھائی شاہ شجاع کے پاس بطور سفیر اس غرض سے روانہ ہوا کہ طرفین سے دفع مضرت کے لیئے عہد و پیمان کیئے جائین مگر ایک سال بھی گذرنے نہ پایا تھا کہ شاہ شجاع آوارہ دشت ادبار ہوا اور تیسرا بھائی محمد شاہ تخت پر بیٹھا +

انگریزون کا شاہ شجاع کو ازسرنو تخت پر بٹھانا

سنہ ۱۸۳۹ء

جسوقت انگریزون نے سنہ ۱۸۳۷ء مین افغانستان کے معاملات مین دخل کی امیر دوست محمد خان بارکزئی کابل کا غاصب اپنی حکومت مین خوب مستحکم ہوگیا تھا اور اوسکی بڑی خواہش تھی کہ پشاور کو سکھون سے کسی طرح پر لیلے پس جس وقت کپتان اسکندر برنس کو لارڈ آکلنڈ نے بظاہر اس غرض سے سفارت پر بھیجا کہ تجارت کو ترقی دے امیر موصوف نے ہر بات پر اپنی منشا ظاہر کی بشرطیکہ پشاور اوسکو ملجاوے۔ مگر لارڈ آکلنڈ کی نظر اس سے بڑھکر اہم کام پر تھی کیونکہ اس زمانہ مین روسی وسط ایشیا مین بعجلت تمام بڑھتے آتے تھے اور ایک ایرانی فوج روسیون کی اعانت سے ہرات کا جو افغانستان کا گویا مشرقی پشتہ ہے محاصرہ کررہی تھی اور اسوقت سکندر برنس

کے ساتھ ہی ساتھ ایک روسی سفیر بھی کابل مین موجود تھا مگر چونکہ
برنس پیشاور کے بارے مین امیر دوست محمد خان کی خواہشون کو پورا
نہ کرسکا لہذا وہ ہند کو ناکام واپس آیا۔ اسپر لارڈ آکلنڈ اس خطرناک تجویز
پر آمادہ ہوا کہ کسی ایسے شخص کو کابل کے تخت پر بٹھانا چاہیئے جس سے
اپنی مطلب براری ہو لہذا لدھیانہ کے جلاوطنون مین سے شاہ شجاع
اس مقصد کے پورا کرنے کے لیئے منتخب کیا گیا۔ اسوقت سندھ
اور پنجاب دونون خود مختار سلطنتین تھین مگر سندھ بمقابلہ پنجاب کے
کمزور تھا لہذا اوس طرف سے ایک لشکر شاہ شجاع کو ہمراہ لیئے ہوئے جنوبی
افغانستان مین درہ بولان سے داخل ہوا قندھار نے بلا لڑے اطاعت
قبول کی اور غزنی کا شہر حملہ کرکے لیا گیا۔ دوست محمد خان نے ہندوکش
کے پار پناہ لی اور انگریز شاہ شجاع کو بڑی کر و فر سے بالا حصار مین جو
کابل مین ہے لے گئے اور اگست سنہ ۱۸۳۹ء مین تخت پر بٹھایا اسکے بعد
دوست محمد خان ایک مرتبہ بڑی بہادری سے لڑا اور پھر آپ کو حوالہ کر دیا
اور بطور سرکاری قیدی کے کلکتہ بھیجا گیا۔

انگریزون کا افغانستان سے واپس آنا

سنہ ۱۸۴۱ء سے سنہ ۱۸۴۲ء تک

انگریزون نے شاہ شجاع کو تخت پر تو بٹھا دیا مگر افغانون کے دلون کو
اوسکی طرف رجوع کرنا تو اونکے اختیار مین نہ تھا وہ لوگ اوسکو ایک خوار خستہ غریب الوطن

سمجھتے تھے جسکو اجنبیون نے اونکے اوپر جبراً مسلط کیا تھا ۔ دو سال تک
انگریزون کی فوج نے افغانستان پر قبضہ کیا مگر نومبر ۱۸۴۱ء مین انگریزی
اجنٹ سر اسکندر برنس کے شہر کابل مین قتل ہوتے ہی آفت نازل ہوئی
اسوقت سر ولیم مکناٹن پولیٹکل افسر تھا اور چھاونی کی فوج جنرل الفنسٹن کے
زیر حکومت تھی ۔ یاد رہے کہ صاحب موصوف اونکے لائق ہمنام جناب
ماونٹ اسٹوارٹ الفنسٹن مورخ دو جدا شخص تھے ۔ جنرل الفنسٹن بوڑھا
آدمی تھا اپنے منصب کی سخت ذمہ داری سے عہدہ برا نہو سکا اور امیر دوست محمد خان
کے بڑے بیٹے اکبر خان نے مکناٹن صاحب کو دغا سے ملاقات کے وقت
قتل کیا دو مہینہ کی ڈھیل ڈھال کے بعد انگریزی فوج عین جاڑے کے
جاڑے مین چھاونی سے روانہ ہوئی کہ درون مین ہوکر ہندوستان کی راہ لے
اور افغانون کے سردارون نے اونکو امن و امان سے جانے دینے کا وعدہ
کیا مگر وہ اپنے قول کے سچے نہ نکلے ۔ وقت روانگی کے لشکر کے آدمی
شمار مین چار ہزار تھے اور لشکر کی بھیڑ کا شمار بارہ ہزار تھا اس کثیر جماعت
مین سے صرف ڈاکٹر برائڈن جلال آباد کے قلعہ مین سلامت پہونچا
جہان جنرل سیل نے کمال مردانگی سے اپنے مقام کو نہ چھوڑا تھا باقی تمام
فوج خرد کابل اور جگدلک کے تنگ درون مین افغانون کے چھرون
اور لشکر دار بندوقون اور سردی سے ہلاک ہوئی ۔ بہرحال اکبر خان کے
دل مین کچھ نیکی آئی کہ چند قیدیون کے ساتھ کہ جن مین خاصکر بیبیان

نیچے اور افسر نے مجھے مہربانی کے ساتھ پیش آنے کا حکم دیا +

بدلہ لینے والی فوج

سنہ ۱۸۴۲ عیسوی

افغانون پر اول مرتبہ جو فوج کشی کی گئی محض بد خلت بیجا تھی اسیطرح یہہ بھی
آئینہ ملے کا اختلاف رہا اور مہم کے اہتمام مین سرتا پا بد انتظامیان ہوئین
پس لشکر انگلشیہ کا انجام کار ذلت و خواری اوٹھانا تعجب کی بات نہ تھی اگرچہ
در اصل ایک ہی مقام کی فوج ضائع ہوئی مگر موسم سرما کی ہولناک تکلیفین اور
فوج کا بالکل غارت ہو جانا ایسے امور ہین جنسے اس شکست کی ذلت چہار چند
ہو جاتی ہے۔ اس خبر کو کلکتہ پہونچے ایک مہینہ بھی نہوا تھا کہ لارڈ آکلنڈ
کی جگہہ لارڈ النبرا مامور ہوا پہلے پہل اوسکی نیت یہہ تھی کہ جلال آباد
اور قندہار کی فوجون کو سلامت نکال لانے پر اکتفا کیجیے مگر اوسکے مشیرون
کی دلیرانہ صلاحین غالب آئین اور اوسکو مجبوراً دوسری روش اختیار کرنی پڑی
چنانچہ جنرل پالک کو جو پنجاب کی راہ سے جنرل سیل کی مدد کو جاتا تھا
کابل تک جانے کی اجازت دی گئی اور اگرچہ جنرل ناٹ کو قندہار
واپس آنیکا حکم ہوا تاہم اوسنے کابل ہو کر جانے پر کمر باندھی۔ لارڈ النبرا
نے اپنے احکام ایسے پیچیدہ الفاظون مین تحریر کیے جس سے نقصان
کی ذمہ داری اوسکے سپہسالارون ہی کے سر ہے مگر جنرل ناٹ نے
یہہ ذمہ داری سر آنکھون پر لی اور کمال بہادری سے شمال کو کابل کی

سمت کوچ کیا۔ بعد سخت جنگ و جدل کے جنرل پالک اور ناٹ کے لشکر ستمبر ۱۸۴۲ء کو منزل مقصود پر باہم ملے۔ کابل کا بازار کلان باروت سے اوڑا یا اور کلنک کا ٹیکا شہر پر لگایا۔ سرکاری قیدی واپس لیے گئے اور سب نے ایک ساتھہ ہندکو مراجعت کی اور دوست محمد خان کو وہین چھوڑا کہ بلا مزاحمت اپنے تخت پر قبضہ کر لے۔ قصہ مختصر لارڈ النبرا نے جسکے ایما سے محمود غزنی کے مزار کا پھاٹک اس امر کی یادگار مین کہ سرکار انگلشیہ نے سومنات کا عوض لیا ہندکو منگوایا گیا تھا اب بڑی دہوم دھام سے اپنی نصرت کا اشتہار دیا۔ یہہ بات جو مشہور ہی کہ یہہ پھاٹک سومنات کے مندر کا تھا محض لغو ہی پس جیسا کہ لارڈ النبرا نے اوس وقت مین کہ سرکاری فوج کی حالت ازحد نازک ہو رہی تھی بزدلی ظاہر کی تھی اب اوس پھاٹک کی پنجاب مین بشہر بشہر نمایش کروا کے ایک جھوٹے فخر کا اظہار کیا ✤

ملک سندھ کی تسخیر

سنہ ۱۸۴۳ء

چونکہ لارڈ النبرا جنگی شان و شوکت کا بڑا شائق تھا لہذا اوسکے عہد مین دو اور لڑائیان ہوئین سنہ ۱۸۴۳ء مین سر چارلس نیپیر نے سندھ کے مسلمان حاکمون کو جو امیر کہلاتے تھے پامال کیا۔ ان بیچارون کا جرم اتنا ہی تھا کہ وہ اپنی خودمختاری سے دست بردار ہونے پر راضی نہ تھے

ہند کی تواریخ مین میانی کی فتح نہایت مشہور و معروف ہی جسمین تین ہزار انگریزی سپاہ نے بارہ ہزار بلوچیون کو شکست دی مگر ملک مذکور کو سلطنت مین شامل کر لینے کی کوئی وجہ معقول پائی نہین جاتی اوسی سال گوالیار مین گدی نشینی پر جھگڑا ہوا اور عورتون کے فن فریب سے نزاع کی آگ بھڑک اوٹھی اور انجام یہہ ہوا کہ سیندھیا کے خاندان کے عظیم لشکر مین بلوہ ہوگیا اور مہاراج پور و پنیار کی لڑائیون کے بعد پھر امن و چین ہوا مہاراجپور کی جنگ مین لارڈ النبرا بذات خود موجود تھا ❊

لارڈ ہارڈنگ

سنہ ۱۸۴۴ء سے ۱۸۴۸ء تک

کورٹ آف ڈائرکٹرس نے ۱۸۴۴ء مین لارڈ النبرا کو طلب فرمایا کیونکہ جلسہ مذکور کو اوسکی راے سے اتفاق نہ تھا اور نہ اونکو اوسکی فہم و فراست پر کامل اعتبار تھا اوسکی جگہہ پر سر ہنری ہارڈنگ ایک آزمودہ کار جنرل جسکو بعد کو لارڈ کا لقب ملا مامور ہوا لارڈ ہارڈنگ نے جنگ واٹرلو مین کام دیا تھا اور اوسی کی لڑائی مین ایک ہاتھہ بھی نذر کر چکا تھا اوسکے آتے ہی لوگونکو بخوبی معلوم ہو گیا کہ اب سرکار انگلشیہ اور سکھون کی زبردست باقیماندہ ہندو ریاست مین جو اب تک خود مختار تھی مقابلہ ہونے والا ہی ❊

سکھون کا بیان

اصل مین سکھون کی کوئی خاص قوم نہ تھے بلکہ وہ ایک مذہبی

فرقہ تھا اور فوجی قواعد اور تربیت پانے سے اونکے ارتباط مین زیادہ ترمضبوطی
آگئی تھی اونکے بیان سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ نانک شاہ ایک عابد ہندو
اصلاح دینے والے کی اولاد سے ہین جو ہند مین مغلون اور انگریزون
کے غلبہ کے زمانہ سے پیشتر سنہ ۱۴۶۹ء مین شہر لاہور کے قریب پیدا ہوا
تھا اور مثل اوس زمانہ کے دیگر اور سرگرم واعظون کے گرونانک بھی ذات
کے مٹانے اور خدا کی وحدانیت اور رفتار کی پاکیزگی کا درس دیتا تھا
گرونانک سے گوبند سنگھ تک متواتر دس گرو ہوئے اور گوبند سنگھ کے
بعد سنہ ۱۷۰۸ء سے یہہ سلسلہ منقطع ہوگیا مسلمان حاکمون نے اونکی اذیت
دہی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا اور اورنگ زیب کے نالائق جانشینون نے
تو اونکا قریب استیصال ہی کر ڈالا مگر سکھ کے شہیدون نے اپنے دین کا
ہرگز انکار نہ کیا انجام کار سلطنت مغلیہ کی بربادی پر سکھون کی ایک علیحدہ ریاست
ہوگئی اور پنجاب مین سوائے سکھون کے دوسری حکومت نہ رہی پس
سکھ تو شمال مین اور مرہٹے جنوب اور وسط ہند مین دو ہندوون کے
بڑے جتھے تھے جنھون نے آپس مین سلطنت مغلیہ کو بانٹ لیا تھا

رنجیت سنگھ کا بیان

سنہ ۱۷۸۰ء سے سنہ ۱۸۳۹ء تک

سکھون کے چھوٹے چھوٹے جتھون نے رنجیت سنگھ کے قبل دریا
ستلج کے کنارے اپنے اپنے سردارون کی ماتحتی مین اپنی

قائم کی تھیں جنمیں سے بعض ریاستیں ہنوز موجود ہیں رنجیت سنگھ سکھون کی
سلطنت کا بانی ۱۷۸۰ء مین پیدا ہوا اور بیس برس کی عمر مین افغان بادشاہ
کی طرف سے لاہور کا صوبہ دار مقرر ہوا اور اوسنے اپنے دل مین یہہ ارادہ
کیا کہ اپنے ہموطنون کے تعصب و جوش مذہبی پر اپنی حکومت کی بنا ڈالے
اور اس مقصد کے انجام کو پہونچانے کی غرض سے اوسنے سکھون یعنی
ازاد منشون کی ایک فوج بھرتی کی اور اوسمین یورپین افسر مقرر کیے اس
فوج نے استقلال و مذہبی سرگرمی مین ایسا نام پیدا کیا کہ کرام ول کی آئرن سائڈ
نام پلٹن کے زمانہ کے بعد پھر کبھی سننے مین نہین آیا۔ لاہور کی دار الخلافت
سے اوسنے اپنی تسخیرات جنوب کو ملتان اور مغرب کو پشاور اور جو
شمال کو کشمیر کی جانب پھیلائی مگر مشرق کی سمت کو دریائے ستلج رنجیت سنگھ
کے علاقہ اور انگریزی عملداری کی جو ۱۸۰۴ء مین وہانتک پہونچی تھی حد فاصل
رہی — اوس عہد و پیمان پر کہ رنجیت سنگھ نے مسٹر مٹکاف صاحب سے
۱۸۰۹ء مین کیا تھا وہ اپنی وفات تک جو ۱۸۳۹ء مین واقع ہوئی قائم رہا
اس واقعہ کے بعد اوسکے بیٹون مین کوئی ایسا نہ نکلا کہ اوسکی سلطنت سنبھالے
لہذا لاہور مین رقیب سپہسالارون اور ارکین ریاست اور رانیون کے آپس
مین سخت نزاع شروع ہوئی۔ خالصہ کی فوج سب مین زبردست تھی اور جیسے
انگریزون نے افغانستان مین صدمہ اوٹھایا تھا اوسکو انگریزی سپاہیون
سے زور آزمائی کا کمال اشتیاق تھا اس وقت بہ عقل کی خوبی سے یورپین

جنرل آوٹرم ٹبل اور کورٹ علیحدہ کر دیئے گئے اور فوج کا اختیار پنچایت کے سپرد ہوا +

سکھون کی پہلی لڑائی

سنہ ۱۸۴۵ عیسوی

سکھون کے لشکر نے جسمین ساٹھہ ہزار آدمی اور ڈیڑھ سو توپین تھین سنہ ۱۸۴۵ عمین ستلج کو عبور کیا اور انگریزی عملداری پر حملہ آور ہوا اس خبر کے سنتے ہی سر ہیو گاف کمانڈر انچیف اور گورنر جنرل دونون بعجلت تمام سرحد پر پہنچے اور دو مہینے کے عرصہ مین مدکی اور فیروز شہر اور علیوال اور سوبراؤن پر چار خونریز لڑائیان ہوئین ہر لڑائی مین انگریزون کے سپاہی بہت کام آئے مگر آخری فتح سے سکھہ ستلج پار بھگا دیئے گئے اور انہون نے سرکار کی اطاعت قبول کی اور ذیل کی شرطون پر صلح ہو گئی کہ مہاراج رنجیت سنگھہ کا نابالغ لڑکا دلیپ سنگھہ راجہ تسلیم کیا جائے اور جلندھر دوآب یعنی دریائے ستلج اور راوی کے بیچ کی سرزمین انگریزی عملداری مین شامل ہو سکھون کے لشکر کی تعداد کم کر دی گئی اور میجر سر ہنری لارنس لاہور کے دربار مین رزیڈنٹ متعین ہوا اور ایک انگریزی لشکر آٹھہ برس کے لیئے پنجاب مین متعین ہوا جب تسلط ہو گیا سر ہنری ہارڈنگ سنہ ۱۸۴۸ عیسوی مین انگلستان کو واپس گیا اور وہان زمرہ اُمرا مین داخل کیا گیا +

ارل آف ڈلہوزی

۱۸۴۸-۵۶ عیسوی

لارڈ ہارڈنگ کی جگہ لارڈ ڈلہوزی مقرر ہوا اِس حاکم کے عہد میں وہ کارنمایاں عمل میں آئے کہ کلائیو کے زمانہ سے کسی گورنر جنرل کے عہد میں نہوے تھے لارڈ ڈلہوزی ایک نہایت یگانہ اور اولوالعزم مدبر تھا اور اگرچہ اوسکی بڑی آرزو تھی کہ ہند میں صلح اور امن رہے مگر اوسکو مجبوراً دو لڑائیاں لڑنا پڑین اور چند علاقے سلطنت میں داخل کرنے کی ضرورت ہوئی چنانچہ برہما اور پنجاب کی مہمات سے وسیع ملک انگریزوں کے تصرف میں آیا اور علاوہ چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے ناگپور اور اودھ کا ملک بھی انگریزی عملداری میں شامل کیا گیا مگر باینہمہ لارڈ ممدوح کی توجہ رعایاے ہند کی ذاتی اور اضافی ترقی کی طرف زیادہ مصروف رہی اور پنجاب کے ملک مقبوضہ میں جو انتظام دو بھائیوں لارنس نام اور اونکے شفقتوں کے ذریعہ سے عمل میں آیا وہ اس درجہ کا عمدہ اور دستور تھا کہ انگریزوں کی تواریخ میں بینظیر نہیں ہو سکتا علی ہذا القیاس برٹش برہما کو بھی انگریزوں کی حکومت میں پنجاب سے کم سرسبزی حاصل نہیں ہوئی ان دونوں صوبوں میں نظم و نسق کی بنا جس سے یہہ کامیابی حاصل ہوئی لارڈ ڈلہوزی ہی کی ڈالی ہوئی تھی لہذا اس حسن انتظام کی تعریف کے بھی سزاوار بدرجۂ غایت صاحب ممدوح ہی ہیں غرضکہ کوئی صیغہ انتظام کا ایسا نہ تھا جسمین اوسنے ترمیم نکی ہو سڑکین اور نہروں کے

نکالنے کی غرض سے جو آج کل ہندمین مثل جال کے پہیلا ہوا نظر آتی ہین
اوسنے سررشتہ تعمیر کی بنا ڈالی گنگا کی عالیشان نہر جو ہندمین اپنا ثانی نہین
رکہتی اوسی کے عہد مین اختتام کو پہونچی اور ہند کی ریل کی بہی اوسی کے زمانہ
مین ابتدا ہوئی بحر قلزم کی راہ سے بذریعہ دخانی جہاز انگلستان سے
آمد و رفت مین اوسی نے ترقی دی تار برقی جاری کیا ڈاک کے محصول کا ارزان
طریقہ اوسی نے نکالا مگر یہہ لارڈ ڈلہوزی کی قسمت کی خوبی ہے کہ لوگ غدر
کی یاد مین جو اوسکی حکومت کے بعد ہی ہوا اوسکے عہد کی منفعتون کو فراموش
کرتے ہین اور سانحہ مذکور کو غیر ریاستون کے الحاق کا نتیجہ سمجہتے ہین

سکہون کی دوسری لڑائی

سنہ ۱۸۴۸ عیسوی

لارڈ ڈلہوزی کو ہند مین آئے چہہ مہینے بہی نہوئے تہے کہ سکہون
کی دوسری لڑائی ہوئی دو انگریزی افسرون کا ملتان مین دغا سے مارا جانا
فساد کی ابتدا تہی اور اسوقت ہنری لارنس قسمت کی خوبی سے انگلستان مین
رخصت پر تہا اور سرکاری فوج موسم گرما مین نقل و حرکت کے لیئے تیار نہ تہی
حالانکہ لفٹننٹ اڈورڈس نے جو بعد کو سر ہربرٹ کے خطاب سے
ممتاز ہوا حتی الامکان بہت کچہہ کوشش کی مگر حرارت دینے کی آگ فرو نہوئی
بلکہ کل پنجاب مین بہڑک اوٹہی خالصہ کا لشکر ایک دفعہ پہر جمع ہوا اور انگریزون کے
مقابلہ مین بڑی بہادری اور استقلال سے لڑا اور چلیان والے کے خونریز

میدان کارزار مین انگریزون کے دو ہزار چار سو سپاہی اور افسر کام آئے اور ۱۳ جنوری سنہ ۱۸۴۹ع کو چار توپین اور تین پلٹنون کے نشان ہاتھ سے جاتے رہے انگریزون کی ضرب المثلی اس معرکہ کو شکست نہین بلکہ برابر کی لڑائی کہنا پسند کرتی ہے بہرحال قبل اسکے کہ کمانڈر انچیف لارڈ نپیر انگلستان سے کمک لیکر وارد ہو لارڈ گاف نے گجرات کی نامی گرامی فتح سے جسمین سکھون کا لشکر غارت ہو گیا اپنی ناموری جسپر گرد غبار آگیا تھا بحال کی۔ ملتان کا شہر واقعہ مذکور کے پیشتر ہی سر ہو چکا تھا اس موقع پر دوست محمد خان کی قلبی دشمنی کہ سکھو اور انگریزون کے ساتھ تھی اس موزونی نفرت پر جو وہ سکھون سے رکھتا تھا غالب آئی اور وہ افغان سوارون کا ایک دستہ لیکر انکی کمک پر آیا مگر اس سالہ نے بجان نت و خواری بھاگ کر اپنے وطنی پہاڑون مین پناہ لی اور ۲۹ مارچ سنہ ۱۸۴۹ع کو اشتہار دیا گیا کہ آج کی تاریخ سے ملک پنجاب انگریزی صوبجات مین شامل ہوا اس عہد پر حوالہ سر لارڈ ڈلہوزی اور دونون بھائی لارنس کو اپنی اپنی استطاعت لیاقت کے اظہار کا خوب موقع ملا۔ مہاراجہ دلیپ سنگھ کے واسطے پانچ لاکھ سکہ ہزار روپیہ سالانہ کا وظیفہ معین ہوا اور سیر اپنا نارفک کے پرگنجات مین بحیثیت ایک شریف انگریز کے اوقات بسری کرتے ہین *

پنجاب مین امن و چین ہونا

پنجاب مین امن و امان قائم کرنے کی غرض سے پہلی تجویز یہہ تھی کہ عموماً سبکے ہتھیار لے لیجیے چنانچہ کم سے کم ایک لاکھ بیس ہزار ہتھیار ہر قسم کے

جمع ہوئے بعد ازآن گانو گانو کی جمعبندی ہوئی اور سکھون کے سخت مطالبہ کے مقابلہ مین لگان اراضی بہت کم لگایا گیا اور صیغہ دیوانی اور فوجداری کا مجموعہ قانون جو عدالت و نرمی کے اعتبار سے وقت کے مناسب حال تھا اجرا ہوا کرنیل رابرٹ نیپیر نے جو بعد کو لارڈ نیپیر آف مگڈالا کے لقب سے مشہور ہوا سڑکون اور نہرون کا نقشہ ڈالا غرضکہ سرکار انگریزی کے سایۂ حفاظت اور ان افسرونکی حسن لیاقت سے پنجاب مین اقبالمندی اور سرسبزی کے زمانہ کا آغاز ہوا اور اوسکا سودمند اثر صوبہ کی حدون تک پونہچا چنانچہ ۱۸۵۷ء کے غدر مین خطۂ پنجاب کا نہ صرف خاموش بلکہ سرکار کا ہوا خواہ رہنا اس خوش انتظامی ہی کا ثمرہ تھا

برہما کی دوسری لڑائی

سنہ ۱۸۵۲ء

رنگون کے شہر مین چند یورپین تاجرون پر ظلم ہوا اور جب ایک جہاز سرکار کی طرف سے اس امر کی شکایت کرنے کو گیا تو اوسکے کپتان کی بیحرمتی کی گئی چنانچہ سنہ ۱۸۵۲ء مین برہما کی لڑائی اسی بنا پر ہوئی اور چند ہی مہینے کے عرصہ مین دریاے اراوتی کی کل وادی پر رنگون سے پروم تک قبضہ ہو گیا اور چونکہ ملک آوا کے بادشاہ نے معاہدہ کرنے سے انکار کیا لہذا ۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۵۲ء کو ریاست مذکور اشتہار کے ذریعہ سے آراکان اور تناسرم کے صوبجات مین جو سرکار نے سنہ ۱۸۲۶ء مین حاصل کیے تھے پیگو کے نام سے شامل کر دی گئی ؎

صوبہ برٹش برہما کی سرسبزی

رنگون کی آبادی انگریزی عملداری مین شامل ہوجانے کے زمانے سے اب دس گنا بڑھ گئی ہے الحاق مذکور کے چار برس بعد یعنی ۱۸۵۷ء اور ۱۸۵۸ء مین بندرگاہ کی تجارت بقدر ۲۱۳۱۰۵۵۰ روپیہ کے تھی مگر ۱۸۷۷ء اور ۱۸۷۸ء کے اندر بڑھ کے ۸۱۹۲۰۲۵۰ ہوگئی غرضکہ قصبات اور بیرونجات دونون مین از حد ترقی ہوئی قبل ۱۸۲۶ء کے ضلع امہرسٹ مین شاہ سیام اور پیگو کے آپس مین متواتر کشت و خون ہوا کیا جس سے ضلع ویران ہوگیا تھا مگر فروری ۱۸۲۷ء مین قوم تلانگ کے ایک سردار نے مع دس ہزار ساتھیون کے مولمین کے گرد نواح مین بود و باش اختیار کی اور چند سال کے بعد وہان بیس ہزار آدمی آ کر جا بسے چنانچہ ۱۸۵۵ء مین ضلع امہرسٹ کی آبادی کا شمار ۸۳۱۴۸ تھا اور ۱۸۶۰ء مین ۱۳۰۹۵۳ اور ۱۸۷۵ء مین آبادی ۲۶۷۵۳۲ ہوگئی اب ایک بندرگاہ پر لحاظ کیجیے کہ جب ۱۸۲۶ء مین سرکار انگریزی نے اس صوبہ پر قبضہ کیا تھا اکیاب ایک ادنی سا مچھوون کا موضع تھا مگر ۱۸۳۰ء مین وہ ایک اچھا خاصہ چھوٹا قصبہ ہوگیا اور تخمیناً ستر ہزار روپیہ کی تجارت ہونے لگی اور ۱۸۷۹ء مین اوسکی تجارت دو کروڑ روپیہ سے تجاوز کر گئی اس حساب سے اکیاب کی تجارت پچاس سال کے عرصہ مین قریب تین سو گنا زیادہ ہوگئی +

لارڈ ڈلہوزی اور ہندوستانی ریاستین

لارڈ ڈلہوزی کے برتاؤ سے جو اوسنے ہند کی باجگذار ریاستون کے
ساتھہ برتا اوسکی طبیعت کی اصل حقیقت خوب ظاہر ہوتی ہی اوسکی سلطنت کا
خاص اصول یہہ تھا کہ حاکم محض محکوم کی بہبودی کے لیئے ہین اور وہ خود باعتبار
اپنی رفتار اور گفتار کے اصول مذکور کا مصداق تھا اور یہہ کہ سرکار انگلشیہ کا
نظم ونسق لوگون کیواسطے نسبت ہندوستانی حکومت کے افضل تر ہی اصول مذکور
سے بطور نتیجہ کے پیدا ہوتا تھا اس وجہہ اوسکی یہہ راے ہوئی کہ ایسی صورتین
ہندوستانی سردارون کا برقرار رہنا ایک ایسی بےضابطگی ہی جس سے مضرت متصور
لہذا جہانتک ممکن ہو اوس بےضابطگی کا انصاف دفع کرنا نہایت مناسب ہی مگر
اسکے ساتھہ ہی وہ اس بات پر بھی جما ہوا تھا کہ گدی نشین سردارون یا وارثونکے
حقدار وارثون کے ساتھہ نیک نیتی اور ایمانداری سے پیش آنا ضروری ہی مگر ان
خاندانون کا جو پشتہا پشت کی بدنظمی کی وجہہ سے بحد دینے کے لائق نہین رہے
قائم رکھنا کسی طرح واجب نہین اور نہ اون خاندانون کے جاری رکھنے کی ضرورت
ہی جنکا حقیقی وارث نرہا ہو پس اصول مذکور کے عمل درآمد سے ریاستونکی ضبطی کا
مسئلہ خواہی نخواہی پیدا ہوا اور متبنی کرنیکے قاعدہ کے لحاظ سے اس مسئلہ میں پیچیدگیان
پیدا ہوگئین۔ اسمین ہرگز شک نہین کہ ہندوؤن کے خانگی قانون کے مطابق متبنی
بیٹے کو اصلی بیٹے کے حقوق حاصل ہین اور وہ اپنے باپ کی کریا کرم کرنے کا اور
اوسکی ملکیت کے وارث ہونیکا مجاز ہی غرضکہ اوسکی ذات مین متوفی کے کل حقوق

قائم رہتے ہیں مگر اسپر بہت بحث ہوئی کہ تواریخ کی شہادت اور مصلحت ملکی کی ضرورت
سے ثابت ہے کہ تخت کی وراثت میں قاعدہ مذکور کی پابندی نہیں ہو سکتی اور
سرکار انگلشیہ ایسے حق کو تسلیم کر سکتی ہے جسمین یہ بات کا احتمال ہو کہ دغا
و فریب سے لاکھون بندگان خدا کا امن و چین کسی نطفۂ غیر کے ہاتھ مین سپرد
کر دیا جاوے۔ لارڈ ڈلہوزی کے اس قول سے کہ رعایا کی بہبودی سب
باتون پر مقدم ہونی چاہیے مباحث مذکورۂ بالا کی تائید کی کیونکہ اوسکی راے تو یہہ
کہ انگریزی عملداری کی منفعتون کے مقابلہ مین وراثت کا ایک ایسا بیہودہ
دستور قائم رکھنا دانشمندی سے بعید ہے۔

ریاستہاے ضبط شدہ

پہلی ریاست جو اصول مذکورۂ بالا کی بنا پر سرکار انگلشیہ کی عملداری مین آئی
وہ ستارہ کا علاقہ تھا جسکو لارڈ ہیسٹنگز نے فتح کیا اور جو سنہ ۱۸۱۸ء
مین از سر نو قائم کیا۔ ستارہ کے راجہ نے جو باعتبار ولادت کے سیواجی کا
قائم مقام تھا سنہ ۱۸۴۸ء مین انتقال کیا اور کوئی بیٹا نہ چھوڑا الا جسے کو سنے
مرتے وقت متبنی کیا تھا اوسکو سرکار نے سنہ ۱۸۴۹ء مین نامنظور فرمایا اور اسی
سال مین کورٹ آف ڈایرکٹرس نے کرولی کی راجپوت ریاست کو
اس بنا پر ضبط ہونے دیا کہ ریاست ماتحت اور ریاست معاون مین فرق کا
مین جو زیر حفاظت ہو تمیز کرنا چاہیے سنہ ۱۸۵۳ء مین جھانسی کی ریاست بھی
کارروائی عمل مین آئی جو ستارہ کے ساتھ ہوئی تھی۔ مگر ناگپور کی

ریاست کی نسبت ضبطی کے قاعدہ کا عمل درآمد ایک ایسی نظیر تھی جس سے
سب کے کان کھڑے ہو گئے اوسکی کیفیت یہہ ہے کہ جب بھوسلے کے خاندان کے
اخیر راجہ کا سنہ ۱۸۵۳ء میں انتقال ہوا اوسکے نہ تو کوئی اصلی بیٹا اور نہ متبنّٰی
لہذا لارڈ ڈلہوزی نے اوسکی عملداری کو جو سرکار انگریزی کے زمانے
سے قبل کی تھی سلطنت میں شامل کر لیا اور وہی سرزمین ممالک متوسط کے
نام سے مشہور ہے اسی سال میں انگریزی انتظام برار میں بھی قایم ہوا یہہ وہ
اضلاع متنضہ میں جو نظام حیدرآباد نے بالعوض زرامدادی کے جو وسپہ
ہمیشہ چڑھا رہتا تھا بطور ضمانت کے سرکار کے حوالے کر دیئے علاوہ
اسکے اور بھی تین خاندان کا اسی سال یعنی سنہ ۱۸۵۳ء میں خاتمہ ہوا اگرچہ اونکے
جاتے رہنے سے سرکار کی عملداری میں کسی طرح کا اضافہ نہوا جنوب میں جزیرہ نما
کے سرے پر کرناٹک کے نواب اور تنجور کے راجہ نے جو نام ہی نام
نواب اور راجہ تھے انتقال کیا اور کوئی وارث نچھوڑا اس لیے اونکے وظیفے اور منصب
اونکے مرتے ہی موقوف ہو گئے مگر اونکے عزیزوں کو براہ پرورش کچھ تنخواہ
ملا کی۔ ہندوستان کے شمال میں باجی راو پیشوا معزول شدہ جو سنہ ۱۸۱۸ء میں
گدی سے اوتار دیا گیا تھا سنہ ۱۸۵۱ء تک اپنے آٹھ لاکھ سالانہ کے وظیفہ
بامن و امان خوش گذران کرتا رہا مگر اوسکی وفات کے بعد اوسکی پس ماندہ دولت
تو اوسکے متبنّٰی بیٹے نانا صاحب کے ہاتھ آئی مگر سرکار میں منصب
فرزندی تسلیم نہیں ہوا

الحاق صوبہ اودھ

سنہ ۱۸۵۶ء

صوبہ اودھ کا الحاق لارڈ ڈلہوزی نے اوسی بنا پر کیا۔ اوسوقت سے کہ لارڈ کلائیو نے سنہ ۱۷۶۵ء مین نواب وزیر شجاع الدولہ کو اوسکا ضبط شدہ ملک واپس دیا اس خاندان کی حفاظت سرکار کے ذمہ رہی اور چونکہ ان والیان ملک کو نہ تو باہر کی یورش کا خطرہ اور نہ خانگی بغاوت کا اندیشہ تھا لہذا امتداد زمانہ مین اس ملک کے نوابون نے پرلے درجہ کی اوباشی اور جفا شعاری اختیار کی مگر اونمین اتنی خوبی البتہ تھی کہ وہ سرکار انگلشیہ کے خیرخواہ بنے رہے دریاے گنگا اور گھاگرا کے بیچ کی سرزمین جسکی آبادی فی میل ایسی کثیر ہے کہ روے زمین پر کہیں اور دیہاتی قطعہ کی آبادی اوسکو نہین پہونچتی نہایت سے حالت ابتری مین تھی اور اوسکی رعایا ظالمون کے ظلم سے نالان و گریان رہتی تھی پس ہر گورنر جنرل کا یہ خیال تھا کہ اس بدنظمی و تعدی کی ذمہ داری گو نہ اوسکے سر ہے۔ والیان ملک اودھ کو جنھون نے سنہ ۱۸۱۹ء مین بادشاہ کا لقب اختیار کیا تھا بار بار فہمایش کی گئی کہ اپنے گھر کا انتظام کرین مگر جس بات کی نیک نہاد لارڈ ولیم بنٹنک اور سپاہی مزاج لارڈ ہارڈنگ سے نے صرف دھمکی ہی دی تھی اوسکو لارڈ ڈلہوزی نے جنکی ذات مین اعلیٰ درجہ کی دیانت اور استقلال تھا کر دکھایا گورنر موصوف نے کورٹ آف ڈائرکٹرس کے حضور مین مفصل کیفیت پیش کی اور اس جلسہ نے

عرصۂ دراز کی پیش بینی کے بعد ملک اودھ کے الحاق کا مصمم ارادہ کیا
اس اثنا میں لارڈ ڈلہوزی کی ملازمت کا زمانہ قریب اختتام کے پونہچا اور
اوسکو یہہ خیال ہوا کہ ایسا خطرناک کام اپنے جانشین کی عین ابتدائے زمانہ حکومت
کے لئے چھوڑ جانا انصاف سے بہت بعید ہوگا اور اگرچہ کورٹ آف
ڈائرکٹرس کی لیت و لعل کے باعث اوسکو اس نازک کام کے انجام دینے
کے لئے صرف چند ہفتے رہ گئے تھے تاہم اوسکا اختتام کو پونہچانا رعایا
اودھ کے حق میں وہ اپنا فرض سمجھتا تھا اور اپنے دل کا حال ایک خانگی خط
میں اس طرح بیان کیا ہی کہ اس فرض کے ادا کرنے کی نیت سے خدا قادر
مطلق کی عنایت پر بکمال عجز و انکسار بھروسہ کرکے میں اس خدمت کو جس پر لکھوکھا
بندگان خدا کی آزادی اور بہبودی موقوف ہی بسنجیدگی تمام ادا کرنے پر آمادہ ہوں
اور اگرچہ میرا دل تشویش سے خالی نہیں مگر اوسکے ساتھ ہی اسبات کا مجھکو اطمینان
کلی حاصل ہی کہ اس فعل کے حق بجانب ہونے میں ہرگز شک نہیں ۔

الحاق کے وجوہات

لارڈ ڈلہوزی نے شروع ۱۸۵۶ء میں کہ اوسکے عہد کا آخیر سال
تھا جنرل اوٹرم کے نام جو اوس زمانہ میں لکھنؤ کا ریزیڈنٹ تھا اور بعد کو سر
کے خطاب سے سرفراز ہوا اس مضمون کا حکم صادر فرمایا کہ وہ ملک اودھ
کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے اور یہہ وجہہ قرار دی کہ چونکہ اس عملداری میں
لکھوکھا بندگان خدا پر سراسر ظلم ہوتا ہی لہذا سرکار انگلشیہ اسکا قائم رہنا زیادہ گوارا

نہین کرسکتی کیونکہ اس قسم کی بے تمیزی خالق و مخلوق دونونکی نظرونمین ہرگز قابل عفو نہو
بنابران ۱۳ فروری ۱۸۵۶ء کو الحاق کا اشتہار جاری کیا گیا اور واجد علیشاہ نے
بے بسی کی حالت مین سوائے اطاعت کے اور کوئی چارہ نہ دیکھا تاہم او
اپنا تخت سے اوتار دیا جانا عین انصاف تسلیم نکیا اور انگلستان مین وکیل
بھیجکر کیفیت حال بطور استغاثہ اوسپل کمپنی کی مگر بیسود مایوس ہوکر شہر کلکتہ
کے قریب مٹیا برج مین بود و باش اختیار کی اور مشہور ہے کہ اب تک شاہ موصوف
کو سرکار سے بارہ لاکھ روپیہ سالانہ کی پنشن ملتی ہے۔ پس اسطرح پر جیسا بیان ہوا ملک اودھ
بلا تعرض قلمرو سرکار انگلشیہ مین ملحق کر لیا گیا مگر لارڈ ڈلہوزی کے عہد کا یہہ فعل
جسکی راستی پر وہ ہمیشہ نازان رہا اوسکو بہت شاق گذرا۔

لارڈ ڈلہوزی کی کارگذاریان

جب مارکوئیس آف ڈلہوزی اپنے عہدے سے مارچ ۱۸۵۶ء مین
کنارہ کش ہوا اوسوقت اوسکی عمر چوالیس برس کی تھی مگر ایک عارضہ مہلک
ہند ہی سے لاحق ہو گیا تھا جو سنہ ۱۸۶۰ء مین اوسکے انتقال کا باعث ہوا
اگر لارڈ کارنوالس کو مستثنی کیجیے تو یہہ انگلستان کا پہلا مدبر تھا جسنے
ہند کی خدمت مین اپنی جان تصدق کی گو اوسکے بعد چند اور کی نسبت بھی
یہی بات صادق آتی ہے۔ لارڈ ڈلہوزی نے ہند مین سلطنت انگلشیہ
کی عمارت اختتام کو پہنچائی۔ جو صدود برٹش مملکت کے لارڈ ولزلی اور لارڈ ہیسٹنگز
نے صدی حال کے شروع پچیس سال مین قائم کیے تھے اوسمین فقط ملک

سندھ سنہ ۱۸۴۳ء مین بڑھایا گیا۔ مگر فرائیش جو قلمرو سرکار انگلشیہ مین بعد ازان
ہوئی لارڈ ڈلہوزی کی حسن خدمت کا ثمرہ ہے۔ اوسکے عہد مین وسیع قطعے
صوبہ اودھ و ممالک متوسطہ اور چند اندرونی چھوٹی چھوٹی ریاستین
اور پنجاب کا دور افتادہ شمال و مغرب کا سرحدی ملک اور برٹش برھما
کا زرخیز علاقہ جو سمندر پار واقع ہے سلطنت مین شامل کیے گئے ✤

ارل کیننگ

سنہ ۱۸۵۶ء سے سنہ ۱۸۶۲ء تک

کیننگ

اس نامی گرامی گورنر جنرل کی جگہہ پر جسکا ذکر ہوا اوسکا دوست لارڈ ڈ ۰۰
مقرر ہوکر آیا مگر انگلستان سے روانہ ہونیکے قبل ضیافت وداعی مین جو
کورٹ آف ڈائرکٹرس نے کی تھی صاحب ممدوح کی زبان الہام بیان پر یہہ
کلمات آئے تھے کہ میری کمال آرزو ہی کہ میرے عہد مین صلح اور امن رہے
مگر اس بات کو فراموش نکرنا چاہیئے کہ گو ہند کا مطلع اسوقت فتنہ و فساد
کے گرد و غبار سے پاک ہی مگر ممکن ہی کہ ایک بحقیقت ابر سیاہ ہتیلی کی برابر او ٹھے
اور بڑھتے بڑھتے اسقدر زور پکڑے کہ انجامکار ہماری سلطنت کو گرداب
بلا مین غرقاب ہونیکا اندیشہ پیدا ہو چنانچہ سال آیندہ مین احاطہ بنگالہ کی
ہندوستانی فوج نے بغاوت کی اور بنگلے سے لیکر دہلی تک دریاے
گنگ کی وادی سراسر غدر کے شعلون مین مبتلا ہوگئی ✤

پندرھوان باب

غدر واقع ۱۸۵۷ء

ہندوستانی سپاہ کی بغاوت کا باعث

اگرچہ بغاوت کے بارے مین مختلف وجوہات بیان کی جاتی ہین
مگر وے سے اہل یورپ کی دلجمعی نہین ہوتی اور نہ وہ اونکی نظرون مین ایسے
امراہم کے وقوع کے لیئے مکتفی معلوم ہوتی ہین بہرحال اسمین شک نہین
کہ غدر کے قبل کل ہند مین لوگونکی طبیعتین افروختہ ہو رہی تھین اور وہ ہر طرح
کی لغو و مہمل باتون کے باور کرنے اور حالت دیوانگی مین بے سوچے
سمجھے کام کر بیٹھنے پر تیار رہتے تھے غرض کہ یورپ مین جو اثر ہمیشہ نوشتی کا عوام
پر ہوتا ہی مشرقی ملکون مین وہی کیفیت تہلکہ کی حالت مین ظہور مین آتی ہے سر
ہندوستانی ریاستون کا الحاق جو لارڈ ڈلہوزی کے زمانہ مین عمل مین آیا
اگرچہ وہ وجوہات دانشمندانہ پر مبنی تھا تاہم اہل ہند کو نہایت شاق گذرا
اور تعلیم کی ترقی اور دھوئین کی کل اور تاربرقی کے رواج سے لوگون کو
یہہ خیال ہوا کہ سرکار کا یہہ عندیہ ہے کہ بجاے ہندی طرز معاشرت کے انگریزی
طرز معاشرت قائم کرے مخصوص بنگال احاطہ کے سپاہیون کے ذہن مین
یہہ حماقت سمائی کہ جو کچھہ ہم سمجھے ہین اوسکو ہمارے ہموطن نہین سمجھے
یہہ سپاہی اکثر بڑی ذات کے ہندو اور اودھ کے رہنے والے تھے چنانچہ

جو اصلاحین کہ مغربی خیالات کے موافق کی جاتی تھین وہ اونھین اپنی قومیت کے
منافی تصور کرتے تھے اور یہہ لوگ الحاق کے نتائج کا تجربہ اوٹھا چکے تھے
علاوہ اسکے اونکو یہہ بھی گھمنڈ تھا کہ پنجاب ہماری ہی قوت بازو سے فتح ہوا
اور ہماری ہی بدولت کل ہندوستان پر تسلط ہے اس بیدلی اور برداشتہ
خاطری کی افواہ اول اول اون تیسیون اور اونتیسیون پلٹنون کو جو اپنی کمر بندیون سے
اوتار دیے گئے تھے پہونچی اور اونھون نے اس موقع کو اپنی امیدون کے
پورا کرنے کے لیے غنیمت سمجھا اور یہہ تو وہ پہلے ہی سن چکے تھے کہ روسی
انگریزون کے جانی دشمن ہین اور کریمیا کی لڑائی کی کیفیت سے خوب واقف
تھے اور لطف یہہ ہوا کہ جو وظیفے سرکار نے اپنی دریادلی سے عطا فرمائے تھے
وہ اوسوقت مین مفسدہ پردازون پر بیدریغ صرف کیے گئے غرض کہ انقلاب
ملکی سے ایسے لوگون کو فایدہ کثیر اور نقصان قلیل متصور تھا ؁

چربی لگے ہوئے کارتوس

جبکہ معاملات اس حد کو پہونچ گئے اور سرکار کو مطلق خبر نہوئی یہہ افواہ
ہر چھاونی مین اوڑی کہ بنگال آحاطہ کی سپاہ کے کارتوس مین سور کی چربی
جس سے ہندو اور مسلمان دونون نفرت کرتے ہین لگی تھی سپاہیون کو
ہر چند سمجھایا گیا پر یہہ کب سنتے تھے اب ہر شب کو چھاونیون مین آگ لگنا
شروع ہوئی اور سپاہی اپنے افسرون کے ساتھ گستاخی سے پیش آنے
لگے غرضکہ دونون طرف سے اعتبار اوٹھ گیا اور فوجی عدول حکمی سے برا انجام ہو گئی ؁

فوج سے بیدار مغز افسرونکی علیحدگی

ایسے نازک وقت پر ایک اور قباحت یہہ ہوئی کہ کل ہندوستانی پلٹنون
مین سے اچھے اچھے افسر نکل گئے تھے۔ ایسی وسیع سلطنت کے انتظام
کے لیئے جو لارڈ ڈلہوزی کے عہد مین تکمیل کو پہونچی تھی زیادہ افسرونکی ضرورت
پڑی اور بلازمت متعددہ سے کافی افسر بہم نہین پہونچ سکتے تھے لہذا لائق
فوجی افسرون کا ملکی عہدون پر مامور کرنے کا طریقہ یکایک زیادہ عمل مین آیا اور
اکثر اوقات تو اودھ پنجاب ممالک متوسط اور بیشتر سرحدی
کا نظم و نسق بذریعہ چیدہ افسرون کے جو کمپنی کی پلٹنون سے لیئے گئے
تھے ہوتا تھا اور اگرچہ چند لائق افسر ہنوز فوج مین موجود تھے تاہم اسمین شک
نہین کہ عین ضرورت کے وقت ہندوستانی فوج کے بہت سے مستقل مزاج
اور بیدار مغز افسر اوس سے علیحدہ کر لیئے گئے تھے ؛

غدر کا آغاز واقع مئی سنہ ۱۸۵۷ء

اتوار کے دن دسوین مئی سنہ ۱۸۵۷ء کو دوپہر بعد میرٹھ کے شہر مین سپاہیان
نے کھلا کھلی بغاوت کی اور جیلخانہ توڑ ڈالا اور چھاونی مین جابجا شعلہ بلاے
ناگہانی کے پھیل گئے اور جو انگریز سامنے آیا اوسکو قتل کیا بعد اسکے شہر دہلی
کی جو قریب ہی واقع ہے راہ لی تاکہ وہانکی ہندوستانی پلٹن اور مفسد رعایا کو شامل
اور معاون کرکے معزول بادشاہ کو اپنا سر دھرا بناوین۔ شمالی ہند مین میرٹھ
سب سے بڑی چھاونی تھی اور وہان گورون کی پلٹن اور رسالہ اور توپخانہ جو کہ

تھا اور سقدر فوج باغیون کو دہلی پہونچنے کے قبل پامال کرنے کے لیے
کافی ووافی تھی مگر جسطرح سپاہی بلاسوچے سمجھے ایک بیہودہ حرکت کر بیٹھے
ویسا ہی انگریزی افسرون نے اکثر موقعون پر کمال تذبذب اور پیش و پیش ظاہر
کیا دہلی کو بلوہ کی خبر تو بذریعہ تار کے بھیجی مگر رات بھر اور کچھ نہ کیا ایسے وقت
پر اگر ایک مستحکم مزاج اور مستعد شخص ہوتا تو ہند کی آگ بلا شک جاتی مگر میرٹھ
مین جنگی افسرون کے تو کچھ اوسان سے جاتے رہے دوسرے دن صبح کو
دہلی کے مسلمانون نے بلوہ کیا اور انگریزون سے ہان اتنی ہی بن پڑی
کہ اونھون نے میگزین اوڑا دیا۔

غدر کا ترقی پکڑنا

جون ۱۸۵۷ء

چونکہ دہلی ایک مشہور معروف دارالریاست تھی اس جہت سے ہر مقام
اور دیار کے باغی اوسطرف جمع ہوئے اور اوسکو مرکز فتنہ وفساد بنایا اور
بغاوت کی آگ ممالک مغربی وشمالی اور اودھ مین بنگالہ کے اضلاع تک
پھیل گئی جا بجا مقامات مین غدر برپا ہونیکا ایک ہی الم ناک قصہ ہے گو ہر باب
اور فصل اس قصہ کی جدی حکایت درد و غم اور جان نثاری کی سناتی ہے اکثر جگہ
تو سپاہیون نے اپنے افسرون پر اچانک حملہ کیا اور کہین ایسا ہوا کہ اخیر
تک وفاداری کا دم بھرتے رہے اور پھر دغا کی اہل یورپ یا انگریزون کو بتانا
چاہیئے کہ عیسائی مذہب کے لوگ عمداً قتل ہوتے اور کہین [illegible]

اور نیچے بھی مارے گئے مفسدین نے جیلخانہ توڑکر قیدی آزاد کردیے اور خزانہ
سرکاری لوٹ کر کسی مشہور جگہ جہان شور و شر کا ہنگامہ برپا تھا دین کی لڑائی
مین شریک ہونے کے لیئے روانہ ہوئے مگر پنجاب مین سرجان لارنس
اور اوسکے حکام ماتحت نے جنمین ایڈورڈس اور نکلسن زیادہ مشہور ہین قبل
اسکے کہ سپاہی اپنا منشا دلی پورا کرین بغاوت کے انسداد کی سخت تدبیرین
کین اور ہتھیار رکھوا لیئے۔ سنجھ راجا اپنی وفاداری مین ثابت قدم رہی
اور ہزار ہا آدمی کوہستان سے فوج مین بھرتی ہونیکو خوشی تمام آئے اور بجائے
اسکے کہ پنجاب خود مقام خوف و خطر ہو وہان کی کچھ فوج دہلی کے محاصرہ کو روانہ
کی گئی۔ ملک بنگال کے جنوب مین اکثر سپاہی بغاوت کر کے چارون طرف منتشر
ہو گئے مدراس و بمبئی کی ہندوستانی فوجین نمکحلال رہین۔ ممالک متوسط
مین اکثر بڑے بڑے سردارون کی فوج امدادی (کنٹنجنٹ) آگے پیچھے بگڑ کے
باغیون سے جا ملی مگر حیدرآباد کی اسلامی ریاست اپنے لایق وزیر سر
سالار جنگ کے حسن انتظام و رداب سے وفادار رہی ؛

کانپور

کانپور لکھنؤ اور دہلی مین خاص کر باغیون کا زور شور رہا۔
کانپور کی چھاؤنی ہند کی بڑی ہندوستانی چھاؤنیون مین شمار کی جاتی
تھی وہان سے تھوڑے فاصلہ پر اخیر پیشوا کے لیے پالک دوندھو پنت کا محل تھا
یہہ دوندو نانا صاحب کے مشہور تر نام سے نہایت نیک و سپاہی کے ساتھ

باغی رہیگا اول تو نانا صاحب نے اپنی وفاکیشی اور جان نثاری کے
اظہار میں کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا مگر جبکہ سپاہ جون کی چھٹھی تاریخ
باغی ہوگئی تو یہہ اونکا سردار بنا اور اپنے تئیں مرہٹون کا پیشوا مشتہر
کروایا کانپور میں انگریزون نے جنکے درمیان لڑنیوالے آدمیونکی نسبت
عورتیں اور بچے کثرت سے تھے ایک ناموزون مقام پر جلدی میں مورچے ڈالے
اور اونیس دن تک بڑی جوانمردی سے جیٹھ بیساکھ کی دھوپ سہی مگر محاصرین کا
مورچہ پر دخل ہونے دیا نہ نفس اذیت اوٹھانے اور جان دینے کو مستعد تھا
مگر یہاں بھی صاحب تدبیر افسر کی جگہہ خالی تھی اور ۲۷ تاریخ جون کو سبھون نے
نانا صاحب کے قول و قرار پر اعتبار کیا اور اس شرط پر کہ وہ با من و امان الہ آباد
تک پہنچا دیے جائینگے ہتھیار رکھہ دیے اور ساڑھے چار سو آدمی گنگا کی
ناون میں سوار ہوے مگر سوار ہوتے ہی دریا کنارے سے گولون کی قاتل بوچھار شروع
ہوئی صرف ایک ناو بچی اور چار آدمیون نے تیر کر دریا پار ایک راجہ کے ہان جو سرکار
کا خیرخواہ تھا پناہ لی اور اپنی دردناک کہانی سنانے کو جیتے بچے باقی مرد تو وہی
مقام پر قتل ہوئے مگر عورتیں اور بچے جو شمار میں سوا سو کے تھے اوسوقت تو نہ مارے
گئے مگر جب جنرل ہاولاک کی فوج قریب پہنچی تو ۱۵ تاریخ جولائی کو سب
قتل ہوئے ‡

لکھنؤ

صوبہ اودھ کے چیف کمشنر سر ہنری لارنس نے غدر کے طوفان کے پیشتر ہی

کی آمد پیش بینی سے دریافت کی تھی اور کمال دور اندیشی سے لکھنؤ مین
رزیڈنسی کی مورچہ بندی کرکے اوسمین رسد بھر لی تھی پس دوسری تاریخ جولائی
کو اوسنے مع گوروں کی ایک ہی سی پلٹن اور انگریزی باشندون کے مورچون
مین پناہ لی مگر اس واقعہ کے دو دن بعد اوسکو بم کے گولے کے پھٹنے
سے ایک زخم کاری لگا قسمت کی یاوری سے لکھنؤ مین ایک بیدار مغز حاکم
موجود تھا۔ لارنس صاحب نے خوب سمجھ بوجھ کر مورچون کے لیئے موقع تجویز کیا
تھا اور وہان کی مختصر فوج نے باوجود دشمنون کی کثرت اور انواع تکلیفات کے
جو تحریر اور تقریر سے باہر ہین جنرل ہاولاک اور اوٹرم کے پچیسوین تاریخ ستمبر کو
وارد ہونے تک مورچون پر دشمن کا دخل نہونے دیا۔ بہرحال اسوقت باغیون
کے دل کے دل مثل ٹڈیون کے لکھنؤ مین داخل ہوگئے اور فوج جو کمک کو
آئی تھی محصورین کے ساتھ مورچون مین گھر گئی اور سب کے سب نومبر تک
گھرے رہے اور جبکہ سر کالن کیمبل جو بعد کو لارڈ کلائڈ کے خطاب سے ممتاز
ہوا لکھنؤ کے اندر پہنچا تب اونکو ۱۷ نومبر ۱۸۵۷ء کو رہائی ہوئی لیکن
اسکے بعد سرکار کی فوج اون اطراف کو جہان زیادہ تر اونکی ضرورت تھی روانہ ہوئی
اور لکھنؤ پر مارچ سنہ ۱۸۵۸ء تک دوبارہ بالاستحکام تسلط نہوا۔

دہلی کا محاصرہ

میرٹھ کے اصل بلوے سے ٹھیک ایک مہینہ بعد آٹھوین جون کو
دہلی کا محاصرہ شروع ہوا مگر در اصل اسکو محاصرہ نہین کہنا چاہیئے کیونکہ ہماری

جواب بسقدر مشہور ہی انگریزی فوج کسی وقت آٹھ ہزار سے زیادہ نہین تھی اور شہر پناہ کے اندر باغیون کا مسلح گروہ تین ہزار سے زیادہ تھا ماہ اگست مین جنرل نکلسن پنجاب سے کمک لیکر آیا مگر نفس نفیس اوسکی موجودگی سے اوس فوج کی نسبت جو وہ لایا تھا زیادہ ہمت بندھی چودھوین تاریخ ستمبر کو شہر پر حملہ ہوا اور چھٹے دن شہر کی گلیون مین سخت جنگ وجدل کے بعد دہلی پر پھر تسلط ہوا مگر نکلسن حملے کے وقت مارا گیا بیقاعدہ رسالہ کے افسر میجر ہاڈسن نے بوڑھے بادشاہ بہادر شاہ اور اوسکے بیٹون کا پیچھا کر کے جا لیا بادشاہ بعد ازآن قید کر کے رنگون کو بھیجا گیا اور سنہ ۱۸۶۲ء تک زندہ رہا مگر جسوقت کہ میجر ہاڈسن شہزادون کو لیکے دہلی کے قریب پہنچا خلقت نے گارد پر چارون طرف سے ہجوم کیا اور میجر ہاڈسن نے ضرورت وقت کے لحاظ سے شہزادون کے کہ بلا شرط گرفتار ہوگئے تھے اپنے ہاتھ سے گولیان ماردین +

لارڈ کالنڈ کا صوبۂ اودھ کو مطیع کرنا

اگرچہ لڑائی مختلف مقامات پر اٹھارہ مہینہ تک برابر ہوتی رہی مگر دہلی کی فتح اور لکھنؤ کے محصورین کی مخلصی کے بعد تو بغاوت کی گویا کمر ٹوٹ گئی اور جنگ کے دلچسپ واقعات کا خاتمہ ہوا اودھ کی بیگم اور بریلی کے نواب اور خود نا صاحب کی موجودگی اور استقلال سے صوبۂ اودھ اور روہیلکھنڈ کی رعایا نے ایک قلم باغی سپاہیون کا ساتھ دیا چنانچہ پہلا

سے کہ اس حصہ کی نسبت کہہ سکتے ہین کہ یہان اسقدر سپاہ کی بغاوت نہین
بلکہ رعایا کی سرکشی فرو کرنی پڑی سرکالن کیمبل کو دو موسم سرما تک صوبہ اودھ
مین لڑائی جاری رکھنے کی ضرورت ہوئی تب جاکر تسلط ہوا سر جنگ بہادر
والی نیپال سے نے اپنے بہادر گورکھون سے بڑی مدد کی اور کل شہر ایک
بعد دوسرے کے مغلوب ہوتے اور جتنے قلعے تھے ایک ایک کرکے
سب از سر نو سر ہوئے یہان تک کہ ایک بھی سرکاری توپ باغیون کے
پاس نہ رہ گئی اور کل مفرور جنوری ۱۸۵۹ء تک سرکاری عملداری کی حد کے
پار بھگا دیے گئے

سر ہیو روز کا ممالک متوسط کو مطیع کرنا

اسی عرصہ مین سر ہیو روز نے جو بعد کو لارڈ اسٹراتھ نیرن کے خطاب
سے ممتاز ہوا ممالک متوسط مین بمبئی کی فوج کے ذریعہ سے کچھ کم ناموری حاصل
نہین کی اوسکو جھانسی کی معزول شدہ رانی اور تانتیا ٹوپی سے خاص کر
مقابلہ پڑا اس سردار کی جنگی لیاقت سے نانا صاحب کو بہت امید تھی اور رانی
مین اوسنے جو تھوڑا بہت مقابلہ کیا وہ اوسی کے بوتے پر کیا جون ۱۸۵۸ء
مین رانی خود اپنی فوج کی کمان کی اور بڑی بہادری سے لڑی اور ماری گئی —
تانتیا ٹوپی ادھر سے اودھر ممالک متوسط مین بھاگا بھاگا پھرا اور آخر کار اپریل
۱۸۵۹ء کو اوسکے ساتھیون مین سے کسی نے مخبری کرکے اوسے
گرفتار کرا دیا

کمپنی کی سندون کا خلاصہ

سنہ ۱۶۰۰ع سے سنہ ۱۸۱۳ع تک

ڈھائی سو برس کے قیام کے بعد غدر ایسٹ انڈیا کمپنی کے خاتمہ کا باعث ہوا پہلی کمپنی نے سنہ ۱۶۰۰ع میں ملکہ الزبتھ سے سند شاہی حاصل کی تھی مگر ریگولیٹنگ ایکٹ یعنی قانون انتظامی کے ذریعہ سے جو لارڈ نارتھ کے زمانہ وزارت میں سنہ ۱۷۷۳ع میں نافذ ہوا کمپنی کو ملکی اختیارات دیے گئے اور گورنمنٹ ہند قائم ہوئی بموجب ایکٹ مذکور کے گورنر بنگالہ کو گورنر جنرل کا لقب ملا اور مدراس اور بمبئی کی گورنمنٹیں صرف صلح و جنگ کے معاملہ میں گورنمنٹ عالیہ کے جسمیں گورنر جنرل کے کونسل کے چار ممبر بھی شریک تھے ماتحت کر دی گئیں اور ایک عدالت عالیہ کلکتہ میں قائم ہوئی جسکے حاکم بادشاہ کی طرف سے مقرر ہوتے اور گورنر جنرل اور کونسل کو آئین و قانون وضع کرنے کے اختیارات عطا ہوئے - بعد اسکے وزیر اعظم پٹ کا انڈیا بل جاری ہوا اور اسکے بموجب ایک محکمہ نظارت انگلستان میں مقرر کیا گیا اور احاطہ بنگالہ کی گورنمنٹ کے اختیارات اور احاطوں پر مستحکم کیے گئے اور عبارت گورنر جنرل با جلاس کونسل مرتبہ اول رواج میں آئی ٭

کمپنی کی سند کی تجدید

سنہ ۱۸۱۳ع سے سنہ ۱۸۵۳ع تک

جبکہ سنہ ۱۸۱۳ع میں سند شاہی از سر نو عطا ہوئی تو تجارت ہند کا اجارہ

کمپنی سے لے لیا گیا اور رعایا کے حسن انتظام کی طرف بتاکید توجہ کی گئی اور جبکہ بار دیگر ۱۸۳۳ء میں سند شاہی کی تجدید ہوئی تو کمپنی سے ملک چین کی تجارت لے لی گئی اور گورنمنٹ ہند کی ساخت میں اہم اصلاحیں کی گئیں چنانچہ کونسل میں ایک قانونی ممبر مقرر کیا گیا جسکا ملازمان کمپنی سے منتخب کیا جانا لازمی تھا اور وہ صرف اون جلسوں میں شریک ہونے کا مجاز تھا جو آئین اور قانون وضع کرنے کے لیے منعقد ہوتے تھے اور قواعد اور قوانین جو اس طرح پر وضع ہوتے تھے وہ بمنزلہ ایکٹ پارلیمنٹ کے سمجھے جاتے تھے مگر کورٹ آف ڈائرکٹرس اونکے منظور و نامنظور کرنے کے مجاز تھے علاوہ اسکے ایک قانونی کمیشن مقرر ہوا اور انکا گورنر جنرل باجلاس کونسل کو دیگر احاطوں پر کل معاملات ملکی اور فوجی کے انتظام میں اختیار حاصل ہوگیا ایک مرتبہ اور کمپنی کی سند کی میعاد ۱۸۵۳ء میں بڑھائی گئی مگر اس دفعہ وقت کی قید نہیں لگائی گئی بلکہ اوسکا قیام پارلیمنٹ کی مرضی پر موقوف رہا اور ڈائرکٹروں کی تعداد بھی گھٹا دی گئی اور اون سے ملازمان متعہدہ کے تقرر کرنے کا اختیار لے لیا تاکہ خاص و عام بذریعہ امتحان ملازمت متعہدہ کے دینے کے مجاز ہو جائیں ۔

ہند کا انتظام شاہی کے ماتحت ہونا

سنہ ۱۸۵۸ء

جبکہ سنہ ۱۸۵۸ء مین بذریعہ قانون کے جو ہند کی نظم و نسق مین اصلاح کرنے کی غرض سے نافذ ہوا ہند کا انتظام سرکار کمپنی کے قبضہ سے ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کے ہاتھہ مین آیا ڈائرکٹرس نے خموشی اختیار نہ کی بلکہ بڑی فصاحت و بلاغت کے ساتھہ اوس کارروائی پر معترض ہوئے علاوہ پارلیمنٹ کے فریقین مین بھی اس تغیر کے بارے مین بڑی شد و مد سے بحث ہوئی قانون مذکور کا منشا یہہ تھا کہ ہند کا انتظام ملکہ معظمہ کے نام سے خاص وزرا مین سے ایک کے سپرد ہو اور ایک جلسہ پندرہ ممبرون کا اوسکی اعانت کے لیئے مقرر کیا جاوے۔ گورنر جنرل کو وائسرائے یعنی نائب السلطنت کا جدید خطاب ملا۔ سرکار کمپنی کی ولایتی فوج جسمین تقریباً چوبیس ہزار افسر اور سپاہی تھے سپاہ سلطانی مین شامل کر لی گئی اور ہندی بیڑہ موقوف کر دیا گیا۔ سنہ ۱۸۶۱ء مین ایک اور قانون کے ذریعے سے جسکو ہند کی کونسلون کا ایکٹ کہتے ہین گورنر جنرل اور نیز مدراس اور بمبئی کی کونسلون مین غیر سرکاری ممبر خواہ انگریز ہون یا ہندوستانی صرف قانون وضع کرنے کی غرض سے مستزاد کیئے گئے اور ایک دیگر قانون کے ذریعہ سے اوسی سال ہر احاطہ کے صدر مقامون مین عدالتہائے عالیہ بجاے قدیم سپریم کورٹ کے قائم ہوئین ٭

سولھوان باب

ہند زیر حکومت دولت برطانیہ

اشتہار ملکہ معظمہ مجریہ یکم نومبر ۱۸۵۸ء

بغاوت دفع کرنے اور تسلط قائم کرنے کی نیکنامی لارڈ کیننگ کے حصہ مین آئی۔ لارڈ موصوف ایسا مستقل مزاج تھا کہ نہایت پرخطر وقت مین بھی اوسکے استقلال مین فرق نہ آیا اور چونکہ وہ رو رعایت سے پاک تھا اسی وجہ انگلستان کے دو ملکی فریقون مین سے ہر ایک کبھی اوسکی تعریف اور کبھی مذمت کرتا رہا۔ پیرو بار کیننگ کا خطاب جو اوس وقت مین بطور تحفہ اوسے دیا گیا تھا اوسکی عزت کا تمغہ سمجھا جاتا ہے۔ پہلی نومبر ۱۸۵۸ء کو بڑی دہوم سے الہ آباد مین دربار منعقد فرماکر لارڈ موصوف نے اشتہار سلطانی کی اشاعت کے ذریعے سے خبر دی کہ اب سے سلطنت ہند کی عنان حکومت حضرت ملکہ معظمہ نے اپنے دست مبارک مین لی یہہ نوشتہ جسے فی الحقیقت اور عملی ہیئت کے لحاظ سے باشندگان ہند کے حق مین انگلستان کے میگنا کارٹا (فرمان بزرگ) کا مثل سمجھنا چاہیے فصاحت و بلاغت کے ساتھ اس امر کا اعلان دیتا ہے کہ جناب ممدوحہ کی عملداری کی اصول معدلت اور مذہبی آزادی پر مبنی ہے اور اشتہار مذکور مین یہہ بھی اعلان دیا گیا کہ سوائے اون شخصون کے جو سرکار انگلشیہ کی رعایا کے قتل مین بذات خود شریک تھے سب کی تقصیر معاف کر دی گئی بعد ازان آٹھوین جولائی ۱۸۵۹ء

کو تمام ہند میں امن و امان ہوجانیکا اشتہار دیا گیا دوسرے سال اپنا ہم سر ما
میں لارڈ کیننگ نے نائب السلطنت کی حیثیت میں ممالک شمالی کا دورہ
اور تقریب سے کیا کہ رئیس اور والیان ملک جو سرکار انگلشیہ کے وفادار
رہے تھے مراسم اطاعت فرمانبرداری بجالاویں اور وہ انکو متبنیٰ
کرنیکا حق عطا فرماوے ✤

اصلاح صیغہ مال مجوزہ مسٹر ولسن

بغاوت فرو کرنے میں قرضہ سرکاری تقریباً چالیس کروڑ بڑھ گیا اور فوجی
انتظام کے تغیر و تبدل سے سالانہ صرف کم و بیش دس کروڑ زیادہ ہو گیا اس
کمی کو رفع کرنیکے لیے ایک مشہور ماہر سیاست مدن اور پارلیمنٹ کا ممبر
مسمی مسٹر جیمس ولسن نامی انگلستان سے کونسل کا ممبر خزانہ مقرر
کر کے بھیجا گیا اوسنے بجٹ کا انتظام از سر نو کیا اور انکم ٹیکس و لیسنس ٹیکس
لگایا اور سرکاری نوٹ جاری کیے اس ممتاز خدمت کے اثنا میں ہی اسی برس
اسکا انتقال ہو گیا مگر اس پہلے وزیر خزانہ کا نام صفحہ روزگار پر ہنوز
قائم ہے مجموعہ تعزیرات ہند جسکا مسودہ ابتدا میں لارڈ میکالے نے ۱۸۳۷ء میں تیار کیا تھا
۱۸۶۰ء میں منظور ہوکر نافذ ہوا اور سال آئندہ میں ضابطہ دیوانی و ضابطہ فوجداری بھی جاری ہوا

لارڈ الگن

سنہ ۱۸۶۲ء سے ۱۸۶۳ء تک

لارڈ کیننگ ہند سے ۱۸۶۲ء کے مارچ میں چلا گیا اور انگلستان

مین ہونے پہنچے ایک مہینہ نہو تھا کہ اس جہان فانی سے رحلت کی اوسکا جانشین لارڈ الگن فقط نومبر سنہ ۱۸۶۳ء تک زندہ رہا اور دھرمسالہ کے مقام پر جو کوہ ہمالیہ پر واقع ہے اوسکا انتقال ہوا اور وہین دفن کیا گیا

لارڈ لارنس

سنہ ۱۸۶۴ء سے سنہ ۱۸۶۹ء تک

لارڈ الگن کے بعد سر جان لارنس جو نجات دہندہ پنجاب کے لقب سے مشہور ہے مقرر ہوا بھوٹان کی لڑائی اور الحاق ریاست دوار واقع سنہ ۱۸۶۴ء اور اڑیسہ کا ہولناک قحط واقع سنہ ۱۸۶۶ء اوسکے عہد کے مشہور واقعات ہین اسکے بعد سنہ ۱۸۶۸ء و سنہ ۱۸۶۹ء مین بندیلکھنڈ اور شمالی ہند مین قحط پڑا اس موقع پر لارڈ لارنس نے اول ہی اول یہہ قاعدہ معین کیا کہ عہدہ داران گورنمنٹ بذات خود اس بات کے ذمہ دار قرار دیئے جائین کہ حتی الامکان جانین فاقہ کشی کے باعث تلف ہونے نہ پائین ملک اودھ کے کسانون کی حالت کی تحقیقات کی گئی اور اونکے موروثی استحقاق کی حفاظت کی نظر سے ایک ایکٹ جاری کیا گیا کچھ عرصہ تک امیر دوست محمد خان کے بیٹون کے باہم جنگ و جدل رہی اور نتیجا اسکا افغانستان کی ریاست شیر علیخان کے ہاتھ آئی جسے لارڈ لارنس نے امیر کابل تسلیم کیا سنہ ۱۸۶۶ء مین ایک تجارتی حادثہ واقع ہوا جس سے بنگالہ مین چاے کے کارخانہ والون کو سخت نقصان کا اندیشہ ہوا اور بمبئی مین تو ان لوگونکا

کاروبار بالکل تباہ ہو گیا سنہ ۱۸۶۹ء میں سر جان لارنس کی میعاد حکومت
منقضی ہو گئی اور وہ انگلستان میں واپس جانے پر زمرہ امرا میں
داخل کیا گیا۔ ہند کی سول سروس (ملازمت متعہدہ) میں یہ نامی گرامی
عہدہ دار اسسٹنٹ مجسٹریٹ سے لیکر نائب السلطنت تک پہنچا سنہ ۱۸۷۹ء
میں لارڈ لارنس نے انتقال کیا اور ویسٹ منسٹر ایبی میں دفن ہوا ٭

لارڈ میو

سنہ ۱۸۶۹ء سے سنہ ۱۸۷۲ء تک

لارڈ لارنس کے بعد لارڈ میو سنہ ۱۸۶۹ء میں گورنر جنرل و وائسرائے
مقرر ہوا اور جو باتیں ہند کی ترقی کے مفید تھیں اون میں کوشش بلیغ
کی لارڈ میو نے بمقام انبالہ دربار منعقد فرما کر امیر شیر علیخان کو ضابطہ
والی افغانستان تسلیم کیا گو ایک معنی کر کے اس دربار کی بنا لارڈ لارنس
نے ڈالی تھی مگر اوسکی تکمیل سنہ ۱۸۶۹ء میں اوسکے جانشین کے عہد میں
ہوئی سنہ ۱۸۶۹ء و سنہ ۱۸۷۰ء میں شہزادہ ڈیوک آف ایڈنبرا ہند کو تشریف
لائے اور اونکی تشریف آوری سے اہل ہند کو بڑی مسرت ہوئی اور نیز
سرکار انگلشیہ اور اوسکی باجگذار ریاستوں کے باہم رابطہ اتحاد و خیرخواہی
کو ترقی ہوئی لارڈ میو کے عہد میں مملکت کے بڑے بڑے محکمجات
میں اصلاح کی گئی اور ایک محکمہ جدید محکمہ زراعت کے نام سے قائم ہوا
اور پروونشل فنانس کا طریقہ جاری ہوا اور تجویز آخر الذکر سے انتظام

خود اختیاری کو جو تقویت ملی اوس سے بہت کچھ فائدے حاصل ہوئے یعنی ہند کی آمدنی کے وسائل میں ترقی اور اصراف میں کفایت ہوئی اور حکام انگریزی کو ذمہ داری کا زیادہ خیال پیدا ہوا اور معاملات ملکی کی طرف رعایا کی توجہ رجوع کی گئی اور امید پڑتی ہے کہ آیندہ اور بھی فائدے نکلیں لارڈ میو نے نمک کے محصول کی اصلاح کی بھی بنا ڈالی اور اس طرح پر اوسکے جانشینوں کو برٹش کی چوکیون کا منتشر سلسلہ جسنے ایک صوبہ کو دوسرے صوبے سے غیر بنا رکھا تھا اور سرکاری عملداری اور ہندوستانی ریاستوں کے درمیان تجارت کی راہ مارے ہوئے تھی بکقلم موقوف کر دینے میں سہولت حاصل ہوئی لارڈ میو نے سڑکین اور ریل اور نہرین پھیلانے سے ملک کی آمدنی کی افزایش کی معقول صورت نکال دی تعمیرات سرکاری جنکی بنا لارڈ ڈلہوزی کے وقت مین پڑی تھی اسکے عہد مین اونکی تکمیل کی کوشش کی گئی لارڈ میو کی قوت جسمانی اتنی عمدہ تھی کہ اوسنے آب ہوا کی سختی اور کاروبار سلطنت کی کاوش کی کچھ حقیقت نہ سمجھی اوسنے بادشاہت کے دور دراز صوبون کی احتیاجین عین موقع پر جا کر فکر اور کوشش کے ساتھ دریافت کین مگر افسوس ہے کہ جزایر انڈمن مین جہان مجرمان حبس دوام قید رہتے ہین ایک قاتل کے ہاتھ سے سنہ ۱۸۷۲ء مین اس کریم النفس کی زندگی کا خاتمہ ہوا ؎

لارڈ نارتھ بروک

سنہ ۱۸۷۲ء سے سنہ ۱۸۷۶ء تک

لارڈ میو کا جانشین لارڈ نارتھ بروک تھا اسکی لیاقت انتظام مالی میں بالتخصیص ظہور میں آئی اس نائب السلطنت کے زمانہ میں بنگالہ کے جنوبی حصہ میں سنہ ۱۸۷۴ء میں قحط پڑا مگر سرکاری امداد کا انتظام ایسی وسعت و کشادہ دلی سے کیا گیا کہ وبا خاطر خواہ دور ہوئی۔

سنہ ۱۸۷۵ء میں راجہ بڑودہ رزیڈنٹ کی زہر خورانی اور ملکی بدنظمی کی علت میں راج سے علیحدہ کیا گیا مگر گدی پر اسکی قوم کا ایک بچہ بٹھا دیا گیا۔ سنہ ۱۸۷۵ء و سنہ ۱۸۷۶ء کے سرما میں شہزادہ پرنس آف ویلس ہند کی سیر کو تشریف لائے شہزادہ ممدوح کی آمد سے اہل ہند کی وفاداری اس درجہ جوش میں آئی کہ جسکا نظیر سرکاری عملداری کے آغاز سے کبھی دیکھنے میں نہ آیا تھا غرض کہ باجگذار رئیسوں اور والیان ملک کو معلوم ہوا کہ اب ہم ایک قدیم جلیل القدر خاندان کی سلطنت سے پیوستہ و وابستہ ہوے

لارڈ لٹن

سنہ ۱۸۷۶ء سے سنہ ۱۸۸۰ء تک

لارڈ نارتھ بروک کے بعد لارڈ لٹن سنہ ۱۸۷۶ء میں اپریل سے مقرر ہوا پہلی جنوری سنہ ۱۸۷۷ء کو حضرت ملکہ معظمہ کے خطاب قیصر ہند اختیار کرنے کا دربار دہلی کی مشہور پہاڑی پر بے مثل عظمت و شان سے منعقد ہوا۔

مین جبکہ انجکان و نواب و اعلی اعلی احکام اس شاہانہ جلسہ مین شریک ہونے کے
لیے جوق جوق چلے آتے تھے جنوبی ہند مین قحط کی تاریکی چھا رہی
تھی سنہ ۱۸۷۶ع مین خریف و ربیع دونون فصلون کی بارش بہت کم ہوئی اور
سنہ ۱۸۷۷ع کی بارش بھی کچھہ ایسی ہی ہوئی یہہ خشکسالی جو عرصہ دراز تک رہی
دکن سے لیکر راس کماری تک پھیل گئی اور بعد ازان شمالی ہند مین
پہنچی اور اس خشکسالی کے باعث دور دور تک ایسا قحط پڑا کہ ہند مین کبھی
سُننے مین نہ آیا تھا باوصف اس بات کے کہ ریل اور جہازون کے ذریعہ سے
بیشمار غلہ لایا گیا اور گورنمنٹ نے نہایت درجہ کوشش کی اور قریب
گیارہ کروڑ روپیہ کے صرف کیا تاہم واقعی فاقہ کشی اور امراض سے جو
قحط کے ہمرکاب ہوتے ہین افسوسناک نقصان جان کا ہوا کھانا نہ ملنے
اور ان بیماریون کے باعث جسمین قحطزدہ مخلوق مبتلا ہو جاتی ہے تخمیناً
۵۲ ¼ لاکھہ جانین تلف ہوئین

معاملات افغانستان

سنہ ۱۸۷۸ع سے سنہ ۱۸۸۰ع تک

گورنمنٹ ہند کو سنہ ۱۸۷۸ع کے آخر مین معاملات افغانستان
کی طرف متوجہ ہونا پڑا امیر شیر علیخان جسکی خاطر تواضع لارڈ میو نے
کی تھی روسیون کے منصوبون کا طرفدار پایا گیا اور سرکار برطانیہ کے
سفیر کے قبول کرنے سے تو انکار کیا مگر ساتھ ہی اسکے روسی سفارت

کی بڑی خاطر مدارات کی میر کی اس حرکت پر سرکار انگلشیہ نے جنگ کا اشتہار دیا اور فوج سرکاری تین طرف سے یعنی درہ خیبر اور کھائی قرم اور دریولان کی راہ سے آگے بڑھی اور ضعیف مزاحمت کے بعد دیکر ملکون کے اندرونی مقامات پر قبضہ کر لیا امیر شیر علیخان افغانی ترکستان کو بھاگ گیا اور وہین اہی ملک عدم ہوا بعد ازان اوسکے بیٹے یعقوب خان کے ساتھ بمقام گنڈمک عہد و پیمان ہوا جسکی رو سے سرکاری سرحدون کی دوسری جانب تک بڑھائی گئی اور ایک برٹش افسر کا بطور رزیڈنٹ کے کابل مین رہنا قرار پایا مگر چند مہینون کے اندر ہی افغانون نے دغا سے برٹش رزیڈنٹ سر لوئی کو گنری اور اوسکے محافظین کو حملہ کرکے تہ تیغ کیا باین وجہ دوبارہ جنگ کی ضرورت پڑی اور نتیجہ یہ ہوا کہ یعقوب خان تخت سے دستبردار ہوا اور سرکار انگلشیہ نے اوسے ہند کو بھیج دیا کابل اور قندھار پر سرکاری فوج نے قبضہ کیا اور سر فریڈرک رابرٹس نے افغانون کے قومی بلوہ کو جسکے باعث سرکاری جمعیت کابل مین بڑے خطر مین پڑ گئی تھی فرو کر دیا اچھی زک دی +

مارکوئس آف رپن

جب کہ یہان معاملات اس نازک حالت مین تھے انگلستان مین جدید انتخاب ممبران پارلیمنٹ کی وجہ سے جماعت وزرا فریق ٹوری کے ہاتھ سے عنان حکومت نکل گئی اور لارڈ ڈلٹن ہوم گورنمنٹ کے ساتھ ہی اپنا

مستعفی ہوا اور اوسکی جگہ اپریل سنہ ۱۸۸۰ء میں مارکوئس آف رپن مامور ہوا
اسکے بعد ایک برٹش بریگیڈ نے قندہار اور دریاے ہلمند کے درمیان
اوس فوج سے جو ایوب خان ہرات سے لایا تھا لڑکر شکست اٹھائی مگر اس
ہزیمت کی بدنامی جنرل سر فریڈرک رابرٹس نے کابل سے قندہار
تک بڑی عظمت و شان کے ساتھ لشکرکشی کرکے اور یکم ستمبر سنہ ۱۸۸۰ء کو
ایوب خان کی جمعیت کو شکست فاش دیکر دفع کی عبدالرحمن خان جو امیر
دوست محمد خان کے خاندان کے مردوں میں باعتبار عمر کے سب سے
بڑا تھا سرکار انگلشیہ سے امیر تسلیم کیا گیا اور سرکاری فوج خان موصوف کو
بطور رفیق برٹش گورنمنٹ کے کابل پر قابض چھوڑکر واپس آئی لیکن
پوری پوری واپسی فوج سرکاری کی قندہار سے مارچ سنہ ۱۸۸۱ء میں
عمل میں آئی اسکے بعد ایوب خان نے پھر زور پکڑا اور قندہار پر قبضہ
کرکے کابل کی امارت کے لیے عبدالرحمن خان کے ساتھ نبرد
جنگ ہے۔ واقعات مذکورہ بالا اگست سنہ ۱۸۸۱ء تک کے ہیں فقط

تمام شد